بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالسّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ
مِنَ الۡمُهٰجِرِيۡنَ وَالۡاَنۡصَارِ
وَالَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ
رَّضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ
وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ تَحۡتَهَا الۡاَنۡهٰرُ

''اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار جو بھلائی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور اُن کے لئے باغ تیار کر رکھے ہیں جِن کے نیچے نہریں ہیں۔''

(سورۃ التوبہ آیت ۱۰۰)

ریاض النضرہ

جلد دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب	:	الریاض النضرہ جلد دوم
مصنف	:	حضرت علامہ محب الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	:	حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ
پہلی بار	:	2003ء
آٹھویں بار	:	2017ء
تعداد	:	ایک ہزار
کمپوزنگ	:	چشتی کمپوزنگ
ہدیہ	:	

قارئین! کتاب کے متن میں اگر کہیں غلطی نظر آئے تو
اصلاح فرمادیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں درستگی کرلی جائے۔ (ناشر)

☆☆☆☆☆

اپنی کتابوں کی دیدہ زیب طباعت کے لیے رابطہ کریں۔

چشتی کتب خانہ

جھنگ بازار فیصل آباد۔ دربار مارکیٹ لاہور

0300-7681230 ☆ 0300-6674752

انتساب

اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کے عشق

کے نام

صائم چشتی

نذرِ عقیدت

بحضور

آل رسول علیہم السلام

صائم چشتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ
رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِىْ
وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ
فِى التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ

(سورۃ الفتح آیت ۲۹)

فہرست مضامین

رسول پاک کے پیاروں سے پیار کرتے رہو
زمیں کے چاند ستاروں سے پیار کرتے رہو

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

باب دوم

مناقب امیر المؤمنین ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

اس میں بارہ فصلیں ہیں

پہلی فصل
نسب کا بیان

اِس سے پہلے عشرہ مبشرہ کے انساب میں آپ کے آباؤ اُجداد کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام حنتمہ بنتِ ہاشم بن مُغیرہ بن عبداللہ بن عمر مخزوم ہے۔

ایک طائفہ کے نزدیک بنتِ ہشام بن مغیرہ ہے، اور یہ غلط ہے اور اگر یہ کہا جائے تو وہ ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام کی بہن ہونگی جبکہ ایسا نہیں ہے اور یقیناً یہ بنتِ ہاشم ہیں۔ ہاشم اور ہشام دو بھائی تھے۔

ہاشم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نانا اور آپ کی والدہ کا باپ اور ہشام حارث اور ابوجہل بن ہشام بن مغیرہ کا باپ تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کے تیرہ بیٹے تھے جو سب کے سب مشرف بہ اسلام ہوئے اُن کے حالات کی تفصیل اور ناموں کا بیان اِنشاء اللہ تعالیٰ دوسرے باب میں آئے گا۔

دُوسری فصل

نام اور کُنّیت

آپ کا نام زمانہ جاہلیت میں اور اسلام میں ہمیشہ عمر ہی رہا۔ آپ کی کنّیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بدر کے دن ''ابو حفص'' رکھی۔ اِس کا ذکر ابو اسحاق نے کیا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کا نام فاروق رکھا۔

فارُوق کیسے بنے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ کا نام فارُوق کس وجہ سے ہوا؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مُجھ سے تین دوم پہلے اسلام قبول کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے میرے سینے کو کھول دیا تو میں نے کہا:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى،

یعنی اللہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اُس کے لئے اچھے نام ہیں۔

پس زمین میں جو نام ہیں مُجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیا ہوا یہ نام زیادہ محبوب ہے۔

یہ واقعہ کب ہوا

میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہاں ہیں؟ میری بہن نے کہا! وہ کوہِ صفا کے نزدیک اَرقم بن ابی اَرقم کے گھر ہیں۔ پس میں اُس گھر میں آیا اور حضرت حمزہ آپ کے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اندر تھے۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ

لوگ جمع تھے۔ اُنہیں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کون ہے؟

لوگوں نے کہا! عمر بن خطاب، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو آپ نے میرے کپڑے کو مضبوطی سے پکڑ کر کھینچ لیا اور پھر مزید کھینچ کر فرمایا ! اے عمر تو کس کام کو پورا کرنے کے لئے آیا ہے۔

میں نے کہا! اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ پس گھر والوں نے نعرۂ تکبیر بُلند کیا جسے مسجدِ حرام والوں نے سُن لیا۔

میں نے کہا یارسول اللہ! خواہ موت ہو یا زندگی کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! ہاں اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم موت اور زندگی میں حق پر ہو۔

میں نے کہا! تو یہ چھپنا کیسا؟

اُس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

ہم ضرور نکلیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں دو صفوں میں نکالا۔ ایک میں حمزہ تھے اور دوسری میں میں تھا۔ اور میرے پاس کدید تھا یہاں تک کہ ہم مسجد میں داخل ہو گئے تو میں نے قُریش کی طرف دیکھا اور حضرت حمزہ کی طرف دیکھا تو اُنہیں اس طرح تکلیف پہنچی جس کی مثل کبھی نہ پہنچی تھی۔ پس اُس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرا نام فارُوق رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ حق و باطل میں فرق کیا۔

صاحب صَفوت اور رازی نے اِس روایت کی تخریج کی۔

شعبی سے روایت ہے کہ ایک منافق اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا ہو گیا تو یہودی نے کہا محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی طرف چلیں اور منافق نے کہا کعب بن اشرف

کی طرف چلیں۔ پس یہودی نے اِنکار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

جب باہر آئے تو منافق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ گیا اور اُن کے سامنے تمام قصّہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ٹھہر جاؤ میں تمہارے پاس آتا ہوں۔ پس وہ گھر میں داخل ہوئے اور تلوار لاکر منافق کی گردن اُتار دی۔ اور فرمایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فیصلے سے ناخوش ہو اُس کا فیصلہ میں اِس طرح کرتا ہوں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے کہ عُمر حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے تو میرا نام فارُوق ہو گیا۔

اِس روایت کی تخریج واحدی اور ابوالفرج نے کی۔

اسمِ فاروق کی مزید روایات

(۱) نزال بن سبرہ سے روایت ہے کہ ہم ایک روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اُس روز بہت خوش تھے۔ پس کہا اے امیر المؤمنین ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بات بتائیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اُن کا نام اللہ تعالیٰ نے فارُوق رکھا جس کے ساتھ حق و باطل کے درمیان فرق ہوا۔

یہ روایت ابن سمان نے موافق میں نقل کی،،

آسمان میں فارُوق زمین پر عُمر نام

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں اپنی مسجد میں بیٹھا جبریل سے محوِ گفتگو تھا کہ اچانک عُمر بن خطاب آئے تو جبریل نے مُجھ سے کہا کیا یہ آپ کا بھائی عمر بن

خطاب نہیں ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے میرے بھائی! کیوں نہیں؟ کیا اُس کا آسمان پر ویسے ہی نام ہے جیسے زمین پر؟

حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: اُس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اِس کا جو نام آسمان پر ہے وہ اُس نام سے زیادہ مشہور ہے جو زمین میں ہے اُس کا نام آسمان میں فاروق اور اور زمین میں عمر ہے۔ خرجہ فی فضائل،،

عُمرِ فاروق کہاں ہیں؟

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیامت کے دن اپنی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے قیام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا! پھر منادی آواز دے گا عُمر فارُوق کہاں ہے؟ پس اُنہیں میرے پاس لایا جایا گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہوگا اے ابا حفص مرحبا یہ تیرا اعمال نامہ ہے اگر چاہے تو پڑھ لے چاہے تو نہ پڑھ تیرے لئے مغفرت ہے۔

(خرجہ فی فضائل)

آسمانی کتابوں میں اَسمائے عُمر

(۴) روایت آئی ہے کہ اُن کا نام آسمان میں فارُوق انجیل میں کافی تورات میں منطق الحق اور جنّت میں سراج ہے۔ اِس کا بیان مسلسل احادیث میں آئے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فارُوق قرنِ حدید ہے یعنی سخت طبیعت والے ہیں کیا تمہیں اُن کا نام پہنچا۔

(خرجہ، اضحاک)

تیسری فصل

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک

ابن قتیبہ نے کہا اہلِ کوفہ سے اُنہیں دیکھنے والوں کا بیان ہے اُن کا رنگ کھلتا ہوا گندم گوں تھا۔

اہلِ حجاز سے دیکھنے والوں نے کہا: اُن کا رنگ زردی مائل گورا تھا اور وہ اُن کے رنگ کو چونے کی سفیدی سے تشبیہہ دیتے تھے جس میں خُون کی سُرخی نہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک کے اندرونی حصّے میں بالکل بال نہ تھے۔

اُن کی آنکھوں میں سُرخی تھی اور رُخساروں میں گوشت کم تھا۔

صاحبِ صفوت کا بیان ہے کہ اُن کی داڑھی مبارک گھنی اور نرم تھی پھر اُن کے رنگ کا ذکر کرتے ہوئے اہلِ کوفہ کی روایت بیان کی اور کہا یہ حُلیہ ذر بن جیش وغیرہ نے بیان کیا ہے اور اکثریت کا یہی خیال ہے۔

کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قد لمبا، جثہ بھاری، سر بالوں سے خالی، آنکھیں سُرخ اور رُخساروں میں گڑھے تھے۔ سر کے بیرونی کناروں پر بالوں کی کثرت تھی اور کہا یہ روایت زیادہ دُرست اور مشہور ہے۔

بُڑھاپے میں جوان تھے

سماک بن حرب نے کہا حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب چلتے تو یُوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ سوار ہیں اور لوگ پیدل چل رہے ہیں اور آپ مہندی اور وسمے کا خضاب

لگاتے تھے۔

قاضی ابوبکر بن ضحاک سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرما
کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑھاپے میں کوئی تبدیلی نہ آئی تو لوگوں نے کہا ! اے امی
المومنین آپ پر بڑھاپے کا اثر کیوں نہیں؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر بڑھاپے کی وجہ سے تبدیلی آ
تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے ج
جوان اسلام میں جوان ہے قیامت کے دن نور ہوگا اور مُجھ میں تغیر نہیں آیا۔

اُن کے کسی بیٹے نے اُن سے کہا: آپ اپنی داڑھی کیوں نہیں رنگ لیتے تو اُنہوں ـ
فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میرا نور بُجھ جائے جیسے فلاں نے اپنا نُور بُجھالیا ہے۔ جبکہ پہلی روایت
زیادہ درست ہے۔

حضرت عُمر قُریش کے سفیر تھے

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے سرداروں اور اشراف میں سے تھے او
زمانہ جاہلیت میں اُن کے سفیر ہوا کرتے تھے چُنانچہ اگر قُریش کی آپس میں منافرت یا مفاخرت
کا مقابلہ ہوتا تو مفاخرت کے لئے اُنہیں بھیجتے تھے۔

قبل ازیں اُن کی صفاتِ معنویہ خُلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باب میں حضرت
ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں بیان ہوئی ہیں اور بہت سی روایات انشاء الل
العزیز اُن کے فضائل کے باب میں آئندہ بیان ہونگی۔

چوتھی فصل

آپ کے اِسلام کا بیان

ابنِ اسحاق نے بیان کیا ہے کہ حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجرتِ حبشہ کے بعد حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِسلام قبول کیا۔''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں قبل اَز اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اعتراض کرنے کے لئے نِکلا تو اُنہیں مسجد کی طرف اپنے آگے پایا پس میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو آپ نے سُورۃ الحاقہ کا اِفتتاح کیا تو میں تالیف قرآن کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پس میں نے کہا خدا کی قسم یہ شاعر ہیں جیسا کہ قریش کہتے ہیں۔ کہا کہ پھر آپ نے پڑھا:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ط قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ

(سورۃ الحاقہ آیت ۴۰۔۴۱)

بیشک یہ قُرآن ایک کرم والے سے باتیں ہیں اور کسی شاعر کی کوئی بات نہیں''

میں نے کہا کاہن ہیں۔

تو آپ نے فرمایا:

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ط قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور نہ کسی کاہن کی بات کِتنا کم دھیان کرتے ہو اُس نے اُتارا ہے جو

سارے جہان کا رب ہے۔ اگر وہ ایک بھی بات بنا کر کہتے ضرور ہم اُن
سے بدلہ لیتے پھر اُن کی رگ کاٹ دیتے۔ پھر تُم میں کوئی اُن کا بچانے
والا نہ ہوتا۔''

(سورۃ الحاقۃ آیت ۴۲۔۴۷)

کہا کہ اس تمام واقعہ سے میرے دل میں اسلام واقع ہو گیا اِس روایت کی تخریج امام
احمد بن حنبل نے کی۔''

دُوسری روایت

دُوسرے طریق پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ عُمر تلوار
حمائل کر کے نکلے تو اُن کی مُلاقات بنی زہرہ کے ایک شخص سے ہوئی۔ اُس نے کہا: اَے عمر!
کہاں کا ارادہ ہے؟ اُنہوں نے کہا ! میں چاہتا ہوں مُحمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو قتل کر دوں۔

اُس نے کہا تو محمد کو قتل کر کے بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کیسے مامون رہے گا؟

عمر نے اُس سے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نے اپنا دین چھوڑ کر اُن کا دین اپنا لیا ہے۔

اُس نے کہا اے عُمر تیری دلیل پر تعجّب ہے۔ تیری بہن اور تیرے بہنوئی نے اُس دین
کو چھوڑ دیا ہے جس پر تو ہے۔ پس عُمر چل پڑے اور اُن دونوں کے پاس آئے تو اُن کے پاس
مہاجرین میں سے حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔

جب حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سماعت نے عُمر کو محسوس کیا تو اُن کے گھر میں
چُھپ گئے پس عمر اپنی بہن اور اپنے بہنوئی کے پاس آئے تُمہارے پاس کیا ہے جو میں نے
دھیمی آواز میں سُنا اور وہ سُورہ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے۔ پس دونوں نے کہا ہم آپس میں
باتیں کر رہے تھے۔

عُمر نے کہا! شاید تم دونوں اسلام لا چکے ہو۔

عُمر کے بہنوئی نے کہا کیا تُو نے دیکھا تیرے دین کے علاوہ بیشک حق ہے۔ پس عمر نے

اپنے بہنوئی پر حملہ کر دیا اور اُن کی شدید پٹائی کی تو اُن کی بہن نے اُن سے اپنے شوہر کو چھڑایا پس عمر نے اُن کا ہاتھ سختی سے پکڑا اور چہرے پر ضرب لگائی تو خُون بہنے لگا۔ پس اُس نے مجھے غضبناک ہو کر کہا اُے عمر! تیرے دین کے علاوہ یہ حق ہے۔ میں گواہی دیتی ہُوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ ہمارے سردار حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ پس جب عُمر کے سامنے یہ بیان کیا تو اُنہوں نے کہا تمُہارے پاس جو یہ کتاب ہے مجُھے دو تاکہ میں پڑھوں اور عمر کتابیں پڑھ لیتے تھے۔

اُن کی بہن نے کہا آپ ناپاک ہیں اور اُسے پاک لوگوں کے سوا نہیں چھو سکتے۔ اُٹھ کر غسل کریں یا وضو کریں پس اُنہوں نے اُٹھ کر وضو کیا اور کتاب لے کر سُورۂ طٰہٰ کی تلاوت کی یہاں تک کہ یہ آیت پڑھی:

اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ

(سورۃ طٰہٰ آیت ۱۴)

پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! مجُھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لے چلو حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ شان سُنی تو گھر سے نکل آئے اور کہا اے عمر آپ کو بشارت ہو مجُھے اُمید ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جُمعرات کی دُعا ہے۔ کہا کہ آپ نے کوہِ صفا کے نیچے گھر میں دُعا کی تھی۔ الٰہی! عُمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ساتھ اسلام کو عزّت عطا فرما۔

پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے اور اُس گھر پر آ گئے گھر کے دروازہ پر حضرت حمزہ حضرت طلحہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے پس جب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ لوگوں میں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ بہادر تھے نے کہا ہاں تو یہ عُمر ہے؟

اگر اللہ تعالیٰ نے عُمر کو خیُر کے ساتھ بھیجا ہے تو اُس کے لئے سلامتی ہے اور اگر اُس کے علاوہ ہے تو اُسے ہم سے قتل ہونا ہے۔ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وحی آ رہی تھی۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور عُمر کو تلوار حمائل کئے دیکھ کر اُن کے پاس آئے اور اُن کے کپڑے

کو سختی سے کھینچ کر فرمایا اے عمر کیا تجھ پر اُس کا احسان نہیں کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے وہی ذِلّت و رسوائی نازل کرتا جو ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی ہے؟

پھر فرمایا ! الٰہی عُمر بن خطاب کو ہدایت نصیب فرما۔ الٰہی عُمر بن خطاب کے ذریعہ سے دین کو عزّت نصیب فرما۔"

حضرت عُمر نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں پس حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور کہا یا رسول اللہ نکلیں۔"

اِس روایت کی تخریج صاحبِ صفوت نے کی۔"

اِسلام قبول کرنے کی دُوسری روایت

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے اپنے دادا کی روایت بیان کی کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کو بتاؤں کہ میں نے اسلام کیسے قبول کیا؟

ہم نے کہا ! ہاں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر لوگوں سے زیادہ سخت تھا پس میں ایک شدید گرم دن مکہ معظّمہ کے ایک راستے پر چل رہا تھا کہ مُجھے قریش کا ایک شخص ملا اور اُس نے کہا اے ابنِ خطاب اس وقت کہاں کا ارادہ ہے؟

میں نے کہا! میں اُس شخص کے قتل کا اِرادہ رکھتا ہوں جو خود کو نبی گمان کرتا ہے۔

اُس نے کہا اے ابنِ خطاب ! تُجھ پر تعجّب ہے تُجھے یہ گُمان ہے حالانکہ اَمر یعنی اسلام تیرے گھر میں داخل ہو چکا ہے۔

میں نے کہا ! کون مُسلمان ہُوا ہے؟

اُس نے کہا ! تیری بہن اسلام قبول کر چکی ہے۔

پس میں غضبناک ہو کر واپس ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے بہنوئی کے پاس دو مسلمانوں کو ٹھہرایا ہوا تھا جنہیں وہ اپنا فاضل کھانا دیتے اور اُن کی مدد کرتے تھے۔

بن نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اُنہوں نے کہا کون ہے؟

میں نے کہا! ابنِ خطاب اُن کے ہاتھوں میں کِتاب تھی جسے وہ پڑھ رہے تھے۔ وہ مجھ سے خوف زدہ ہو کر اِدھر اُدھر ہونے لگے اور صحیفے کو اُس کے حال پر چھوڑ دیا۔

جب میری بہن نے میرے لئے دروازہ کھولا تو میں نے کہا اے اپنی جان کی دُشمن تو نے اپنا دین چھوڑ دیا؟

اور میرے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جو میں نے اُٹھا کر اُس کے سر پر دے ماری جس کی وجہ سے اُس کے سَر سے خُون بہنے لگا۔

جب اُس نے خُون بہتا ہوا دیکھا تو رونے لگی اور کہا ! تُو جو چاہے کر ہم نے پہلا دین چھوڑ دیا ہے۔

عُمر فاروق فرماتے ہیں، میں غضبناک ہو کر کمرے کے اندر چلا گیا اور ایک چار پائی پر بیٹھ گیا۔ پس میں نے دیکھا تو کمرے کے وسط میں صحیفہ تھا۔ میں نے اپنی بہن کو کہا یہ صحیفہ کیا ہے۔ مجھے دے دو۔ اُس نے کہا تو اِس کے قابل نہیں، تُو نہ غسل جنابت کرتا ہے اور نہ استنجا کرتا ہے اور یہ وہ صحیفہ ہے جسے ناپاک لوگ نہیں چُھو سکتے۔ پھر مسلسل تکرار کے بعد اُس نے مجھے صحیفہ دے دیا میں نے جب اُسے لیکر کھولا تو اُس میں لکھا تھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جب میں نے الرحمن الرحیم پڑھا تو مجھ پر ہیبت اور خوف طاری ہو گیا اور میرے ہاتھ سے صحیفہ نکل گیا۔ پھر میں نے اپنے آپ کو سنبھال کر اپنی بہن سے صحیفہ لے کر دیکھا تو اُس میں لکھا تھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

(سورۃ الحشر آیت ۲۴)

شروع ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے جو زمین و آسمان ہے

اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہے اور وہی عزت وحکومت والا ہے۔

مجھے اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی نے دوسری مرتبہ خوف زدہ کر دیا اور میں خود کو سنبھال کر پڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ میں اس آیت تک پہنچا۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ

(سورۃ الحدید آیت ۷)

اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ ایمان لائے اور اُس کی راہ میں کچھ دو، خرچ کرو جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا۔"

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے یہ پڑھ کر کہا!

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کہا کہ وہ لوگ خوشی خوشی باہر نکلے اور نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہُوئے اُنہوں نے کہا: اے خطاب کے بیٹے! تُجھے بشارت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیر کے دن دُعا فرمائی تھی۔

الٰہی! ابی جہل بن ہشام اور عُمر بن خطاب دونوں میں سے جو تُجھے پسند ہو اُس کے ساتھ اِسلام کو معزّز فرما۔

ہمیں اُمید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کے لئے دُعا فرمائی ہے پس آپ کو خُوشخبری ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا مُجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ٹھکانے پر لے چلو۔ اُنہوں نے مُجھے بتایا کہ آپ کوہِ صفا کے نیچے ایک گھر میں تشریف فرما ہیں۔

کہا کہ پھر میں نکلا تو وہاں جا کر دروازے پر دستک دی اُنہوں نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا ابن خطاب۔ تم میں سے کسی کی جرأت ہے کہ میرے لئے دروازہ کھولے۔

اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر میری سختی کو جانتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دروازہ کھول دو اگر اللہ تعالیٰ کو اس کی بھلائی مقصود ہے تو اُسے ہدایت عطا فرمائے گا۔

کہا کہ پھر اُنہوں نے دروازہ کھول دیا اور دو آدمیوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے بٹھا دیا اور آپ سے الگ ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میری قمیص کو پکڑ کر کھینچا تو میں آپ کی طرف کھنچتا چلا گیا تو آپ نے فرمایا! اَے ابن خطاب اسلام قبول کر لے۔ الٰہی اسے ہدایت نصیب فرما۔"

میں نے کہا! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں"، پس مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بُلند کیا جس کی آواز مکّہ والوں نے سُنی اور اُس سے قبل مُسلمان چُھپ کر رہا کرتے تھے۔

اِس روایت کی تخریج حافظ ابو القاسم نے اربعین طوال میں کی۔"

حضرت عُمر کے اِسلام کی تیسری روایت

ابن اسحاق نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کے بارے میں جو ہمیں پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ اُن کی ہمشیرہ جنابِ فاطمہ بنتِ خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اور اُن کے شوہر حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِسلام قبول کر لیا تھا اور اُنہوں نے اپنا اِسلام چھپا رکھا تھا اور اُن کے قبیلہ کے جناب نعیم بن نحام نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا" اور اُن سے چھپا رکھا تھا۔ اور خباب بن ارث، جناب فاطمہ بنتِ خطاب کو قُرآن کے مُختلف اجزا پڑھ کر سُنایا کرتے تھے۔

پس عُمر فاروق وحشت انگیزی کے عالم میں تلوار لیکر نکلے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے گروہ کو قتل کر دیں جو صفا کے قریب گھر میں جمع تھے جن کی تعداد مرد و عورتوں سمیت تقریباً چالیس افراد پر مشتمل تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مکہ معظّمہ میں اقامت گزین تھے اور حبشہ کو ہجرت کر کے نہیں گئے تھے۔

عمر کی ملاقات نعیم بن عبداللہ سے ہوئی تو اُس نے کہا ! اَے عمر کہاں کا اِرادہ ہے؟

کہا! میں محمد کو قتل کرنا چاہتا ہوں ''معاذ اللہ'' اور وہ بیان کیا جو اُس سے پہلے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں بیان ہوا۔ اور اُس میں ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں پہلو سے پکڑا یا اُن کی چادر کو پکڑ کر کھینچا پھر مزید شدّت کے ساتھ کھینچا اور فرمایا: اَے عُمر! تیرے ساتھ کیا آیا ہے یعنی تو کس ارادہ سے آیا ہے؟

پھر اُس کے بعد کا مفہوم اس قول تک بیان کیا کہ حضرت عُمر نے کہا اللہ اور اُس کے رسول اور جو اُن پر نازل ہوا ہے اُس پر ایمان لانے کی غرض سے آیا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نعرۂ تکبیر لگایا جس سے اہلِ خانہ اَصحابِ رسول نے پہچان لیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِسلام قبول کر لیا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ اپنی جگہوں سے متفرّق ہو گئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کر لینے سے اُن کے نفُوس کو عزّت مل گئی اور وہ جان گئے کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مددگار ہیں اور آپ دشمنوں سے پُورا پُورا انصاف کرتے ہُوئے اُنہیں روکیں گے''۔

فارُوقِ اعظم کے اِسلام کا چوتھا واقعہ

ابن اسحاق نے کہا حضرت عمر کے اسلام کی اس حدیث کے راوی اہلِ مدینہ ہیں اور مجھ سے عبداللہ بن نجیح مکی نے اپنے اَصحاب سے حضرت عُمر کے اسلام کے بارے میں حدیث بیان کرتے ہوئے کہا حضرت عمر اسلام سے دُور تھے اور زمانۂ جاہلیت میں شرابی تھے اور شراب سے محبّت کرتے تھے۔

حضرت عُمر کہتے ہیں کہ آلِ عُمر بن عمران مخزومی کے گھروں کے پاس خرورہ میں ہماری مجلس میں قُریش کے لوگ جمع ہوتے تھے، ایک رات میں اُن کی مجلس میں بیٹھنے کے لئے نکلا تو اُنہیں وہاں موجود نہ پایا۔ میں نے کہا اگر مکہ کے فلاں شراب فروش کے پاس جاؤں تو وہ وہاں

اُس سے شراب پیتے ہوں گے۔ میں وہاں گیا تو اُنہیں وہاں بھی نہ پایا تو میں نے کہا اگر میں کعبہ کی طرف جاؤں تو اُس کے ساتھ یا ستّر طواف کرلوں، پس میں کعبے کے طواف کے ارادہ سے مسجد میں آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے، جبکہ کعبہ کو آپ نے اپنے اور شام کے درمیان رکھا اور آپ کا مصلاّ حجرِ اَسود اور رُکن یمانی دو رُکنوں کے درمیان تھا۔''

میں نے جب آپ کو دیکھا تو کہا: خُدا کی قسم! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے رات کو سنوں؟ یہاں تک کہ جو آپ کہتے تھے میں نے سُن لیا'' پس میں نے کہا اگر آپ سے قریب ہو کر سُنوں تو کچھ دیکھ سکوں، چُنانچہ میں نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور غلافِ کعبہ کے نیچے داخل ہو کر چلنے لگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز میں قُرآن پڑھ رہے تھے یہاں تک کہ میرے اور آپ کے درمیان سوائے کعبے کے غلاف کے کوئی چیز حائل نہ تھی چُنانچہ جب میں نے آپ کو قرآن پڑھتے سُنا تو اُس سے میرے دل میں رِقّت پیدا ہوگئی تو میں رونے لگا اور اسلام میں داخل ہو گیا۔ پھر میں اپنی اسی جگہ پر کھڑا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز سے فارغ ہو کر واپس ہوئے۔

جب آپ واپس ہو کر اپنے راستے پر ابنِ ابی حسین کے گھر کی طرف چلے یہاں تک کہ مقامِ سعی سے ہوتے ہوئے عبّاس بن عبدالمطلب اور ابنِ ازہر بن عوف زہری کے گھروں سے گزرے اور اخنس بن شریک کے گھر میں داخل ہو کر اپنے گھر چلے گئے، آپ کی سکونت رقطاء کے گھر میں تھی جو معاویہ بن ابوسفیان کے سامنے تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں آپ کے پیچھے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ میں حضرت عباس اور ابن ازہر کے گھروں میں داخل ہوا تو آپ کو دیکھا پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سُنا تو میں نے پہچان لیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گمان کیا

کہ میں آپ کے پیچھے پیچھے اِس لئے آ رہا ہوں کہ آپ کو تکلیف پہنچاؤں تو آپ نے مُجھے تا دیاً فرمایا اے ابن خطاب تیرے ساتھ اس وقت کیا ہے یعنی تو اس وقت کیوں آیا ہے؟

میں نے کہا ! میں اللہ اور رسول اور جو اللہ کے رسول پر آیا اُس پر ایمان لانے کی غرض سے حاضر ہُوا ہُوں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور فرمایا اَے عمر! اللہ تعالیٰ تجُھے ہدایت نصیب فرمائے پھر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیر کر میرے لئے ثابت قدمی کی دُعا فرمائی۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے الگ ہو کر واپس آ گیا اور آپ اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔

فارُوق اعظم کا اعلانِ اِسلام

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طریق میں ہے کہ اِس قول کے بعد اُنہوں نے فرمایا اِس سے قبل مُسلمانوں کا اسلام مجُھ سے پوشیدہ تھا، پھر میں نکلا تو جس مُسلمان کو دیکھنا چاہا میں نے دیکھ لیا۔''

بعد ازاں میں اپنے ماموں کے گھر گیا اور اُس کے دروازہ پر دستک دی تو اُس نے پُوچھا کون ہے؟

میں نے کہا ! میں ابنِ خطاب ہوں'' پھر وہ میرے پاس آیا تو میں نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ میں نے پہلا دین چھوڑ دیا ہے؟

اُس نے کہا ! ایسا کر لیا ہے تو یہ نہ کر۔

میں نے کہا ! کیوں نہ کروں ؟ اُس نے کہا نہ کر، میں نے کہا کیوں نہ کروں، تو اُس نے مجُھ پر گھر کا دروازہ بند کر دیا۔

ایسے ہی میں ایک اور قرُیشی سردار کے ہاں گیا اور اُس کے دروازے پر دستک دی، اُس نے کہا کون ہے ؟ میں نے کہا ابنِ خطاب، وہ میرے پاس آیا تو میں نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ میں اِسلام قبول کر لیا ہے؟

اُس نے کہا کیا تُو نے ایسا کرلیا ہے؟ تُو اپنے دین کو مت چھوڑ اور اسلام قبول نہ کر،
میں نے کہا ! کیوں نہ کروں؟ اُس نے کہا ! مت کر، میں نے کہا کیوں نہ کروں؟
تو اُس نے اندر جا کر دروازہ بند کرلیا۔''

ایسے ہی میں ایک دوست کے ساتھ کعبے شریف میں اُس کے پہلو میں بیٹھا باتیں کر رہا
تھا کہ اچانک اُس کی طرف لوگ آئے تو اُس نے کہا میں جانتا ہُوں کہ تُو نے اپنا پہلا دین چھوڑ
دیا ہے، کیا تُو نے ایسا کیا ہے؟

میں نے کہا ! ہاں تو اُس نے بُلند آواز سے لوگوں کو مخاطب کرتے ہُوئے کہا ابنِ
خطاب نے دین چھوڑ دیا ہے۔ لوگ یہ سُن کر میری طرف جھپٹے اور مجھے مارنے لگے تو میں نے
بھی اُنہیں مارا۔

اِسی اثناء میں ایک شخص نے آ کر پُوچھا لوگ کیوں جمع ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ خطاب کا
بیٹا ہے اِس نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے، وہ شخص پتّھر پر چڑھا اور لوگوں کو دائیں ہاتھ کا اشارہ کر
کے کہنے لگا خبردار کوئی شخص میرے بھانجے پر جرأت نہ کرے۔ چُنانچہ لوگ مجھے چھوڑ کر پرے
ہٹ گئے۔

حضرت فارُوقِ اعظم فرماتے ہیں اِس سے قبل میں لوگوں کو پیٹا کرتا تھا اور میری پٹائی
کسی نے نہ کی تھی اَب مجھے محسوس ہوا کہ میرے ساتھ بھی وہی ہوگا جو دُوسرے مُسلمانوں کے
ساتھ ہوتا ہے تاہم میں کعبے شریف میں رُکا رہا اور لوگ میرے ماموں کی طرف رُخ کر کے بیٹھ
گئے۔ میں نے اپنے ماموں سے کہا تُو نے سُنا یہ کیا کہتے ہیں؟ اُس نے لوگوں کی باتیں سُن کر کہا
میں تجھے پناہ دیتا ہوں'' میں نے کہا میں تیری امان واپس کرتا ہُوں'' اُس نے کہا ! اَے میری
بہن کے بیٹے ایسا نہ کر، میں نے کہا بلکہ میں نے اپنی امان تجھے واپس کردی، اُس نے کہا جو
چاہے کر چُنانچہ لوگ مجھے مارتے تھے اور میں اُنہیں مارا کرتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے
اسلام کو عزت عطا فرمائی۔

اِس روایت کو حافظ دمشقی نے اربعین طوال میں نقل کیا ہے۔

فارُوقِ اعظم کی ابُوجہل سے مُلاقات

عبدالرحمٰن بن حارث نے حضرت عُمر فاروق کی آل یا اُن کے گھر والوں میں سے کس
کی روایت بیان کی کہ حضرت عمر نے فرمایا جب میں نے اسلام قبول کیا اُس رات میں رسو
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دشمنی میں اہل مکہ میں سخت تر تھا۔ یہاں تک ابو جہل آیا تو میں
اُسے اپنے اسلام کے بارے میں بتادیا اور حضرت عمر حنتمہ بنتِ ہاشم بن مغیرہ کے بیٹے تھے،
کہ جب صبح ہوئی تو میں نے اُس کے دروازے پر دستک دی تو ابو جہل نے میری طرف آ
کہا! اھلاً وسھلاً مرحبا، اے میری بہن کے بیٹے تیرے ساتھ کیا آیا ہے؟

میں نے کہا! میں تجھے یہ بتانے آیا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول حضرت مح
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لے آیا ہُوں اور جس چیز کے ساتھ وہ آئے ہیں اُس کی تصدی
کرتا ہوں'' کہا کہ ابو جہل نے میرے مُنہ پر دروازے کی ضرب لگائی اور کہا اللہ تیرے ساتھ بُرا
کرے اور جو ہمّت تُو نے اپنائی ہے وہ بری ہے۔

اعلانِ اسلام یا اعلانِ جنگ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عُمر نے اسلام قبول
کیا تو قریش اُن کے اسلام کو نہ جانتے تھے چنانچہ اُنہوں نے فرمایا میرے اسلام کو اہلِ مکہ سے
کون ظاہر کرے گا؟

کہا! جمیل بن معمر جمحی، چنانچہ آپ اُس کی طرف روانہ ہوئے تو میں اُن کے ساتھ
پیچھے پیچھے جا رہا تھا اور میں اُس وقت جو دیکھتا اور سُنتا تھا اُس کا شعور رکھتا تھا۔

جب جمیل بن معمر سے مُلاقات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے
جمیل میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔

اُس نے کہا! خُدا کی قسم کسی نے میرے مُنہ پر یہ بات نہیں کی، پھر اُس نے مسجد کے ستون کے پاس کھڑے ہوکر قریش کے سرداروں کو آواز دی، اُے گروہِ قریش ابنِ خطاب دین سے باہر نکل گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تُو نے جھُوٹ کہا ہے میں نے دین اسلام قبول کیا ہے اور اللہ پر ایمان لایا ہوں اور اُس کے رسول کی تصدیق کی ہے۔

یہ بات سنتے ہی وہ لوگ اکٹھے ہوکر جھپٹے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑنے لگے یہاں تک کہ سُورج سروں پر آ گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑائی چھوڑ کر بیٹھ گئے اور وہ لوگ اُن کے سر پر مسلّط رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تُم جو چاہتے ہو کرو۔ خُدا کی قسم اگر ہمارے ساتھ تین سو آدمی ہوتے تو تم اُنہیں ہمارے لئے چھوڑ دیتے یا ہم اُنہیں تمہارے لئے چھوڑ دیتے۔ اِسی اثناء میں ایک شخص ریشمی لباس اور کلاہ پہنے ہوئے آیا اور اُس نے کہا! اے ابن خطاب تو نے دین چھورد یا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! مجھے اپنی ذات کے لئے دین کا اختیار ہے کیا اُن لوگوں کا گمان ہے کہ اس کے بعد بنی عدی تمہاری سرداری قائم رکھیں گے؟ چنانچہ اُس نے لوگوں کو لڑنے سے منع کر دیا۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس کے بعد مدینہ منّورہ میں اُن سے پُوچھا: ابا جان! وہ کون شخص تھا جس نے اس روز آپ سے لوگوں کر ہٹایا ؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے بیٹے وہ عاص بن وائل تھا۔

اس روایت کی تخریج ابو حاتم اور ابن اسحاق نے کی،،

صحابہ کے نام پہلی آیت

قلعی نے اس روایت کو نقل کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ئے کہا میں

نے اس دن کے بعد چھپ کر عبادت نہیں کی پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اے نبی! آپ کو اللہ کافی ہے اور یہ مسلمان جنہوں نے آپ کی پیروی کی ہے

(سورۃ انفال آیت ٦٤)

یہ پہلی آیت ہے جو مومن صحابہ کے نام قرآن میں نازل ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ معظمہ میں جنگ کے لئے اپنا جھنڈا اگاڑ دیا اور لوگوں سے حق پر لڑائی لڑتے اور اہل مکہ کو کہتے خدا کی قسم اگر ہماری تعداد تین سو کو پہنچ گئی تو تم ہمیں چھوڑ دو گے یا ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔

ظہورِ اسلام اور حضرت عُمر کے ساتھ اِسلام کو عزّت حاصل ہونا

اس سے پہلے اُن کے نام کی فصل میں حضرت ابنِ عباس کی حدیث بیان ہوئی جس میں اس جہت کا بیان تھا اور اس سلسلہ میں ابن اسحاق اور قلعی کی حدیث بھی بیان ہوئی۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عُمر بن خطاب اور ابوجہل بن ہشام کے لئے دُعا کی اور آپ نے یہ دُعا بدھ کی صبح کو کی تھی اور جمعرات کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرلیا پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اہلِ خانہ نے خُوب نعرہ ہائے تکبیر لگئے جو مکہ میں دُور دُور تک سُنائی دیئے، پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! ہم نے اپنے دین کو کیوں چُھپا رکھا ہے جبکہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ہم تھوڑے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث فرمایا، کوئی مجلس باقی نہیں جس میں میں کُفر کے ساتھ بیٹھا ہُوں مگر میں اب اُس میں ایمان کے ساتھ بیٹھوں گا پھر وہ بیت اللہ کے طواف کے لئے نکلے اور قُریش کے پاس گزرے جو اُنہیں دیکھ رہے تھے، چنانچہ ابوجہل ابنِ ہشام نے اُن سے کہا کہ فلاں شخص کا گمان ہے کہ تو

نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

پس مشرکین نے اُن پر حملہ کر دیا اور وہ عُقبہ بن ربیعہ پر حملہ آور ہو گئے اور اُسے مارا اور اُس کی آنکھوں میں اُنگلیاں گھسیڑ دیں عُقبہ نے چیخ ماری تو لوگوں نے اُسے اُن سے چھڑایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہُوئے تو کوئی شخص اُن کے قریب نہ آیا سوائے اِس کے کہ ایک سردار نے آپ کو تھپڑ لگایا یہاں تک کہ لوگ اُن سے پیچھے ہٹ گئے اور حضرت عُمر جن مجلسوں میں بیٹھا کرتے تھے اُن میں گئے اور اپنا ایمان ظاہر کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لوٹ آئے اور آپ کی خدمت میں عرض کی آپ کو اللہ کافی نہیں؟ میرے ماں باپ آپ پر قُربان خُدا کی قسم کوئی ایسی مجلس نہیں جہاں میں کفر کے ساتھ نہیں بیٹھا ہُوں۔

مگر اب اُس میں میں بغیر کسی خوف اور رُعب کے اپنا ایمان ظاہر کروں گا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باہر نکل آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ بِن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما اُن کے آگے تھے یہاں تک کہ بیتُ اللہ شریف کا طواف کیا اور اِعلانیہ ظہر کی نماز ادا فرمائی'' پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ساتھیوں سمیت دارِارقم کی طرف تشریف لے گئے۔

اِس روایت کی تخریج ابو القاسم دمشقی نے ''اربعین طوال'' میں کی اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا جب حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص حبشہ سے آ کر قریش کے پاس گئے تو اُن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کو تلاش کرنے والا اور اُن کا نجاشی کے پاس جانا ناپسند کرنے والا کوئی نہ پایا۔

کعبہ شریف میں نماز پڑھنا

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر اسلام لائے تو وہ ایک غیّور و جسور شخص تھے اُن کے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صحابہ کرام کو تحفّظ حاصل ہوا''

اور انہیں سے روایت ہے کہ جب سے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے ہم ہمیشہ معزز رہے، (بخاری ابوحاتم)

انہیں سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام فتح ان کی ہجرت نصرت اور اُن کی امارات رحمت تھی۔ بیشک ہم نے دیکھا کہ ہم میں بیت اللہ شریف میں نماز ادا کرنے کی استطاعت نہ تھی یہاں تک کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تو اُنہوں نے مُشرکین سے لڑائی کی یہاں تک کہ مشرکین نے ہمیں چھوڑ دیا پس ہم کعبہ شریف میں نماز پڑھتے تھے۔ اِس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے کی۔''

حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ ہم میں یہ طاقت نہ تھی کہ کعبہ شریف میں نماز ادا کر سکیں یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو اُنہوں نے قریش سے لڑائی کی تو میں نے کعبہ کے پاس نماز پڑھی اور ہم اُن کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

اِس روایت کی تخریج ابنِ اسحٰق نے سیرت میں کی'' اور اُنہیں سے روایت ہے کہ ہم ظاہر ہو کر نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِسلام قبول کر لیا اور انہیں سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تو اسلام ظاہر ہُوا اور اللہ تعالیٰ کی طرف اِعلانیہ دعوت شروع ہو گئی۔

مومن نہیں کہتے تھے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ ہمارا نام مومن نہیں تھا یہاں تک کہ حضرت عُمر مُسلمان ہو گئے۔ ان روایات کی تخریج فضائل میں کی گئی۔ اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا جب حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے اِسلام قبول کیا تو ہم حلقہ اور صفیں بنا کر کعبۃ اللہ شریف کے گرد بیٹھتے جہاں ہم پر سختی ہوا کرتی تھی۔

اِس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام میں داخل ہو گئے تو مُشرکین نے کہا یہ لوگ ہم سے نِصف ہو جائیں گے۔ اِن سب روایات کا ذکر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دُعا کے بیان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ابتدائے اسلام کے واقعہ میں ہوا۔"

خُدا کے پسندیدہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا الٰہی عمر بن خطاب ابو جہل بن ہشام ان دو شخصوں میں سے جس کے ساتھ تو چاہے دین کو عزّت عطا فرما پس دونوں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ پسندیدہ تھے۔

اِس روایت کی تخریج احمد بن حنبل اور ترمذی نے کی ترمذی نے صحیح کہا۔"

دین کو عزّت دینے والے

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا آپ نے کہا الٰہی عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو عزّت عطا فرما۔"

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافق میں کی۔"

(۲) اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بطورِ خاص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمایا الٰہی اِس کے ساتھ اسلام کو عزّت عطا فرما۔"

اِس روایت کی تخریج ابو حاتم نے کی اور ان دونوں کے درمیان تضاد نہیں۔ جائز ہے کہ آپ نے دو مرتبہ دُعا فرمائی ہو ایک مرتبہ خاص طور پر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اور ایک مرتبہ ان کے ساتھ دوسرے کو شریک کیا ہو۔

(۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا الٰہی عمر کے ساتھ اسلام کی مدد فرما۔ اِس روایت کی تخریج فضائلی نے کی۔"

اہلِ آسمان کو اسلامِ فارُوق کی خُوشی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جبریل نے آ کر کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ! بیشک آسمان والوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کی خوشخبری قبول فرمائیں۔ اِس روایت کی تخریج ابُو حاتم دارقطنی خلعی اور بغوی نے اسلامِ عمر کے قول کے بعد غریب طریق سے کی۔"

کیسے خُوشی نہ ہوتی؟

میں کہتا ہوں کیسے نہ ہوتا اِس لئے کہ مُسلمانوں کا ظاہر نماز کے ساتھ نہ آسمان کی طرف چڑھنا تھا یعنی ظاہر طور پر پڑھی گئی نمازوں کا اہل آسمان کو انتظار تھا۔ اور نہ اسلام پہچانا جاتا تھا مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کے بعد جب انہوں نے کہا خُدا کی قسم اس روز کے بعد کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت چُھپ کر نہیں کرے گا۔

اللہ اور مومن کافی ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اُنتالیس افراد اسلام لائے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ان کی تعداد چالیس ہوگئی تو حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد لے کر نازل ہوئے۔"

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اَے نبی آپ کو اللہ کافی ہے اور مومن جو آپ کی پیروی کرتے ہیں۔

(سورۃ انفال آیت ۶۴)

اِس روایت کی تخریج قلعی اور واحدی نے کی اور ابو عُمر نے کہا صحیح روایت ہے کہ حضرت عمر نے چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام قبول کیا۔"

پانچویں فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت کے بیان میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! میں مہاجرین میں سے کسی شخص کو نہیں جانتا جس نے چھپ کر ہجرت نہ کی ہو مگر جب عمر بن خطاب نے ہجرت کی تو اُنہوں نے تلوار حمائل کر رکھی تھی اور کمان کندھے پر ڈال رکھی تھی اُن کے ہاتھ میں تیروں کا ترکش تھا اور وہ کعبہ کو بوسہ دے کر گزرے تھے جبکہ قریش کے سردار کعبے کے صحن میں موجود تھے اُنہوں نے تمکنت کے ساتھ کعبے کے ساتھ طواف کئے پھر مقامِ ابراہیم پر نماز کے لئے متمکن ہوئے پھر ایک ایک مشرک کے پاس رُک کر کہا تمہارے چہرے سیاہ ہوں اور تُم ناک کے بل گر جاؤ تم میں سے جس کی خواہش ہے کہ اُس کی ماں اُسے پیٹے یا وہ اپنے بچوں کو یتیم کرائے یا اپنی بیوی کو بیوہ کرائے تو وہ مجھے اس وادی کے پیچھے ملے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ اُن کے پیچھے کوئی شخص نہیں آیا مگر کمزور مسلمان جو ہدایت یافتہ تھے اُن کے سامنے سے گزر گئے۔

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافق میں اور فضائلی نے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا عمر بن خطاب اور عیاش بن ابی ربیعہ نے ہجرت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اور عیاش بن ابی ربیعہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو ھشام بن عاص بن وائل سہمی بنی غفار کے جوہڑ سے اوپر کی طرف مناصب پر تھا، ہم نے کہا ہم اُس کے نزدیک صبح نہیں کریں گے، پس رُک گئے تو اُس کے ساتھی گزر گئے پس میں نے اور عیاش بن ربیعہ نے مناصب کے نزدیک صبح کی اور ھشام ہم سے باز رہا اور فتنہ ٹل گیا پس ہم مدینہ منورہ آئے اور کعبہ میں بنی عمرو بن عوف کے ہاں اُترے۔

چھٹی فصل

قبل ازیں اس میں سے ابواب الاعداد
خصوصاً باب الشیخین میں ان کی یہ خصوصیت بیان ہوئی

حضرت عمر نبی ہوتے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔''

اِس روایت کی تخریج احمد اور ترمذی نے کی، اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اور اس حدیث کے بعض طُرق میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے عمر! اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو تُو مبعوث ہوتا۔

ایک روایت میں ہے اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو مبعوثیت عُمر کے لئے ہوتی۔

اِس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔''

حضرت عُمر مُحدّث اور مُلہم ہیں

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اُمتوں میں محدثین ہیں اگر میری اُمت میں ایک ہی محدث ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔

اِس روایت کی تخریج احمد بن حنبل اور مسلم نے کی اور ابن وہب نے محدثین کی تفسیر میں کہا کہ یہ ملہمین یعنی الہام کیے جانے والے ہیں۔

ترمذی نے اس روایت کی تخریج کرتے ہوئے اِس کی تصحیح کی اور اسے ابو حاتم نے نقل کیا اور اِس روایت کی تخریج بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی۔

ان سے دوسرے طریق پر روایت نقل کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بیشک تم سے پہلے بنی اسرائیل کے لوگوں میں سے بعض نے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کلام کیا تو بیشک میری اُمت میں اُن میں سے کوئی ہوتا تو وہ عمر ہوتا اور محدثین کے معنی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، یعنی الہام کئے گئے درست ہے اور جائز ہے کہ اُس ظاہر پر محمول کیا جائے کہ فرشتے اُن سے بات کرتے ہیں وہی کے ساتھ الہام نہیں ہوتا اور بیشک اُس پر مطلقاً حدیث کے نام کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ عظیم فضیلت ہے۔

اُمّت میں بہتر شخص

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد لوگوں سے بہتر۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! لیکن یہ آپ کہتے ہیں مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمر سے بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا" اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا غریب ہے۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں آنے والی پہلی احادیث اور ان احادیث کے درمیان بہتر ہونے کا اجتماع حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد بہتر ہونے پر محمول ہوگا۔"

ثابت بن حجاج سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کی بیٹی پر پیغام دیا تو اُنہوں نے اُن کی زوجیت میں دینے سے انکار کردیا، حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مدینہ منورہ کے گھروں کے درمیان عمر سے بہتر کوئی شخص نہیں۔

اِس روایت کی تخریج فضائل میں بغوی نے کی'' اور اس سے بہتر ہونا مرادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ہے اوّل کے لئے اجماع ہے اور ثانی مقدم ہیں۔

حضرت عُمر کا زہد

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اگرچہ عمر فاروق ہمارے ساتھ پہلے اسلام نہیں لائے اور نہ اُنہوں نے ہجرت میں سبقت کی ولیکن وہ ہم سے زیادہ دُنیا سے بے رغبتی رکھتے تھے اور ہم سے زیادہ آخرت میں راغب تھے۔''خرجہ فضائلی''

حضرت عُمر سے خدا کی موافقت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تین مرتبہ میری موافقت فرمائی۔

۱۔ مقام ابراہیم ۲۔ حجاب ۳۔ اسیرانِ بدر

طلحہ بن عوف سے روایت ہے کہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا یہ ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام نہیں؟

آپ نے فرمایا! ہاں کیوں نہیں،

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اگر آپ اسے نماز کا مقام بنائیں پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل فرمایا!

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

(سورۃ البقرہ آیت ۱۲۵)

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

(المخلص الذہبی)

فاروق اعظم کا دوسرا ربانی مشورہ

ان میں سے آپ کا اسیرانِ بدر کے سلسلے میں مشورہ فرمانا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بدر کے دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ لوگ چچوں بھائیوں اور قریبیوں کے بیٹے ہیں، ہم اُن سے خرید لیں تو ہمیں مشرکین پر قوت حاصل ہو جائے گی" اور شاید اللہ تعالیٰ اُنہیں اسلام کی طرف ہدایت نصیب فرمائے اور یہ ہمارے بازو بن جائیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب! تیری کیا رائے ہے؟

میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میری وہ رائے نہیں جو ابو بکر کی ہے یہ لوگ ائمۃ الکفر اور اُن کے سردار ہیں ان کے مسلمان قریبی ان کی گردنیں اُڑا دیں، چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وہی خواہش تھی جو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اس لئے آپ میرے مشورے کی طرف مائل نہ ہوئے اور کافروں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔

جب میں اگلی سویر کو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے رو رہے تھے، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے بتائیں کہ آپ کو اور آپ کے ساتھی کو کس چیز نے رُلایا ہے؟ اگر مجھے آپ کے رونے کی وجہ معلوم ہو جائے تو میں بھی آپ کے ساتھ رؤوں۔ آپ نے فرمایا! مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارا عذاب پیش کیا جو اس قریبی درخت سے ادنیٰ ہے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ
تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ

کسی نبی کو یہ لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک کہ زمین میں
اُن کا خون خوب نہ بہائے'' اے مسلمانو! دُنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ
تمہیں آخرت کا اجر دینا چاہتا ہے۔

(سورۃ انفال آیت ٦٧)

اِس روایت کی تخریج مسلم نے کی اور بخاری کے نزدیک، بالمعنیٰ روایت ہے۔

اسیرانِ بدر، دوسری روایت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ بدر میں ستر مشرکین قتل ہوئے اور ستر قید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے ان کے بارے میں مشورہ پوچھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ لوگ چچازاد قریبی اور بھائی ہیں میرے خیال میں ان سے فدیہ لے لیں اِس سے ہمیں کافروں پر قوت حاصل ہوگی اور شاید اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے اور یہ ہمارے بازو بن جائیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے عمر تیرا کیا مشورہ ہے؟

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا مشورہ وہ نہیں جو ابوبکر کا ہے ولیکن میری رائے ہے کہ میرے فلاں قریبی پر مجھے مقرر فرمائیں کہ میں اُس کی گردن ماردوں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو عقیل پر متمکن فرمائیں کہ وہ اس کی گردن کاٹ دیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اُن کے فلاں بھائی پر مقرر فرمائیں کہ وہ ان کی گردن ناپیں یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جان لے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لئے نرمی نہیں، یہ لوگ کافروں کے سردار ہیں اور ان کے امام اور قائد ہیں۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خواہش حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خواہش کے مطابق تھی، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد کا مفہوم بیان کیا اور یہ زیادہ کیا کہ

بدر کے دن فدیہ لے کر کافروں کو چھوڑ دینے کی سزا اگلے سال احد کے دن بھگتنا پڑی پس مسلمانوں کے ستر افراد شہید ہوئے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب فرار ہو گئے اور آپ کے دُر دندان کی رُباعی متاثر ہوئی اور خود کی کڑیاں آپ کے سر مبارک میں دھنس گئیں اور آپ کے چہرۂ اقدس پر خون بہنے لگا'' تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

کیا جب تم پر کوئی مصیبت آپڑے حالانکہ اس سے دُگنی مصیبت تم اُن کو پہنچا چکے ہو تو یہ کہنے لگو کہ کہاں سے آئی، ''اے نبی'' آپ فرمائیں مصیبت تو تمہارے اپنے ہی کرتوتوں سے آتی ہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(سورۃ آل عمران آیت ۱۶۵)

تیسری روایت دوسری آیت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے دن لوگوں سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ لیا تو فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان سے تمکین دی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ ! ان کی گردنیں اُتار دیں پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اپنا رُخِ اقدس پھیر لیا اور لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا اے لوگو ! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان سے تمکین دی ہے اور بے شک یہ کل سے تمہارے بھائی ہو نگے ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر عرض کی: یا رسول اللہ! ان کی

گردنیں کاٹ دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے اعراض فرما کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر پہلے کی طرح فرمایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر عرض کی یارسول اللہ! میری رائے یہ ہے کہ ان سے درگزر فرمائیں اور ان سے فدیہ قبول فرمالیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُخِ اقدس سے غم کے بادل چھٹ گئے اور آپ نے ان سے فدیہ وصول کرلیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیتِ مقدس نازل فرمائی:

لَوۡلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمۡ فِيۡمَاۤ اَخَذۡتُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ

ترجمہ! اگر پہلے سے اللہ کا حکم نہ ہوگیا ہوتا تو جو کچھ تم نے کافروں سے بدلہ کا مال لیا اُس میں تمہیں بڑا عذاب آتا''

(سورۃ انفال آیت ۶۸)

اِس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی۔

حضرت عُمر کے مشورہ کا انعام

ایک طریق میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر فرمایا! ہمیں تجھ سے اختلاف کر کے مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہے اِس روایت کی تخریج وحدی نے ''اسباب النزول'' میں کی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب! تیرے برعکس ہمیں شر پہنچا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر آسمان سے آگ اُترتی تو سوائے عمر کے کوئی نجات نہ پاتا۔

ایک روایت میں ہے اگر عذاب نازل ہوتا تو سوائے عمر کے کوئی نجات حاصل نہ کرسکتا

جبکہ دوسری روایت میں ہے اگر ہمیں عذاب دیا جاتا تو سوائے عمر کے کوئی نجات نہ پاتا۔

ان دونوں روایتوں کی تخریج خلعی نے کی۔''

حضرت عُمر کا اجتہاد مضبوط تھا

یہ احادیث اِس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اجتہاد میں مضبوط تھے، اور ان میں سے اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہنَّ کے پردے کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اشارہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے باز رہیں یا اللہ تبارک وتعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان سے بہتر بیویاں تبدیل کر دے۔

حضرت عُمر سے خُدا کی موافقت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں نے اپنے پروردگار سے تین بار موافقت کی ہے یا میرے رب نے مجھ سے تین مرتبہ موافقت فرمائی ہے، میں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر آپ مقام ابراہیم پر نماز ادا فرمائیں؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا!

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّى

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

(سورۃ البقرہ آیت ۱۲۵)

اور میں نے کہا آپ کے پاس نیک بھی آتے ہیں اور برے بھی اگر اُمہات المومنین پردے میں رہیں؟

پس اللہ تعالیٰ نے آیتِ حجاب نازل فرما دی، مجھے اِس پر اُمہات المومنین کے خفا ہونے کا پتہ چلا تو میں نے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے باز رہیں یا اللہ تعالیٰ آپ

کے لئے آپ سے بہتر ازواج تبدیل فرما دے یہاں تک کہ اُن میں سے ایک اُم المومنین میرے پاس تشریف لائیں اور اُنہوں نے فرمایا!

اے عمر! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی بیویوں کو نصیحت نہیں فرماتے کہ تو اُنہیں نصیحت کرتا ہے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ

ترجمہ! ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیویاں بدل دے۔ (سورۃ تحریم آیت ۵)

(بخاری، مسلم، ابوحاتم)

اور ایک روایت میں مقامِ ابراہیم اور پردے کے ذکر کے بعد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج غیرت میں جمع ہوگئیں تو میں نے انہیں کہا! ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں چھوڑ دیں تو اُنہیں تم سے بہتر بیویاں بدل دے۔

تو یہ آیت کریمہ نازل ہوگئی۔

حضرت عمر کی چار فضیلتیں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں پر چار فضیلتیں حاصل ہیں۔

اوّل:۔ اُنہوں نے اسیرانِ بدر کو قتل کرنے کے لئے کہا تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا"

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

ترجمہ! اگر پہلے سے اللہ کا حکم نہ ہو گیا ہوتا تو جو کچھ تم نے کافروں سے بدلہ کا مال لیا اُس میں تمہیں بڑا عذاب آتا"

(سورۃ انفال آیت ۶۸)

دوم :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو پردے کے بارے میں کہا کہ وہ پردے میں رہیں تو اُنہیں اُم المومنین حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے فرمایا !اے ابن خطاب! توہمیں نصیحت کرتا ہے حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ

جب تم اُن سے برتنے کی کوئی چیز مانگوتو پردے کے پیچھے سے مانگو۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۵۳)

سوم :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے لئے دُعا فرمائی الٰہی عمر کے ساتھ اسلام کی تائید فرما۔

چہارم :۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشورہ دینے والے اور اقفن کی سب لوگوں سے پہلے بیعت کرنے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی۔

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ پیالے میں کھانا کھارہی تھی کہ وہاں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے، آپ نے اُنہیں بُلا کر کھانے میں شامل کرلیا۔اُن کی اُنگلی میری اُنگلی سے ٹکرائی تو فرمایا حِس'' پس آیتِ حجاب نازل ہوگئی۔ طبرانی''

حضرت عُمر کا مشورہ اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار فرمائی تو آپ خزانہ کے مشربہ میں تشریف لے گئے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مسجد میں داخل ہوا تو لوگوں نے چھڑی سے زمین کریدتے ہوئے کہا! رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات کو چھوڑ گئے ہیں۔''

میں نے کہا! اُنہوں نے آج کیا کام کیا ہے جب کہ اِس سے پہلے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُنہیں پردے کا حکم دے چکے ہیں، پس میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو میں نے کہا اے ابوبکر کی بیٹی ! مجھے یہ امر پہنچا ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے؟

اُنہوں نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! جو میرے لئے ہے اور جو تیرے لئے، تجھ پر تیرے نقص کے ساتھ ہے۔

پس میں اپنی بیٹی اُم المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہا اے حفصہ ! خدا کی قسم مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تجھے پسند نہیں کرتے اگر یہ بات نہ ہوتی تو تجھے نہ چھوڑتے، کہا کہ اُس نے زور شور سے رونا شروع کر دیا تو میں نے اُس سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہاں ہیں ؟

اُس نے کہا ! خزانہ میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! میں وہاں گیا تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام رباح کو بالاخانے کی چوکھٹ پر پاؤں لٹکائے بیٹھے دیکھا۔

میں نے کہا! اے رُباح! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جانے کی اجازت ہے؟ رُباح نے بالاخانے کی طرف دیکھا پھر میری طرف دیکھا اور خاموش ہو گیا۔''

میں نے اونچی آواز سے کہا اے رُباح! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ خیال فرمایا ہوگا کہ میں حفصہ کی طرف سے حاضر ہوا ہوں، خدا کی قسم! اگر آپ مجھے حفصہ کو قتل کرنے کا حکم دیتے تو میں اُسے قتل کر دیتا۔''

کہا! کہ رُباح نے بالاخانے کی طرف دیکھا اور میری طرف دیکھا پھر ہاتھ کے اشارے سے کہا ادھر داخل ہو جائیں۔''

پس میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور آپ کے اوپر چادر مبارک تھی اور آپ کے پہلو میں بوریہ تھا اور میری نظر میں خزانہ میں پھر وحی تھی تو وہاں دو صاع جَو کے علاوہ دنیا کی کوئی چیز نہ تھی۔

کہا ! میری آنکھیں بہہ نکلیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابن خطاب ! کیوں روتا ہے ؟

میں نے کہا ! یارسول اللہ میں اپنے لئے نہیں روتا اور آپ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور اُس کے رسول اور کی مخلوق سے بہتر ہیں اور عجم کے کسریٰ وقیصر پھلوں اور نہروں میں ہیں اور آپ یہاں بوریے پر تشریف فرمائیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب! کیا مجھے اس پر خوشی نہ ہو کہ ہمارے لئے آخرت ہے اور اُن کے لئے دُنیا ہے ؟

میں نے کہا ! کیوں نہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ میں کوئی بات کرتا ہوی تو میرے قول کی تصدیق آسمان سے نازل ہو جاتی ہے۔

میں نے کہا! یارسول اللہ !اگر آپ اپنی بیویوں کو چھوڑ دیں تو اللہ عزوجل اور جبریل اور میں اور ابو بکر اور مومنین آپ کے ساتھ ہیں۔

پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ ! اور بیشک اللہ اُن کا مددگار ہے اور جبریل اور نیکوکار ایمان والے۔

(سورۃ تحریم آیت ۴)

کہا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کی خبر نہ دی اور میں آپ کی ناراضگی آپ کے چہرۂ اقدس میں دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ میں نے دیکھا آپ کے چہرۂ اقدس پر مسکراہٹ آگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا تو میں نے آپ کے دُرّ دندان دیکھ

لئے اور آپ کا ہنسنا تمام لوگوں سے حسین تھا، آپ نے فرمایا میں نے اُنہیں طلاق نہیں دی۔

میں نے کہا ! اے اللہ کے نبی! لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ آپ نے اپنی ازواجِ مطہرّات کو چھوڑ دیا ہے پس میں اُن کو بتاتا ہوں کہ آپ نے اُنہیں نہیں چھوڑا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! جو چاہے کر۔"

پس میں اُٹھ کر مسجد کے دروازے پر آیا اور کہا ! خبردار! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات کو طلاق نہیں دی، پس اللہ عزوجل نے یہ آیت اُس کی اور اُن کی شان میں نازل فرمائی۔"

وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِۦ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُولِى الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنۢبِطُونَهُۥ مِنْهُمْ

ترجمہ ! اور جب اُن کے پاس کوئی بات اطمینان یا ڈر کی آتی ہے اُس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں اور اگر اُس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور اُن سے اس کی حقیقت جان لیتے، یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں"

(سورۃ النساء آیت ۸۳)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں وہ شخص جو اُن میں بعد میں کاوش کرتے ہیں۔" (بخاری، مسلم، ابوحاتم)

بوریہ نشین رسول

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کیسے فرش پر تشریف فرما ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے عمر جو میرے لئے نہیں اور دُنیا کے لئے

ہے یا جو دُنیا کے لئے ہے اور میرے لئے نہیں اور بیشک میری مثل اور دُنیا کی مثل ایسے جیسا کہ سوار گرمی کے دن میں چلے تو درخت کے نیچے سائے میں بیٹھ کر استراحت حاصل کرے اور اُسے چھوڑ دے۔ ثقفی نے اِس روایت کی تخریج اربعین میں کی'' اور اُس سے یہ ہے کہ آپ کو منافقین پر نمازِ جنازہ پڑھنے سے روک دیا۔''

منافق کا جنازہ نہ پڑھیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مر گیا تو اُس کا بیٹا عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ اُس کے باپ کے کفن کے لئے اپنی قمیص بھی عطا فرمائیں اور اُس پر نمازِ جنازہ بھی پڑھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس پر نماز پڑھنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا کپڑا پکڑ کر عرض کی یارسول اللہ! آپ اُس پر نماز پڑھیں گے جس پر نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو روک دیا ہے؟

آپ نے فرمایا! بیشک مجھے اس کا اختیار دیا گیا ہے، پس کہا!

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ

ترجمہ! تم اُن کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار اُن کی معافی چاہو گے تو اللہ ہر گز اُنہیں نہیں بخشے گا۔''

(سورۃ التوبہ آیت ۸۰)

اور ستر مرتبہ پر زیادہ کرنا آگے آئے گا۔

کہا کہ بیشک اُس منافق پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ

ترجمہ! فرمایا اُن میں سے کسی کی میت پر نماز نہ پڑھیں اور نہ کسی کی قبر پر کھڑے ہوں،،

(سورۃ التوبہ آیت ۸۴) (بخاری، مسلم)

یہاں بھی قرآن نے فاروق کی موافقت کی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! عبداللہ بن ابیَ بن سلول مر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے لئے دُعا کی اور اُس پر نماز پڑھی پس جب آپ کھڑے ہو کر اُس پر نماز پڑھنے لگے تو میں نے کہا! یارسول اللہ! کیا آپ ابن ابی سلول پر نماز پڑھیں گے؟ اور اُس نے ایسے اور ایسے کہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا: اے عمر! مجھ سے دوسری بات ہے کہ جب اُس پر زیادہ ہو، فرمایا! میں نے جو چاہا اختیار کیا، اگر میں جانتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے پر اُس کے لئے بخشش ہے تو میں اُس پر زیادہ کر دیتا، کہا کہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس پر نماز پڑھی، نماز پڑھ کر واپس ہوئے تو زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ سورۂ برأت سے دو آیات نازل ہوئیں:

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۖ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ

ترجمہ! اور اُن میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے رہنا، بیشک اللہ اور اُس کے رسول سے منکر ہوئے اور فِسق ہی میں مر گئے۔

(سورۃ التوبہ آیت ۸۴)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مجھے اُس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جرأت کرنے پر تعجب ہوا۔ (اخرجہ البخاری)

دوسری آیت تائیدِ فاروق میں آئی

اُن میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

اِسۡتَغۡفِرۡ لَھُمۡ اَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَھُمۡ

(سورۃ التوبہ آیت ۸۰)

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں ستر بار سے زیادہ کروں گا اور استغفار میں مشغول ہو گئے،،

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اُنہیں نہیں بخشے گا، آپ اُن کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں برابر ہے۔

پس یہ آیت نازل ہوئی:

اِسۡتَغۡفِرۡ لَھُمۡ اَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَھُمۡ

ترجمہ! یعنی آپ اُن کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں اُن پر برابر ہے۔

دونوں نے اس روایت کی تخریج فضائل میں کی پس اس روایت سے اللہ تعالیٰ کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری موافقت پائی جاتی ہے“

اللہ تعالیٰ سے حضرت عمر کی ایک اور موافقت

ان میں سے ایک موافقت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ

ترجمہ ! بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔

(سورۃ مومنون آیت ۱۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میرے رب نے میرے ساتھ چار مرتبہ موافقت فرمائی۔

میں نے کہا ! یارسول اللہ اگر مقامِ ابراہیم کو مقامِ نماز بنالیں؟

میں نے کہا ! یا رسول اللہ اگر آپ اپنی اَزواجِ مُطہّرات کو پردہ کرائیں بیشک آپ کے پاس اچھے بُرے لوگ آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ

ترجمہ ! نبی کی اَزواج سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو اُن سے پردے کے پیچھے سوال کرو۔

(سورۃ احزاب آیت ۵۳)

میں نے اَزواجِ رسول کے لئے کہا! کہ رسول اللہ کو تنگ نہ کریں یا اللہ تعالیٰ اُن کے لئے تُم سے بہتر بیویاں بدل دے گا" تو یہ آیات نازل ہوئیں۔"

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ! اور بیشک ہم نے آدمی کو چُنی ہوئی مٹی سے بنایا پھر اُسے پانی کی بُوند کیا، ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پھر ہم نے اُس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی کیا پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر اُن ہڈیوں کو گوشت پہنایا پھر اُسے اور صورت میں اُٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔"

(سورۃ المومنون آیت ۱۲۔۱۴)

نزولِ قُرآن کا عکس

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! اُے عُمر قُرآن میں

مزید ہے؟ پس جبریل اُس کے ساتھ نازل ہوئے اور کہا یہ تمام آیات ہیں۔"

اِس روایت کی تخریج فضائل میں اور سجاوندی نے اپنی تفسیر میں کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کاتب عبداللہ بن ابی سرح کی روایت ہے کہ اُیسے ہی جب میں مملوک ہوا یعنی مجھ پر قرآن کی تجلی پڑی تو میں نے کہا! محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وحی مجھ پر آتی ہے تو میں ایسے ہی مرتد ہو گیا" اور روایت ہے کہ اُس نے اسلام کی طرف رُجوع کر لیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گورنر تھا اُس کے مناقب میں آئندہ آئے گا۔ اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موافقت ہے۔

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ

(سورۃ تحریم آیت ۵)

لیکن اس میں حضرت اُنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مقدّم ہے اور اُن کی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں موافقت ہے۔

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ

حضرت عائشہ کے حق میں موافقتِ الٰہیہ

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملہ میں اس وقت حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کیا جب تُہمت لگانے والوں نے کہا جو کہا، حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! یارسول اللہ آپ دونوں کی شادی کس نے کی؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! کیا آپ کا گِمان ہے کہ آپ کا رب آپ پر اُس میں مَیل ڈال دے۔

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ

پس اللہ تعالیٰ نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مؤافقت پر یہ آیت نازل فرمادی۔

پس ہمیں نو آیات حاصل ہوئیں سوائے اُن آخری تین آیات کے باقی سب مشہور ہیں۔،،

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

یہ آیات ایک انصاری شخص سے مروی ہیں۔

حضرت جبریل کے حق میں حضرت عُمر سے موافقتِ خُداوندی

اِن میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اِس روایت موافقتِ معنوی ہے۔

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہودیوں کی طرف نکلے تو اُن سے کہا میں تمہیں اُس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت مُوسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی کیا تُم نے اپنی کتاب میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصف پایا ہے؟

اُنہوں نے کہا ! ہاں

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! تُمہیں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی پیروی سے کس نے منع کیا؟

اُنہوں نے کہا! اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کو مبعوث نہیں فرمایا مگر ملائکہ سے اُس کی کفالت کرنے والا ہوتا ہے اور جبریل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کفیل ہے اور وہ ملائکہ سے ہمارا دشمن ہے اور میکائیل ہماری سلامتی والا ہے اگر وہ اُن کے پاس آتا تو ہم اُن کی اِتباع کرتے۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! میں گواہی دیتا ہوں کہ میکائیل کی شان کے لائق نہیں کہ جبریل کے دُشمن کے لئے سلامتی والا ہو پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا تو یہودیوں نے کہا! اُے ابنِ خطاب یہ تیرے آقا ہیں۔

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کی طرف ہوئے تو یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٧﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰىلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٩٨﴾

تم فرما دو جو کوئی جبریل کا دشمن ہو تو اُس نے تو تمہارے دِل پر اللہ کے حکم سے اُتارا ہے یہ قُرآن اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور ہدایت و بشارت مسلمانوں کو جو کوئی دشمن اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔"

(سورۃ البقرہ آیت ۹۷۔۹۸)

اِس روایت کو ابن سمان نے المَوافق میں نقل کیا اور ابو الفرج نے اَسباب النزول میں روایت بِالمعنی نقل کی اور یہ زیادہ کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ! قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میری کوئی غرض نہیں سوائے اس کے کہ آپ کو یہودیوں کی بات بتاؤں پس لطیف وخبیر اِس خبر کو مجھ سے پہلے جانتا ہے۔"

وحدی نے یہ روایت "تفسیر الوسیط" میں بیان کرتے ہوئے کہا ! پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خِدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام وحی لا چکے تھے پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کر کے فرمایا اے عمر! تیرے رب نے تیری موافقت کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اپنی پشت کو میں نے اللہ کے دین میں پتھّر سے زیادہ سخت دیکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حضرت عُمرؓ سے ایک اور موافقت

ان میں سے دوسری معنوی موافقت اِس روایت میں ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ شراب کے حرام ہونے پر حریص تھے اور کہا کرتے الٰہی ہمارے لئے شراب کے بارے میں ظاہر فرما، یقیناً یہ مال اور عقل لے جاتی ہے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ

ترجمہ! تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں؟

(سورۃ البقرہ آیت ۲۱۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کو بُلا کر یہ آیت تلاوت فرمائی اُنہوں اِس میں اپنا اَمر ظاہر طور پر نہ پایا تو کہا الٰہی ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی بیان ظاہر فرما تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی

اَے ایمان والو! تم نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔

(سورۃ النسا آیت ۴۳)

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُلا کر یہ آیت تلاوت فرمائی تو انہوں نے اِس میں اپنا ظاہر بیان نہ دیکھا تو پھر کہا یا اللہ ہمارے لیے شراب کے بارے میں شافی بیان ظاہر فرما تو یہ آیت نازل ہوئی:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ

(سورۃ المائدہ آیت ۹۰)

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بُلا کر یہ آیت تلاوت فرمائی تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم پر پُورا ہو گیا۔"

اور بھی شامل ہیں

اِس روایت کی تخریج خلعی نے کی اور وحدی نے ذکر کیا بیشک یہ آیت کریمہ حضرت عُمر حضرت معاذ اور اَنصار کے ایک شخص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے

کہا تھا یا رسول اللہ! یہ عقل کو لے جاتی ہے اور مال کو سلب کر لیتی ہے،

ایک اور معنوی موافقت

اِن میں سے اِس روایت میں دوسری معنوی موافقت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انصار نے ظہر کے وقت ایک لڑکے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اُنہیں بُلانے کے لئے بھیجا وہ کمرے میں داخل ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ناپسندیدہ حالت میں دیکھا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے دیکھا تو کہا یا رسول اللہ! کاش اللہ تعالیٰ ہمیں اِجازت لینے کی حالت میں رُکنے کا امر کرتا تو یہ آیتِ کریمہ نازل ہوگئی۔

یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ

ترجمہ !اے ایمان والو چاہیے کہ تم سے اِذن لیں تمہارے ہاتھ کے مال غلام۔

اس روایت کی تخریج ابوالفرج اور صاحبِ فضائل نے کی'' اور اس قول کے بعد کہا! وہ لڑکا داخل ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو رہے تھے اور اُن کے جسم کا کچھ حصّہ کُھلا ہوا تھا بعد ازاں اُنہوں نے لڑکے کو دیکھ کر کہا ! اِلٰہی ہم پر سونے کی حالت میں کسی کا داخل ہونا حرام قرار دیدے۔

ایک اور معنوی موافقت

ان میں سے ایک یہ روایت بِالمعنیٰ ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ! اگلوں میں سے ایک گروہ اور پِچھلوں میں سے تھوڑے۔

(سورۃ واقعہ آیت ۱۳۔ ۱۴)

تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روتے ہوئے کہا یا رسول اللہ! اور آخرین سے کم

ہیں ہم اللہ کے رسول پر ایمان لائے اور اُن کی تصدیق کی اور ہم سے قلیل لوگ نجات پائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ مقدّسہ نازل فرمائی۔

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٠﴾

ترجمہ! اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے ایک گروہ۔

(سورۃ واقعہ آیت ۳۹۔ ۴۰)

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا جو تو نے کہا تھا اُس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ثلۃ من الآخرین نازل فرمایا ہے۔

توراۃ میں موافقت معنوی

ان سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تورات میں یہ موافقت معنوی ہے۔ طارق بن ہشام سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول دیکھا ہے۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ

اپنے رَب کی بخش اور ایسی جنّت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان وزمین آجائیں چنانچہ اگر جنّت میں سب آسمان اور زمین آ گئے تو جہنم کہاں ہے ؟

(سورۃ آلِ عمران آیت ۱۳۳)

اُس نے اَصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے اس کا جواب مانگا تو کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کیا تُو نے دن دیکھا ہے جب دن آتا ہے تو کیا آسمان اور زمین کو مملو نہیں کرتا ؟

اُس نے کہا ! ہاں کیوں نہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! تو دن کے وقت رات کہاں ہوتی ہے؟

یہودی نے کہا جہاں اللہ چاہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! تو جہنّم بھی وہاں ہے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے۔

یہودی نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اَے امیر المومنین! بیشک یہ اَمر اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب توَرات میں ہے جیسا کہ آپ نے کہا"

اس روایت کی تخریج خلعی اور ابن سمان نے موافق میں کی۔"

توَراۃ میں دُوسری موافقت

ان میں سے تورات میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری موافقت یہ ہے، ایک روز حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر کہا آسمان کے بادشاہ سے زمین کے بادشاہ کے لئے وَیل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مگر وہ جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اُس کے لئے نہیں۔ کعب نے قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ بات اللہ تعالیٰ کی کتاب توَراۃ کی متابعت میں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنا تو اللہ تعالیٰ کے لئے سجدے میں گر گئے۔

کُل پندرہ موافقات ہیں

ان روایتوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پندرہ موافقات میں حاصل ہوئیں جن میں نَو لفظی، چار مَعنوی اور دو توراۃ میں ہیں۔"

قرآن حضرت عُمر کی تصدیق کرتا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم کا اِس میں اختلاف نہیں، آپ فرماتے عمر نے کہا مگر قرآن میں نازل ہوا جو عُمر نے کہا''

اس روایت کی تخریج ورکان اور سعدان بن نعسر محرمی نے کی''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی بات کہتے تو اُس کی تصدیق کے لئے قرآن نازل ہو جاتا اور اُس سے ہم قُرآن میں اُس کے کلام سے کلام دیکھتے اور اُس کی رائے سے رائے دیکھتے۔

دونوں روایات کو ابن سمان نے الموافق میں نقل کیا۔

دِل اور زبان پر حق تھا

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے عُمر کی زبان اور دِل پر حق مقرر فرمایا ہے۔

تشریح ! اِس روایت کی تخریج احمد، ابوحاتم اور ترمذی نے کی'' اور ترمذی نے اسے صحیح کہا اور ابو حاتم نے اس کی مثل روایت عبداللہ بن عمر سے بیان کی دو ایک روایات میں ''وقلبہٖ'' کے بعد ہے کہ عُمر حق کہتا ہے خواہ کڑوا ہو۔ یہ دونوں روایات قلعی نے نقل کیں اور ایک روایت میں ہے ''علیٰ لسان عمر'' یعنی عُمر کی زبان پر حق ہے۔

ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے دل اور زبان پر حق نازل کیا، اس روایت کی تخریج بغوی نے فضائل میں کی اِس سے قبل خُلفاء اربعہ کے حق میں حدیثِ علی ترمذی نے بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! اللہ عُمر پر رحم فرمائے حق کہتا ہے خواہ کڑوا ہو جس نے حق چھوڑ دیا اُس کے لئے دوست نہیں۔''

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عمر میرے ساتھ ہے اور میں عُمر کے ساتھ ہُوں اور میرے بعد جہاں کہیں بھی حق ہو گا عُمر کے ساتھ ہو گا''

اس روایت کی تخریج بغوی نے معجم میں کی اور فضائلِ عمر میں روایت ہے کہ آپ صل

ﷺ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا میرے قریب آ، تُو مُجھ سے ہے اور میں
ﮭ سے ہوں اور میرے بعد حق تیرے ساتھ ہوگا'' دونوں روایات کو فضائل میں نقل کیا، اور
والقاسم سمرقندی نے بیان کرتے ہوئے مزید یہ الفاظ نقل کیے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے کوئی بات کی تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہنستے ہوئے فرمایا ! عُمر مُجھ سے
ہے،، الیٰ آخر الحدیث''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وافر
عداد میں تھے اور ہم دیکھتے تھے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر سکینہ نطق کرتا ہے۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے ''الموافق''میں اور حافظ ابو الفرج نے
'محبتِ صحابہ''میں کی۔

ہیبتِ فارُوقی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے پاس قریش کی
عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، وہ آپ سے کچھ پُوچھ رہی تھیں اور اُن کی آوازیں خُوب بُلند ہو رہی
تھیں اُنہوں نے حضرت عمرِ فاروق کی آواز سُنی تو گھبرا کر خاموش ہوگئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم ہنس پڑے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان عورتوں کو کہا اپنی جانوں کی دُشمنو! مجُھ سے ڈرتی ہو
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہیں ڈرتی ہو؟

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! اَے عمر تجُھ سے شیطان نہیں ملتا
تُو جس راستے سے آ رہا ہو وہ اُسے چھوڑ کر دُوسرا راستہ پکڑ لیتا ہے۔

(نسائی، ابو حاتم، الموافقات)

زیادہ سخت گیر ہے

بُخاری، مُسلم اور احمد بن حنبل نے بیان کیا کہ اُن عورتوں نے کہا ! جب عُمر نے آپ سے اجازت مانگی تو ہم کھڑی ہوگئیں اور پردے میں چلی گئیں،، پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسکرانے لگے۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کے دُرّ دندان کو مسکراتا ہُوا رکھے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! مُجھے اِن عورتوں پر حیرت ہے جو یہاں بیٹھی ہوئی تھیں کہ تیری آواز سُنتے ہی پردے کے پیچھے چلی گئیں، حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں کہا ! اَے اپنی جان کی دشمنو مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہیں ڈرتیں۔“

اُنہوں نے کہا ! ہاں تُو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ سخت گیر اور سخت دل ہے۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! اَے عمر قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے شیطان تجھ سے نہیں مسکراتا“ پھر باقی حدیث بیان کی۔

شیطان پر رُعب

حضرت علی علیہ السّلام سے روایت ہے، خُدا کی قسم ہم شیطان کو دیکھتے وہ حضرت عُمر سے غلطی کرواتے ہوئے حضرت عمُر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرعُوب ہوجاتا۔“

رقص چھوڑ گئے

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے کہ ہم نے شوروغل اور بچوّں کی آواز سُنی ،

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھ کر دیکھا تو ایک حبشیہ رقص کر رہی تھی اور اس کے گرد بچے جمع تھے،

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا ! اے عائشہ میرے پاس آ کر دیکھ، میں نے اپنی ٹھوڑی آپ کے شانۂ اقدس پر رکھّی اور آپ کے سر مُبارک اور آپ کے کندھے مبارک سے یہ رقص دیکھنے لگی، آپ نے فرمایا! کیا سیر نہیں ہوئی، کیا سیر نہیں ہوئی ؟

میں نے کہا نہیں تا کہ آپ کے نزدیک اپنا مَرتبہ دیکھوں، اسی اثناء میں وہاں پر حضرت عُمر آ گئے تو لوگ اُس حبشی عورت کا رقص چھوڑ کر مُنتشر ہو گئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! میں دیکھ رہا ہوں کہ جن وانس کے شیاطین عُمر کو دیکھ کر فرار ہو گئے۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا یہ حسن غریب ہے۔"

حضرت عُمر سے شیطان خوفزدہ تھا

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام لڑکی نے آ کر کہا یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو خیریت سے واپس لائے میں آپ کے سامنے دَف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! اگر تُو نے نذر مانی ہے تو میرے سامنے دَف بجالے اور گالے ورنہ نہیں، پس اُس نے دَف بجانا شروع کی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے تو وہ دَف بجاتی رہی پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے تو وہ دَف بجاتی رہی پھر حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو وہ دَف بجاتی رہی پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو اُس نے دف اپنے کپڑے کے نیچے چھپا لی اور اُس پر بیٹھ گئی۔"

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے عُمر تجھ سے شیطان خوفزدہ ہے۔ میں بیٹھا ہوا تھا یہ دف بجا رہی تھی پھر ابوبکر آئے تو یہ دَف بجاتی رہی پھر علی آئے تو یہ دَف بجاتی رہی پھر عثمان آئے تو یہ دَف بجاتی رہی پس اے عُمر جب تُو آیا تو اس نے دَف کو چُھپا لیا۔"

اس روایت کی تخریج ترمذی نے اور کہا حسن صحیح غریب ہے۔

دَف بجانے والی

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میرے پاس انصار کی ایک عورت آئی اور اُس نے کہا اللہ تعالیٰ نے میرا عہد پُورا کیا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیریت سے دیکھوں گی تو اُن کے سرہانے دف بجاؤں گی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِس کے بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا اُسے کہہ دینا پس وہ کھڑی ہوئی اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے دف بجانا شروع کر دی اُس نے ابھی دو یا تین ضربیں لگائی تھیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازہ کھولا تو اُس کے ہاتھ سے دَف گر گئی اور تیزی سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اوٹ میں چلی گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! تجُھے کیا ہوا؟

اُس نے کہا میں نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سُنی تو مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عُمر کی آواز سے شیطان فرار ہو جاتا ہے، ابن سمان فی الموافق"

شیطان فرار ہو جاتا ہے

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اَے عمر! میں دیکھتا ہوں کہ شیطان تجھ سے فرار ہو جاتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ ہم دیکھتے شیطان نافرمانیٔ خدا پر چلاتے وقت حضرت عمرؓ سے خوف زدہ ہو جاتا'' الموافق ابن سمان''

اُمہّات المؤمنین کا مزاح اور حضرت عمر کا رُعب

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خزیرے کا طباخ لائے اور میرے اور حضرت سَودہ کے درمیان بیٹھ گئے میں نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے کہا خزیرہ کھالیں، اُنہوں نے کہا میں نہیں کھاؤں گی، میں نے کہا! آپ کھاتی ہیں یا میں اِسے آپ کے چہرے پر مل دُوں اُنہوں پھر انکار کیا تو میں نے خزیرہ ہاتھ میں لے کر اُن کے منہ پر مل دیا، حضرت سَودہ نے جوابی کاروائی کرتے ہوئے میرے منہ پر خزیرہ ملا تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مُسکرانے لگے چنانچہ میں نے اور خزیرہ لیکر حضرت سَودہ کے منہ پر مل دیا جس کے جواب میں اُنہوں نے پھر میرے چہرے پر ملا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم متبسّم ہو گئے۔ اِسی اثناء میں حضرت عُمر وہاں سے گزر رہے تھے آپ نے اُنہیں آواز دی اُے عبداللہ اے عبداللہ اور آپ کا خیال تھا کہ وہ اندر آ جائیں لہٰذا آپ نے ہمیں فرمایا! اپنے مُنہ دھولیں۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

فما ذات اهاب عمر لهيبة. رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اياه

یعنی مجھ پر عُمر کی ہیبت ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ رہی۔

ابنِ غیلان نے اس روایت کی تخریج کی، حدیث ہاشمی سے اور ملاء نے سیرت میں کی۔''

جزامیہ عورت کو روکنا

حضرت ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جزامیہ

عورت کو کعبے کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا ! اے اللہ کی بندی تو اگر اپنے گھر میں ر
کرے تو لوگوں کو اذیّت نہ ہو۔ کہا کہ وہ بیٹھ گئی بعد ازاں ایک شخص اُس کے پاس سے گزرا تو
اُس نے کہا تُجھے جس شخص نے روکا تھا وہ فَوت ہو گیا ہے اب تو نکل جا اُس نے کہا خُدا کی قسم !
میں نہ اُس کی زندگی میں اطاعت گزار ہوں اور نہ اُس کی مَوت پر نافرمانی کروں گی۔

بصری نے یہ روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نقل کی۔"

حضرت عُمر کی جِنّ سے کُشتی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک صحابی کی ملاقات ایک جِنّ سے ہُوئی اور انہوں نے آپس میں کُشتی لڑی تو انسان نے جِنّ کو بچھاڑ دیا۔ جن سے اُس نے کہا! آؤ وہ پلٹا تو اُنہوں نے دوبارا کُشتی لڑی، انسان نے کہا میں نے تُجھے دیکھا کہ تیرے بازو کُتے کے بازو ہیں، شاید تم جِنّوں کا گروہ ہی ایسے ہو یا اُن میں سے تُو ایسا ہے ؟

اُس نے کہا ! خُدا کی قسم میں اُن میں سے ٹیڑھی پسلیوں والا ہوں۔

پھر اُس نے کہا ! تیسری بار کُشتی لڑتے ہیں، اگر تُو نے مجھے پچھاڑ دیا تو میں تجھے ایک چیز سکھاؤں جو تُجھے نفع دے گی۔ پس اُنہوں نے پھر کُشتی لڑی تو صحابی نے جِنّ کو پھر پچھاڑ دیا پھر اُسے کہا ! اب مُجھے وہ چیز سکھا دے۔

جِن نے کہا کیا آپ آیت الکرسی پڑھتے ہیں؟

صحابی نے کہا !ہاں کیوں نہیں

جنّ نے کہا! اگر آپ اُسے گھر میں پڑھیں گے تو شیطان نکل جائے گا اور صبح تک داخل نہیں ہوگا۔

لوگوں نے کہا ! اے ابا عبداللہ ! کیا جِنّ سے کُشتی لڑنے والے صحابیٔ رسول حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

اُنہوں نے کہا! عمر کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے۔

عُمر باطل کو پسند نہیں کرتے

حضرت اسود بن سریع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی! یارسول اللہ! میں حامد و مدح کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور آپ کی بھی مدَح کرتا ہوں، آپ نے فرمایا ! یقیناً تیرا رب مدح کو پسند فرماتا ہے اُس پر افسوس ہے جو اُس کے ساتھ تیرے رب تعالیٰ کی حمد نہیں کرتا۔ کہا کہ میں نے شِعر پڑھنے شروع کیے تو اسی اثناء میں ایک لمبے قد کے شیر جیسے شخص نے آپ سے حاضری کی اِجازت طلب کی آپ نے مجھے اُس کے لئے خاموش کرا دیا، ابوسلمہ نے ہمیں اُس کے خاموش ہونے کا یہ انداز بتایا کہ اُس نے ناپسندیدگی سے تیوری چڑھائی اور چُپ ہوگیا۔''

پس اُس نے حاضر ہوکر ایک ساعت گفتگو کی اور چلا گیا۔ بعدازاں میں نے پھر شِعر پڑھا تو وہ شخص پھر واپس آ گیا، چُنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے پھر خاموش کرادیا۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ شخص کون ہے؟

آپ نے فرمایا ! یہ وہ شخص ہے جو باطل کو پسند نہیں کرتا اور عُمر بن خطاب ہے

(خرجہ احمد بن حنبل)

خدا کے اَمر میں سخت ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم نے فرمایا ! اللہ تعالیٰ کے اَمر میں میری اُمّت سے عُمر سخت ہیں۔

(المصابیح الحسان، البغوی)

حضرت عُمر کافروں کے نزدیک بھی سچّے تھے

ابنِ اسحٰق نے کہا ! جب اُحد کے دن ابوسفیان نے واپسی کا ارادہ کیا تو پہاڑ کی چو
پر بُلند آواز سے چیختے ہوئے کہا ! یہ جنگ بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ جبل اعلیٰ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: اَے عمر ! اُ
کر اُسے جواب دے چُنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر کہا ! اللہ اعلیٰ اور اجّل ہے
جنگ کا بدلہ برابر نہیں ہمارے مقتول جنّت میں ہیں اور تمہارے مقتول جہنّم میں ہیں جب
حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تو ابوسُفیان نے کہا ! اَے عُمؓ اِدھر آ وُ رسول اللہ صلی ا
علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! عُمر دیکھو وہ کیا چاہتا ہے؟

چنانچہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کے پاس آئے تو اُس نے کہا ! اَے عُمر
اللہ کی قسم کیا ہم نے محمد کو قتل کر دیا ہے ؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! واللہ نہیں ! اور بیشک وہ اس وقت تیری بار
سُن رہے ہیں ۔ ابوُسفیان نے کہا تو میرے نزدیک ابنِ قمبیہ سے زیادہ سچّا ہے کہ میں
محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو قتل کر دیا ہے۔

دُوسری روایت

ایک روایت میں ہے کہ ابوُسفیان اُن کے پاس ٹھہر گیا اور کہا ! کیا تُم میں محمد ہیں؟

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! اُسے جواب نہ دینا ۔ اُس نے
کہا ! تُم میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہیں؟

پھر اُس نے تیسری مرتبہ آپ کے بارے میں پُوچھ کر کہا ! کیا تُم میں اُبی قحافہ کا
ہے؟ لوگوں نے اُسے کوئی جواب نہ دِیا تو اُس نے اُنہیں بھی تین مرتبہ پُکار کر کہا ! تُم میں خطاب
کا بیٹا ہے؟ چُنانچہ اُنہیں بھی تین مرتبہ پکارنے پر جواب نہ ملا تو ابوُسفیان نے کہا ! یہ لوگ

آ گئے ہیں اور عمر اپنی جان کا مالک نہیں رہا۔"

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ! اَے اللہ کے دشمن تو جھوٹ کہتا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور میں زندہ ہوں۔

ابوسفیان نے کہا! آج کا دن بدر کے دِن کا بدل ہے۔ پھر اُس نے وہ مفہوم بیان کیا جو پہلے بیان ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُحد کے دن ان آدمیوں کے ساتھ شعب میں تشریف فرما تھے جب قُریش نے پہاڑ پر چڑھ کر کہا کہ وہ ہماری بُلندی پر نہیں پہنچ سکیں گے۔ پس حضرت عُمر رضی اللہ عنہ اُٹھے اور اُن کے ساتھ مہاجرین کی ایک جماعت تھی۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے اُتر گئے۔

حضرت عُمر پر فرشتوں کا خاص فخر

حضرت بلال بن رُباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عرفہ کے دن مجھے فرمایا! لوگوں کو خاموش کرادے پس لوگ خاموش ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اِجتماع میں تُم پر احسان فرمایا پس اُس نے تمہارے گُناہ مٹادیے تاکہ نیکی کرو اور تمہیں وہ نیکیوں کا جو مانگو بدلہ دے۔

بیشک اہل عرفہ پر فرشتے عام فخر کرتے ہیں اور عُمر بن خطاب پر خاص فخر کرتے ہیں۔

خرجہ بغوی۔

اِس میں ملائکہ پر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کی دلیل ہے کیونکہ مباہات کرنے والے پر اُس کی فضیلت متحقّق ہوتی ہے جس پر فخر کیا جائے۔

دین حضرت عُمر کے ساتھ تھا

حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

فرمایا! میں نے خواب میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ مجھ پر پیش ہو رہے ہیں اور اُنہوں نے قمیصیں پہنی ہوئی تھیں۔ ان میں سے بعض کی قمیصیں چھاتی تک تھیں اور بعض کی اس سے نیچے اور مجھ پر عُمر پیش کیا گیا تو اُس پر اُس کی قمیص کھنچتی چلی جاتی تھی، اُس نے کہا یا نبی اللہ! اس کے گرد کیا ہے ؟ کہا دِین۔ بخاری، مسلم، احمد، ابوحاتم"

کپڑے کی تفصیل دِین بتائی گئی ہے۔ واللہ اعلم کیونکہ دِین اسلام کا شملہ ہے۔ اور اُس کی حفاظت کرتا ہے اور مخالفات کا بقیہ ہے جیسا کہ کپڑے کا وقایہ اور اُس کا شملہ ہوتا ہے۔"

عِلم کا پیالہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ مجُھے دُودھ کا پیالہ پیش کیا گیا یہاں تک کہ میں نے اُس دُودھ کو اپنے ناخنوں میں رواں دیکھا پھر جو دُودھ مجھ سے بچ رہا وہ میں عُمر بن خطاب کو دے دیا۔ لوگوں نے کہا ! یا رسول اللہ اس کی تعبیر کیا ہے؟

آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! علم۔

بُخاری، مُسلم، احمد، تِرمذی اور ترمذی نے کہا حدیث صحیح ہے۔

تشریح

اِس سے قبل اِس کی مثل ابوحاتم کی حدیث خاص طور پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بیان کی گئی اور ظاہر ہے کہ یہ خواب دوبارہ آیا ہوگا۔

پس ایک مرتبہ دُودھ پینے کی فضیلت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اور دُوسری مرتبہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے۔ اور دونوں حدیثوں کے الفاظ کی تبدیلی اس کی تائید کرتی ہے اور اس خصوصیّت کے لئے عِلم کو پہچاننا ہے، جو روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آئی ہے کہ اگر قبائلِ عرب کا عِلم ترازو کے ایک پلے میں اور حضرت عُمر

رضی اللہ عنہ کا دوسرے پلّے میں رکھا جائے تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پلّہ بھاری ہوگا۔''

اور ہم دیکھتے ہیں کہ علم کے دس حصّوں سے نَو حصے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے ہیں اور جس مجلس میں حضرت عمرؓ بیٹھتے ہوں میری ذات عملِ سُنّت سے مضبوط تر ہوتی۔''

ایک خواب اور اُس کی تعبیر

حضرت ابی بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اور اُن میں سے ایک شخص اُن سے تین گز اونچا ہے۔

میں نے کہا یہ کون ہے؟

لوگوں نے کہا ! حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

میں نے کہا ! یہ اُونچے کیوں ہیں؟

لوگوں نے کہا! اِن میں تین خصائل ہیں۔

۱۔ اللہ کی راہ میں ملامت کرنے والی کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔

۲۔ خلیفۂ مستخلَف ہیں۔

۳۔ شہید مُستشھد ہیں۔

حضرت ابی بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور اُن سے خواب کا یہ واقعہ بیان کیا اُنھوں نے حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کو بلوا کر مجھے فرمایا! اپنے خواب کا واقعہ بیان کرو جو مجھے سُنایا تھا جب میں خلیفۂ مُستخلف پر پہنچا تو حضرت عمرؓ نے میری طرف متوجّہ ہو کر کہا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں مجھے خلیفہ کہتا ہے؟

پھر جب حضرت عُمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو منبر پر بیٹھ کر مجھے بُلایا اور کہا ! اپنے خواب کا واقعہ بیان کرو میں نے واقعہ بیان کر دیا اور جب میں نے کہا بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں لومۃ لائم سے نہیں ڈرتے تو اُنھوں نے کہا مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُن لوگوں میں سے بنائے گا۔ جب میں نے خلیفۂ مستخلف کہا تو اُنھوں نے کہا ! میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ

ہوں اور اُس سے سوال کرتا ہوں کہ وہ میری اس ولایت کے معاملہ میں میری مدد فرمائے۔ جب میں نے شہید مستشھد کا ذکر کیا تو کہا بیشک میرے لئے شہادت ہے۔ اور میں تمہاری جنگوں میں تمہارے پیچھے ہوں اور جنگ نہیں کرتا پھر دوبارہ فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے عطا کی تو شہادت پاؤں گا۔''

فتنے کا تالہ

حسن فردوسی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے تو حضرت ابوذر کا ہاتھ پکڑ کر خوب دبایا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اِے فتنے کے قفل میرا ہاتھ چھوڑ میں تیری بات کی اصل جانتا ہوں۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! اباذر فتنے کا قفل کیا ہے ؟

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! ہم ایک روز کسی کام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مجھے لوگوں کے کندھوں سے گزرتے ہوئے اچھا نہ لگا چنانچہ میں اُن کے پیچھے بیٹھ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تک تم میں عمر ہے تمہیں فتنہ نہیں پہنچے گا۔''

(خرجہ المخلص الذہبی والرازی واعلاء فی سیرۃ)

فتنے کا دروازہ

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا صحیح یہ مفہوم ہے کہ حضرت حذیفہ نے کہا! ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ اُنہوں نے فرمایا ! تمہیں یاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنے کے بارے میں کونسی حدیث ارشاد فرمائی تھی؟

میں نے کہا! ہاں مجھے یاد ہے اُنہوں نے فرمایا ! تیری اِس جرأت پر افسوس ہے اور

آپ نے کیسے فرمایا تھا؟

میں نے کہا ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا آدمی کے اہل وعیال اور اُس کے مال اور اُس کے نفس اور اُس کی اولاد اور اُس کے ہمسائے کے فتنے کا کفّارہ نماز صدقہ امر بالمعروف اور نہی المنکر سے ادا ہو جاتا ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میری مُراد یہ نہ تھی بلکہ میری مُراد اُس فتنے سے تھی جو دریا کی موج کی طرح چڑھے گا؟

میں نے کہا ! اے امیر المومنین آپ کو اِس کا کیا ڈر ہے جبکہ آپ کے اور اُس کے درمیان ایک بند دروازہ ہے ؟

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا ؟

میں نے کہا ! نہیں بلکہ توڑا جائے گا"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! کیا پھر وہ کبھی بند کیا جا سکے گا ؟

میں نے کہا ! ہاں لوگوں نے کہا ! ہم نے حضرت حذیفہ سے کہا ! کیا حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس دن کے بعد رات آئے گی اور یہ اس لئے ہے کہ میں نے ان سے جو حدیث بیان کی اُس میں کوئی غلطی نہیں تھی۔"

لوگوں نے کہا! ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس دروازہ کے بارے میں پوچھنے سے ڈرتے تھے چُنانچہ حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ وہ پوچھیں" چنانچہ حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پُوچھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ دروازہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں"

(بخاری مسلم)

قُفلِ جہنّم کا بیٹا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرا تو وہ سو رہے تھے، میں نے پاؤں ہلا کر کہا کون ہے؟ اُنہوں نے کہا ! میں امیر المومنین کا بیٹا ہوں۔

حضرت ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے قفلِ جہنّم کے بیٹے اُٹھ جا حضرت ابن عُمر اُٹھے تو اُن کا رنگ متغیّر ہو گیا یہاں تک کہ اُنہوں نے اپنے باپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہا اے بابا جان! کیا آپ نے سُنا ابن سلام نے کیا کہا ہے؟

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے میرے بیٹے اُنہوں نے تجھے کیا کہا ہے؟

حضرت ابنِ عمر نے کہا ! اُنہوں نے کہا! اے قفلِ جہنّم کے بیٹے اُٹھ جا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ے کہا ! عُمر کے لئے وَیل ہے کہ چالیس سال کی عِبادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتۂ مصاہرت اور مُسلمانوں کے درمیان اِقتصاد کے ساتھ فیصلے کرنے کے باوجود جہنّم کی طرف جائے گا۔

کہا کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور طلیسان کا پٹکا باندھ کر حضرت ابن سلام کے پاس چلے گئے۔ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کا اِستقبال کیا تو اُنہوں نے کہا !اے ابن سلام مجُھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے میرے بیٹے کو کہا ہے اَے قفلِ جہنّم کے بیٹے اُٹھ جا؟

حضرت عبداللہ ابن سلام نے فرمایا !ہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا آپ نے کیسے کہا کہ میں جہنّم میں جاؤں گا یہاں تک کہ جہنّم کا تالہ بنوں گا؟

حضرت ابن سلام نے فرمایا ! معاذ اللہ اَے امیر المومنین آپ جہنّم میں جائیں لیکن آپ جہنّم کا قفل ہیں۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! جہنّم کا قفل کیسے ہوں؟

حضرت ابن سلام نے فرمایا! مجھے میرے باپ نے اپنے آباؤ اجداد سے خبر دی ہے کہ حضرت مُوسیٰ بن عِمران علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام سے روایت بیان کی کہ

اُنہوں نے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت سے ایک شخص ہوگا جسے عُمر بن خطاب کہا جائے گا وہ لوگوں میں اَحسن اور اچّھے یقین والا ہوگا وہ جب تک اُن میں رہے گا دین بلند اور یقین واضح رہے گا پس وہ دِین سے عُروۃ الوثقیٰ کے ساتھ تمسّک کریں گے تو جہنّم مقفّل رہے گا جب عُمر کا اِنتقال ہو جائے گا تو دِین نکل جائے گا اور لوگ اِفتراق کا شکار ہو جائیں گے۔ اور خواہشات کا فِرقہ اپنا لیں گے اور جہنّم کے قفل کھل جائیں گے اور بہت سے لوگ اس میں داخل ہو جائیں گے۔

(خرجہ فی فضائلہٖ)

جہنّم کے دَروازہ پر

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میں نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ آپ جہنّم کے دَروازوں سے ایک دَروازے پر ہیں۔ کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈر گئے اور فرمایا! اللہ تعالیٰ نے چاہا تو دو مرتبہ لوٹائے گا۔ پھر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُلا بھیجا اور فرمایا ! ایک مرتبہ جنّت میں اور ایک مرتبہ دوزخ میں۔ اُنہوں نے کہا اَے امیر المومنین یہ کیا ہے اور مجھ سے آپ کو کیا بات پہنچی ہے ؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! مجھے فلاں شخص نے بتایا ہے کہ آپ نے مُجھے اَیسے اور اَیسے کہا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا! ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں آپ کو جہنّم کے دَروازے پر پاتا ہوں کہ آپ نے اُس میں داخلہ بند کر رکھا ہے۔ کہا گویا کہ وہ اُس سے ظاہر ہے جو اُس کی ذات میں ہے۔

اِسلام صُورتِ فارُوق میں

پیش ازیں شیخین کے باب میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ!

قیامت کے دن لوگوں کو اُٹھایا جائے گا اور عُمر آ کر ٹھکانے پر کھڑا ہو جائے گا تو اُس کے مشابہ ایک چیز آ کر کہے گی اے عمر اللہ تعالیٰ تجھے مجھ سے جزائے خیر عطا فرمائے اُس سے کہیں گے آپ کون ہیں تو وہ کہے گا اے عمر خبردار کسی کو نامۂ اعمال نہ دیا جائے گا یہاں تک کہ عُمر کا حساب ہو گا پھر نامۂ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں دیکر جنّت میں جانے کا حکم دیا جائے گا"

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سُن کر رونے لگے اور اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے جن کی تعداد نو تھی۔

(خرجہ فی فضائلہٖ)

اِسلام کی چابی

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر تبسّم فرمایا اور کہا اے ابن خطاب کیا تو جانتا ہے کہ میری طرف دیکھ کیوں مسکراتا ہوں؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے عرفہ کی شب کو تیری طرف نگاہِ شفقت و رحمت سے دیکھا اور تجھے اسلام کی چابی قرار دیا ہے۔"

(خرجہ ملاء فی سیرۃ)

پہلے نامۂ اعمال لینے والے

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت آتی ہے کہ آپ نے فرمایا!

قیامت کے دن عُمر پہلا شخص ہے جس پر حق کی سلامتی ہوگی جبکہ ہر شخص اپنا نامۂ اعمال لینے اور پڑھنے میں مشغول ہوگا۔

اس روایت کی تخریج فضائل عُمر میں کی گئی اور اس سے پہلے بیان کی گئی حدیث اور اس

حدیث کے درمیان تضاد نہیں جبکہ پہلے نامہء اعمال عطا ہوگا پھر اُن پر حق کی سلامتی ہوگی اور لوگ اس وقت اپنے اعمال نامے لینے میں مشغول ہونگے۔

اَمیر المؤمِنین کا لقب

(۱) حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! جب حضرت ابوبکر صدّیق خلیفہ تھے تو لوگ اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلیفہ کہتے تھے اور مجھے اللہ کے رسول کا خلیفہ کیسے کہتے ہیں اور یہ زیادتی ہے۔ مغیرہ نے اُنہیں کہا آپ ہمارے اَمیر ہیں اور ہم مُومنین ہیں پس آپ اَمیر المؤمنین ہیں۔ کہا کہ اُس وقت سے اُنہیں امیر المومنین کہنے لگے۔

(۲) حضرت شفا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ پہلے ہجرت کرنے والیوں سے ہیں روایت کرتی ہیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق کے گورنر کو خط لکھا کہ میرے پاس دو بزرگ اور دانشور شخص بھیج دیں اور اُن کے بارے میں اہلِ عراق اور اہلِ خانہ سے پُوچھ لینا۔ چنانچہ عراق کے گورنر نے لبید بن ربیعہ عامری اور عدی بن حاتم طائی کو آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔ جب وہ دونوں مدینہ منوّرہ میں آئے تو اُنہوں نے اپنی سواریاں مسجدِ نبوی شریف کے پاس بٹھائیں اور مسجد کے اندر آ کر حضرت عمَرو بن العاص سے ملے اور کہا ہمیں امیر المؤمنین سے شرفِ باریابی کے لئے اجازت لے دیں۔ ابن العاص نے کہا ! خُدا کی قسم تم نے اُن کا یہ نام ٹھیک رکھا وہ ہمارے اَمیر ہیں اور ہم مومن ہیں۔ پس حضرت ابنِ العاص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہا السّلام علیک اے امیر المومنین۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! تجُھے یہ نام کہاں سے ملا؟

ابن العاص نے کہا لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم آئے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی سواریاں مسجد کے پاس چھوڑ دیں اور مسجد میں آ کر مجُھے کہا اُے عمرو ! ہمیں امیر المومنین سے ملنے کی اجازت لے دیں پس خُدا کی قسم اُن دونوں نے آپ کا نام اُمیر رکھا اور ہم مومنین ہیں

اور کہا کہ اُس روز سے حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اَمیر المومنین لکھا جانے لگا“
(خرجہ ابوعمر)

نمازِ تراویح باجماعت اچھّی بدعت

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ میں رمضان شریف میں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مسجد کی طرف نکلا تو لوگ بِکھرے ہُوئے تھے ایک شخص اکیلا نماز پڑھ رہا تھا اور ایک شخص ایک جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں اگر یہ ایک قاری پر جمع ہو جائیں تو کیا ہی اچھّا ہے۔ پھر اُنہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جمع کرنے کا عزم کیا۔

کہا ! پھر میں دُوسری شب کو نکلا تو لوگوں کو یک قاری کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! یہ کیا ہی اچھّی بِدعت ہے اور رات کے آخری پہر میں قیام کے ارادہ سے سو جانا افضل ہے اور لوگ رات کے پہلے حصے میں قیام کرتے ہیں۔“
(بخاری شریف)

حضرت عُمر کو حضرت علی نے مشورہ دیا تھا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں نے ماہ رمضان المبارک کے قیام پر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس خبر کے ساتھ برانگیختہ کیا کہ ساتویں آسمان کے اوپر ایک باغ ہے جسے ”حفیرۃ القدس“ کہتے ہیں، اُس میں ایک قوم سکونت پذیر ہے جس کا نام رُوح ہے۔ جب قدر کی رات آتی ہے تو وہ اپنے پروردگار سے دُنیا کی طرف نزول کی اجازت طلب کرتے ہیں، چُنانچہ وہ ہر نمازی کے پاس یا ہر راستے پر گزرتے ہیں اور اُن سے سب کو برکت میسّر آتی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! اَے اباالحسن ! لوگوں کو نماز پر برانگیختہ کریں تاکہ اُنہیں برکت حاصل ہو پس لوگوں کو قیامِ تراویح کا حکم دیا گیا۔

اس روایت کو ابن السمان نے ”الموافق“ میں نقل کیا۔“

اللہ عُمر کی قبر روشن کرے

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں رمضان المبارک میں مسجدوں میں گیا تو اُن میں قندیلیں روشن تھیں تو میں نے کہا ! اللہ تعالیٰ عُمر کی قبر منوّر فرمائے جیسا اُس نے ہماری مساجد کو ہم پر منوّر کیا"

(۲) ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے مساجد میں قرآن مجید سُنا اور مسجد میں قندیلیں روشن دیکھیں تو فرمایا ! عُمر کے لئے اللہ تعالیٰ کا نُور ہے۔

ان دونوں حدیثوں کی تخریج ابن سمان نے بھی کی اور دوسری روایت ابن عبد کو یہ اور ابوبکر نقاش نے ابن ہمدانی سے بیان کی۔"

حضرت عُمر کی شان میں قُرآن

اِس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موافقت میں آیات بیان ہوئیں اور اُن میں سے پانچویں آیت اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ

(سورۃ النساء آیت ۸۳)

یہ امر اس سے قبل اُن کے اِسلام کی فصل میں بیان ہوا اور بعض نے کہا کہ یہ آیت اُن کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

پہلی آیت

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ

ترجمہ ! اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے ہیں تو اُن سے فرماؤ تم پر سلام"

(سورۃ الانعام آیت ۵۴)

دوسری آیت

اور اُن میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا

ترجمہ! اور کہا وہ کہ مردہ تھا اور ہم نے اُسے زندہ کیا اور اُس کے لئے ایک نور کر دیا جس سے لوگوں میں پتہ چلتا ہے وہ اُس جیسا ہو جائے گا جو اندھیریوں میں ہے اور اُن سے نکلنے والا نہیں"

(سورۃ الانعام آیت ۱۲۲)

یہ آیت حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی۔ ایک قول ہے کہ زید بن اسلم کے حق میں ہے۔

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اُن میں سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عمّار اور ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی۔"

مقاتل نے کہا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی ہے اور حسن نے کہا کہ یہ آیت عام ہے۔

تیسری آیت

اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے اللہ کے نبی اللہ آپ کو کافی اور یہ جتنے مسلمان آپ کی پیروی کرتے ہیں۔

(سورۃ انفال آیت ۶۴)

! حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے ساتھ ایمان لانے والوں کی تعداد اُنتالیس تھی پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اِن کی تعداد چالیس ہوگئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

چوتھی آیت

اور ان میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰہِ

ترجمہ ! ایمان والوں سے فرماؤ ان سے درگزر کریں جو اللہ کے دنوں کی اُمید نہیں رکھتے۔

کلبی نے کہا کہ یہ آیت حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اُس وقت نازل ہوئی جب بنی غفار کے ایک مشرک نے اُنہیں گالی دی اور کافر اُن پر ٹوٹ پڑے۔ بعض نے کہا دُوسروں کے لئے ہے اور واحدی ابوالفرج اور صاحبِ فضائل نے اسے حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں بیان کیا۔"

ساتویں فصل

یہ فصل حضرت اُبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں ہے۔

پیش ازیں اِس فصل کی احادیث حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اور خلفاء ثلاثہ اور اربعہ کے باب میں بیان ہوئیں اور اُن کی اس خصوصیّت کی حدیث خصائص کی فصل میں بیان کی گئی ہے۔

آٹھویں فصل

یہ فصل حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے لیے جنّت کی گواہی کے بارے میں ہے۔

اور اس فصل کی احادیث شیخین کرام کے باب میں اور خلفائے ثلاثہ و اربعہ اور عشرہ مبشرہ کے اَبواب میں بیان ہو چکی ہیں۔

جنّتی ہونے کی شہادت

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! عمر بن الخطاب اہلِ جنت سے ہیں، اس روایت کی تخریج ابو حاتم نے کی اور اِس کی مثل حدیث ابن سمان نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے رویت کی"

جنّت میں حضور کے ساتھ ہونگے

حضرت زید بن ابی اَوفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تو جنّت میں میرے ساتھ تین کا تیسرا ہوگا۔"

اس روایت کی تخریج ذہبی نے ''تلخیص'' میں اور بغوی نے ''فضائل'' میں کی اور یہ زیادہ کیا کہ اس اُمت سے۔''

اہلِ جنّت کا چراغ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! عُمر بن خطاب اہلِ جنت کا چراغ ہے۔

(خرجہ الصفوۃ والملاء فی سیرت)

حضرت علی کا خط حضرت عُمر کے کفن میں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ عمر اہلِ جنّت کا چراغ ہے یہ بات حضرت عُمر کو پہنچی تو صحابہ کرام کی جماعت سے اُٹھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس تشریف لائے اور کہا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے کہ عُمر اہلِ جنّت کا چراغ ہے ؟

آپ نے فرمایا ! ہاں، حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: مُجھے آپ اپنی طرف سے تحریر فرمادیں پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُن کے لئے لکھا:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ علی ابن ابی طالب سے عُمر بن خطاب کے ضمن میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے اُنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے بیان کیا کہ عُمر بن خطاب جنّت والوں کا چراغ ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مکتوب عالی لیا اور اپنی اُولاد میں سے کسی کو دے کر فرمایا ! جب میں فوَت ہوجاؤں اور میری تغسیل وتکفین کرچکو تو اِس خط کو میرے کفن میں رکھ دینا تا کہ میں اپنے رَب سے اس خط کے ساتھ ملاقات کروں۔''

چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو یہ خط اُن کے کفن میں رکھ کر اُنہیں دفن کیا گیا۔''

(خرجہ ابن السمان فی الموافق)

تشریح

اس کے معنی یہ ہیں کہ اہلِ جنّت مومن ہیں اور وہ حضرت عُمر کے اسلام قبول کرنے سے قبل کُفّارِ قریش کے ظُلم کی ظُلمت میں تھے پس جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِسلام قبول کرلیا تو اُنہیں اُن کے ظُلم سے نجات دلائی اور شعارِ اسلام ظاہر ہوئے تو بیشک چراغ کا فائدہ یہ ہے کہ وہ اَندھیرے میں روشنی کرے اور جنّت میں اندھیرا نہیں ہوتا'' اس کا یہ معنی ہے جو ہم نے بیان کیا۔''

حضرت عُمر کا جنّت میں محل

(۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! میں جنّت میں داخل ہوا تو سونے اور موتیوں کا ایک محل دیکھا پس میں نے کہا کہ یہ کس کا محل ہے ؟

اُنہوں نے کہا! عُمر بن خطاب کا، اگرچہ مجھے اُس کے اندر جانے میں کوئی اَمر مانع نہ تھا مگر اَے عُمر تیری غیرت کی وجہ سے اندر نہ گیا۔''

• حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قُربان، کیا آپ پر غیُرت کروں گا؟ کیا آپ پر غیرت کروں گا؟

اس روایت کی تخریج ابو حاتم اور مُسلم نے کی اور مُسلم نے سونے اور موتیوں کا ذکر نہیں کیا۔''

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں جنّت میں داخل ہوا تو وہاں سونے کا ایک محل دیکھا میں نے کہا یہ

کس کا محل ہے؟ اُنہوں نے کہا ! قُریش کے ایک جوان کا، مُجھے گمان ہوا کہ وہ میں ہوں تو اُنہوں نے کہا وہ عمر بن خطاب ہے۔ خرجہ احمد وابو حاتم

(۳) حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں نے خواب میں خُود کو جنّت میں دیکھا تو ایک دَرخشاں عورت کے ساتھ ایک محل کی طرف گیا تو میں نے کہا یہ کس کے لئے ہے؟

اُس عورت نے کہا! عُمر بن خطاب کے لئے پھر اُس نے غیرتِ عُمر کا ذکر کیا تو میں نے اُس کی جانب پُشت کرلی۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سُن کر رونے لگے اور ہم سب اس مجلس میں موجود تھے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روتے ہوئے عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا آپ سے غیرت کروں گا؟

تشریح

اِس روایت کی تخریج ترمذی، مُسلم اور ابو حاتم نے کی اور ابو حاتم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج کی رات جنّت میں داخل ہوئے تو جنّت میں حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محل دیکھا اور اُس کے مُتعلق پوچھا تو آپ کو بتایا گیا یہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے۔

اور اس میں جو حضرت انس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ نے خواب میں دُوسری بار دیکھا۔ گویا کہ آپ جنّت میں داخل ہوئے تو محل کے ایک جانب ایک دَرخشاں عورت دیکھی اُس سے محل کے بارے میں پُوچھا تو اُس نے کہا! حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے اور اس میں جو حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے وہ دونوں خبروں کے اِختلافِ لفظی پر دلالت کرتا ہے۔

چوتھی روایت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صبح کے وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا: اَے بلال! تُو نے کس چیز کے ساتھ جنّت میں مجھ سے سبقت کی میں جنّت میں داخل ہُوا تو اپنے آگے تیری جُوتیاں گھسٹنے کی آواز سُن رہا تھا پھر میں جنّت میں دوسری جگہ داخل ہوا تو وہاں بھی میرے آگے تیری پاپوش گھسٹنے کی آواز تھی، پھر میں ایک چوکور محل کے پاس لایا گیا جس کے کنگرے سونے کے تھے تو میں نے پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے۔

اُنہوں نے کہا! عرب کے ایک شخص کا میں نے کہا! میں عَربی ہوں یہ محل کس کے لئے ہے؟

اُنہوں نے کہا! ایک قَرشی شخص کا، میں نے کہا میں قرشی ہوں یہ محل کس کا ہے؟ اُنہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک اُمّتی کا میں نے کہا میں محمدؐ ہوں یہ محل کس کا ہے؟ اُنہوں نے کہا! عُمر بن خطاب کا۔"

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے کبھی اِجازت نہ ملتی مگر میں دو رکعت نماز نفل ادا کرتا ہوں اور مجھے یہ بات کبھی نہ پہنچتی مگر میں وضو کرتا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے مجھ پر دو رکعت ہیں۔ آپ نے فرمایا! دونوں کے ساتھ یعنی دونوں کی وجہ سے۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا مُختصر تعارف

اہلِ علم سیرت نگاروں کا بیان ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین اوّلین سے ہیں جس سے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والے ہیں اور آپ بدر حُدیبیہ اور بیعت رضوان اور تمام جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ موجود تھے اور جب انہوں نے

اِعلانیہ ہجرت کی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے وصال کے وقت اُن سے خُوش تھے اور آپ نے اُنہیں جنّت کی بشارت دی اور خبر دی کہ بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کے دل اور اُن کی زُبان پر حق مقرر کیا ہے اور اُن کی خُوشی اور ناراضگی میں عدل ہے اور شیطان اُن سے فرار ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ساتھ دین کو عزّت عطا فرمائی اور اہلِ آسمان نے اُن کے اسلام پر خوشی منائی اور اُن کے نام عُبقری، محدث اور سراجِ اہلِ جنّت رکھے گئے اور صاحبِ رُحا اُنہیں دَارۃ العَرب پکارتے ہیں وہ زندگی میں تعریف کیے گئے اور شہادت کی موت پر فائز ہوئے اور یہ شخص باطل پسند نہیں تھے۔ اگر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبوّت ہوتی تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے اور وہ کُتبِ تاریخِ اسلامیہ میں پہلے مہاجرین میں سے ہیں اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآنِ مجید جمع کرنے کی ترغیب دی اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قیامِ رمضان یعنی نمازِ تراویح کے لئے لوگوں کو جمع فرمایا اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رَاتوں کو لوگوں کی پاسبانی کا عمل شروع کیا اور ہاتھ میں دُرّا پکڑا اور اُس کے ساتھ وہ تادیب کرتے تھے۔

اُنہوں نے سب سے پہلے خراج اور مِصر الاَمصار اور قاضی القضاۃ کا عہدہ واضح کیا، دفاتر قائم کئے، تنخواہیں مقرر کیں۔ اُنہوں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اَزواجِ مطہرات کے ساتھ اپنا آخری حج کیا اور وہ پہلے شخص ہیں جو اَمیر المومنین کے نام سے موسُوم ہوئے اِس کی وجہ اس کے خصائص میں پیش ازیں بیان ہو چکی ہیں۔

ان کے دورانِ خلافت اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر ایک سال میں پہلے دمشق پھر رُوم اور پھر قادسیہ کو فتح فرمایا" یہاں تک کہ اُن کی فُتوحات کا یہ سلسلہ حمص اور جلولہ، رقہ و رہار، رأس العین اور خابور، نصبیبین، عسقلان طرابلس اور اُس کا ساحلی علاقہ بیت المقدس اور بیسان یرموک و جابیہ اہواز وقیساریہ، مصرو تستر، نہاوند ورَے اور اُس کا ملحقہ علاقہ اصفہان اور بلد فارس، اصطخر وہمدان، نوبہ وبربر اور برلس تک منتہی ہوا۔"

لوگوں نے اُن کی امارات وولایت میں دسّ حج کئے پھر وہ مدینہ منوّرہ کی طرف تشریف لائے اور اسی شہرِ رسول میں ابولولو فیروئی نے اُنہیں شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت کا بیان اُن کی فصلِ شہادت میں آئے گا۔

یہ تمام واقعات ابنِ قتیبہ، ابوعمر اور صاحبِ صفوت اور ان کے علاوہ ہر طائفہ نے نقل کئے ہیں، بعض نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درہ حجاج کی تلوار سے زیادہ ہیبت ناک تھا اور اُن سے فارس روم اور دوسرے ملکوں کے بادشاہ خوف زدہ رہتے تھے اُن کا جو لباس، افعال اور جو کسار خلافت سے قبل تھا وہ سب کچھ اُن کی خلافت کے زمانہ میں رہا وہ سفر وحضر میں بغیر دَربان اور نگِران کے اکیلے رہتے اُنہوں نے نہ اَمر کو تبدیل کیا اور نہ ہی وہ نعمتوں کو دیکھ کر اُتارتے تھے اور نہ ہی مومن پر زبان درازی کرتے اور نہ کسی کے مَرتبے کو دیکھتے ہوئے اُس کے مخصوص سلوک کرتے۔

نہ تو سردار اپنے ظُلم سے بچنے کا لالچ کرتا اور نہ ہی کمزور کو اُن کے انصاف سے مایوسی ہوتی اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی پرواہ کرتے اور وہ اپنی ذات پر اللہ کے مال سے ایک عام مسلمان شخص کے مطابق لیتے تھے اور بیت المال سے اتنی ہی تنخواہ لیتے جتنی مہاجرین کے ایک شخص کی مقرر تھی۔

اس روایت کی تخریج خلعی نے کی۔"

فارُوق اعظم کے کِردار کی مزید جھلکیاں

وہ فرماتے تھے: یقیناً میں تمہارے مال کا اُس طرح نگہبان ہوں جس طرح یتیم کے مال کا ولی ہوتا ہے۔ اگر میں مالدار ہوں گا تو اُس سے رُک جاؤں گا، اگر فقیر ہوں گا تو اُسے معرفت کے ساتھ کھاؤں گا۔

لوگوں نے کہا ! اَے امیر المومنین معروف کیا ہے ؟

آپ نے فرمایا! بدوؤں کی درندگی پر کھڑا نہ ہونا مگر دانتوں کے کناروں سے کاٹنا نہ کہ

پورا منہ بھر کر کھانا اس میں تھوڑی چیز پر اِکتفاء کا کنایہ ہے۔ یعنی اس قدر جتنا زندہ رہنے کے لئے ضروری ہے۔

ابن شہاب وغیرہ اہلِ علم نے کہا کہ حضرت عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر اپنے اَمر کی اِبتداء کی اور منبر کے جس زینے پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں مبارک ہوتے تھے اُس زینے پر بیٹھتے اور اُن کے پاؤں مُبارک زمین پر ہوتے۔ لوگوں نے کہا اگر آپ اسی زینہ پر بیٹھتے جس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھا کرتے تھے؟ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرا مرتبہ اور حیثیت یہی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں بیٹھوں۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ لوگوں پر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم ہیبت اور شدید خوف طاری رہتا تھا جس کی بنا پر لوگوں نے مجالس میں آنا چھوڑ دیا اور کہتے کہ ہمیں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ نہ لیں۔"

فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچّوں کے پاس تشریف لے جاتے تو بچّے آپ کو دیکھ کر آپ کی طرف دوڑ کر آ جاتے اور کہتے اَے ابّا جان آپ اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ مَرد آپ کو دیکھ کر مجلسوں سے منتشر ہو جاتے اور آپ کے حکم کا انتظار کرتے۔

میں سختی ضرور کرتا ہوں مگر؟

صحابہ فرماتے ہیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے پاس تشریف لاتے تو وہ خوف زدہ ہو جاتے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُنہیں بُلند آواز سے صلوٰۃ جامع کے لئے بُلاتے تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور آپ منبر پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کی جگہ پر بیٹھ جاتے۔

جب لوگوں کا اِجتماع ہو جاتا تو آپ کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اُس کی

حمد وثناء بیان کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرود پڑھ کر فرماتے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگ میرے غُصّے اور سختی کی بنا پر مجھ سے خوفزدہ ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی ہم پر سخت تھے پس ہم اپنے اُمور اس تک کیسے پہنچائیں؟ تو جس نے یہ بات کہی سچ کہا ہے۔

پھر فرمایا ! جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ہوتا تو اُن کا غلام اور خادم ہوتا تھا اور مجھے آپ کی رحمت اور نرمی کی کوئی صفت میسّر نہ آسکی جس کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے اسمائے گرامی میں آپ کے دو نام رؤف ورحیم رکھے ہیں۔ پس میں ننگی تلوار تھا یہاں تک کہ میں میان میں آ گیا یا مجھے چھوڑا تو میں گزر گیا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو آپ مجھ سے خُوش تھے۔

الحمد للہ کہ میں اُس کے ساتھ سعادت مند ترین ہوا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے امر کے حاکم بنے تو لوگ اُن کے لُطف واِحسان اور نرمی کا انکار نہیں کرتے پس میں اُن کا خادم اور مددگار تھا اور میری سختی میں اُن کی نرمی مخلوط تھی چُنانچہ میں ننگی تلوار تھا یہاں تک کہ میان میں آ گیا یا مجھے چھوڑا تو میں گزر گیا پس میں ہمیشہ اُن کے ساتھ رہا پھر میں آپ کے امور کا حاکم بن گیا۔

اَے لوگو ! جان لو کہ یہ سختی میری کمزوری ہے ولیکن یہ مُسلمانوں پر ظُلم وتعدی کرنے والے کے لئے ہے جو لوگ دین میں سلامتی والے اور بزرگ ہیں اُن کے لئے میں ایک دُوسرے سے زیادہ نرم ہوں اور میرے ہوتے ہوئے کوئی کسی پر ظُلم اور تعدی نہیں کرسکتا یہاں تک کہ اُس کا ایک جبڑا زمین پر ہوگا اور دُوسرے جبڑے پر میرا پاؤں ہوگا یہاں تک کہ وہ میری طرف سے دعوتِ حق کو قبول کرلے۔

اَے لوگو ! مجھ پر آپ کی جو ذمّہ داری ہے وہ میں آپ کو بتادیتا ہوں اِس کے ساتھ

مجھے اپنا دوست بناؤ میں آپ کے خراج سے کسی چیز کا حقدار نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو میرا حصّہ مقرر کیا ہے اُس کی رضا کے لئے وہی لوں گا اور آپ کو بھی وہی دوں گا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے لئے مقرر کیا ہے۔ میرے ذمہ آپ کی تنخواہیں اور روزینے ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ تک پہنچاتا رہوں گا اور آپ کا مجُھ پر یہ بھی حق ہے کہ میں آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالوں۔ آپ اگر اُٹھنا چاہوں تو میں ابوالعیال ہوں آپ بے خوف ہوکر اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ جائیں اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی مغفرت فرمائے۔''

مومنوں کا اُمیر یا خادِم

حضرت سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: خُدا کی قسم! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں سختی فرماتے تھے اور اپنے ذاتی معاملے میں نرمی اختیار کرلیتے تھے اور وہ ابوالعیال تھے یہاں تک کہ وہ پردہ نشین عورتوں کے گھروں کے دَروازوں پر جاتے اور فرماتے تمہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف تونہیں؟ کیا میں تمہیں بازار سے سوداسلف خرید کرلادوں؟

کیونکہ مجُھے یہ پسند نہیں کہ پرَدہ دار خواتین خرید وفروخت کرتی پھریں، چنانچہ پردہ دار خواتین اپنی کنیزوں کو آپ کے ساتھ بھیج دیتیں، آپ بازار میں جاتے تو ان غلاموں اور کنیزوں کے عَقب میں رہتے اور اُنہیں ضروریات کی لاَتعداد چیزیں خرید دیتے۔ اگر کسی خاتون کے پاس ضُروریاتِ زندگی خریدنے کے لئے پیسے نہ ہوتے تو اُسے اپنی گرہ سے خرید دیتے۔

ڈاک تقسیم کرنے والا خلیفہ

جب آپ کے فرستادہ مجاہدین کی ڈاک آتی تو آپ اُن کے خطوط لے کر بنفسِ نفیس اُن کی بیویوں کے پاس جاتے اور فرُماتے: تمُہارے شوہر اللہ تعالیٰ کی رَاہ میں ہیں اور تم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہر میں ہو اگر تمہارے پاس خط پڑھنے والا موجود ہے تو فبہا وَرنہ دروازہ کے قریب بیٹھ کر سُن لیں پھر آپ اُنہیں خط پڑھ کر سُنا دیتے اور فرماتے: ہمارا قاصد فلاں روز کو جائے گا اپنے خطوط مجھے دے دیں تاکہ تمہارے شوہروں کو بھیج دیئے جائیں۔ پھر آپ کاغذ اور دَوات لے کر گھروں میں جاتے جس خاتون نے خط لکھ لیا ہوتا اُس سے لے لیتے اور جس نے نہ لکھا ہوتا اُسے فرماتے: یہ دوات اور کاغذ دَروازے کے قریب رکھ دیں اور جو لکھنا ہے مجھے بتا دیں پس آپ دَروازے کے باہر بیٹھ کر خط لکھ دیتے پھر اُن خواتین کے خط لا کر قاصد کے حوالے کر دیتے۔

محافظ ہو تو اَیسا ہو

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر میں ہوتے تو منزل سے چلنے کے وقت فرماتے چلو آپ کا معلن اعلان کرتا یہ اَمیر المومنین ہیں اور آپ کو چلنے کا حکم دیتے ہیں پس لوگ کھڑے ہو جاتے اور چلنے کی تیاری کرتے پھر ندا ہوتی: چلو! تو لوگ سوار ہو جاتے اور کہتے کہ اَمیر المومنین کا دُوسرا اعلان ہو گیا جب لوگ چلنے لگتے تو آپ اپنے اُونٹ پر سوار ہو جاتے جس پر دو تھیلے ہوتے ان میں سے ایک تھیلے میں ستّو ہوتے اور دُوسرے میں کھجوریں ہوتی تھیں۔ آپ کے سامنے پانی کا مشکیزہ اور پیچھے پیالہ ہوتا، آپ جب منزل پر نزُول اجلال فرماتے تو پیالے میں ستو ڈال کر پانی میں گھول دیتے اور چمڑے کا دستر خوان بچھا دیتے۔

اَب آپ کے پاس کوئی جھگڑنے والا یا پیاسہ یا کوئی ضرورت مند آتا تو اُسے فرماتے یہ ستّو اور کھجوریں حاضر ہیں۔ پھر جب لوگ چل دیتے تو آپ اُن کے ٹھہرنے کے مقامات پر تشریف لے جاتے تو جس کسی کی کوئی گری ہوئی چیز مل جاتی اُسے اُٹھا لیتے یا کسی کا جانور یا اونٹ چلنے سے اعراض کرتا تو اُس کے پیچھے ہو جاتے۔

چُنانچہ جب رات گزرنے کے بعد صُبح ہوتی تو جس شخص کی کوئی چیز گر جانے کی وجہ سے گُم ہوتی وہ اُس کا ذکر کرتا تو اُسے اَمیر المومنین کے پاس لایا جاتا اور آپ کو اُس کے بارے

میں اطلاع دی جاتی اگر اُس کا مشکیزہ گم ہوتا تو آپ فرماتے: کیا یہ بُردبار شخص ایسی چیز سے غافِل ہو گیا جس میں سے پیتا ہے اور اُس سے نماز کے لئے وضو کرتا ہے؟

یا جو گرتا ہے میں اُسے ہر وقت دیکھتا ہوں یا ہر رات میری آنکھیں نیند میں کُھلی رہتی ہیں پھر اُس کا مشکیزہ اُس کی طرف اُٹھاتے ہوئے فرماتے میری کمان اور یہ ڈول کی رسی ہوتی یا جو اُن سے واقعہ ہوتا اُس پر تادِیب فرما کر وہ چیز اُنہیں لوٹا دیتے۔

مَیں سفید لباس نہیں پہنوں گا

جب آپ شام کو تشریف لے گئے تو وہاں پر تُرکی گھوڑے اور سفید لباس تھے لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ گھوڑے پر سواری کریں اور سفید لباس زیبِ بدن کریں تا کہ دشمنوں پر آپ کی ہیبت طاری ہو۔ آپ نے اس سے اِنکار کر دیا پھر آپ کے پاس ترکی گھوڑا لایا گیا تو آپ نے اُس پر سوار ہو کر سفید چادر پہن لی آپ کا گھوڑا تیز چلنے لگا اور آپ کی نَاقہ آپ کے ہاتھ میں پھسلنے لگی۔

پس آپ گھوڑے سے اُتر کر اپنی ناقہ پر سوار ہو گئے اور فرمایا ! بیشک میرے ساتھ یہ تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ میں نے اپنے نفس کے اِنکار پر خفت محسوس کی۔"

یہ سب کچھ ابو حذیفہ، اسحٰق بن بشر نے فتوح الشام میں اور ابن بشیران نے منبر پر بیٹھ کر اپنے خطبے میں بیان کیا"

عُمر کی موت پر اِسلام روئے گا

حضرت ابیٔ بن کعب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو عُمر کے فضائل موجود ہیں اُن کے بارے میں بتاتے ہوئے مجھ سے جبریل نے کہا ! جس مُدّت تک حضرت نُوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے اگر میں اُتنی مُدت تک آپ کے پاس رہوں تو جب بھی مجھ میں عمر کے فضائل جو اُس کے لئے اللہ تعالیٰ

کے ہاں ہیں بیان کرنے کی استطاعت نہیں۔“

پھر کہا ! یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عُمر کی موت کے بعد اسلام اُس کی موت پر روئے گا۔

اس روایت کو ابوسعد نے ”شرف النبوت“ میں اور تمام نے ”فوائد“ میں نقل کیا۔

اِس سے قبل حسن بن عرفہ عبدی کی حدیث شیخین کے باب میں بیان ہوئی اور اس میں اُن کی موت کے بعد اسلام کے رونے کا ذکر نہیں۔ پھر کہا ! کہ عمر ابی بکر کی نیکیوں سے ایک نیکی ہے۔

جِبریل بھی بھائی عُمر بھی بھائی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہم مسجد میں بیٹھے جبریل علیہ السلام کے ساتھ محوِ گفتگو تھے کہ عمر بن خطاب مسجد میں داخل ہوا۔ جبریل نے مجھے کہا! کیا عُمر بن خطاب آپ کا بھائی نہیں؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔“

(خرجہ فی فضائل

اِس سے قبل پوری حدیث اُن کے نام کی فصل میں بیان ہوئی اور آپ کے وصف کے بیان میں آئے گا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں اُسے بھائی کہہ کر بلایا۔

مَیدانِ قیامت میں عزّتِ فاروق

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! بروزِ قیامت منادمنادی کرے گا کہ فارُوق کہاں ہے ؟ پس اسے لایا جائے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہوگا: مَرحبا اَے اَبا حفص! یہ تیرا اعمالنامہ ہے اگر چاہے تو پڑھ لے نہ چاہے تو نہ پڑھ تجھے بخش دیا گیا ہے،

اور اسلام کہے گا: اے رب! یہ عُمر ہے اس نے مجھے دُنیا میں عزت دی میں اسے عرصۂ محشر میں معزز کروں گا، پس اس وقت اُسے نُور کی ناقہ پر سوار کرایا جائے گا پھر اُسے دو حُلّے پہنائے جائیں گے اگر اُن میں سے ایک کھول دیا جائے تو مخلوق کو ڈھانپ لے۔ پھر اُس کے ہاتھوں میں ستّر ہزار جھنڈے دیۓ جائیں گے اور ندا کرنے والا ندا کرے گا اے اہل موقف یہ عمر ہے تو پہچان لیں گے۔

(خرجہ فی الفضائل)

اہلِ کتاب کے نزدیک شانِ عُمر

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شام میں اُن کی ملاقات حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو اُنہوں نے کہا! اِن کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ ان شہروں میں بنُو اسرائیل آباد ہونگے تو اُنہیں ایک نیک آدمی فتح کرے گا جو مومنوں کے ساتھ رحم دل اور کافروں کے ساتھ سخت ہوگا، اُس کا راز اُس کے ظاہر کی طرح ہوگا، اُس کا قول اُس کے فعل کے مطابق ہوگا اُس کے نزدیک حکم میں نزدیک اور دُور برابر ہوگا، رات کو بھیڑیئے اور دن کو شیر لرزتے کانپتے اُس کے پیچھے چلیں گے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! کیا آپ نے سچ کہا ہے؟

میں نے کہا! ہاں،

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں عزت وکرامت اور شرف عطا فرمایا اور اپنے نبی حضرت مُحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور اپنی ہر چیز پر واسع رحمت سے ہم پر رحم کیا۔"

مصاہرتِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صِلہ

عشرہ کے علاوہ پیش ازیں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصاہرت کا بیان

ہوا جو جنّت میں داخلے کا موجب اور دوزخ کے داخلے کا مانع ہے۔

اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا ! میرے نسب وصھر کے علاوہ ہر نسب وصھر منقطع ہو جائے گا‘‘۔

(خرجہ تمام رازی)

قبل ازیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں بیان ہوا اور آئندہ کتاب مناقب اُمّہات المومنین می اُن کی بیٹی حضرت حفصہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تزویج مبارک کی کیفیت میں بیان ہوگا۔‘‘

محبّتِ عُمرِ ایمان کے ساتھ پھِرتی ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! جو عُمر سے محبّت کرتا ہے عُمر اُس کے ایمان کے ساتھ پھرتا ہے۔

(خرجہ فی فضائلہٖ)

اَے عُمر ہمیں یاد رکھنا

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عُمرہ کی اِجازت طلب کی تو آپ نے مجھے اِجازت دے کر فرمایا: اُے اخی ! اپنی دُعا میں بھلا نہ دینا اور ایک روایت میں ہے، اے بھائی ! ہمیں اپنی دُعاؤں میں شریک رکھنا۔‘‘

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! مُجھے اُس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں جس پر سُورج طلوع ہوتا ہے کہ آپ نے مُجھے یا اخی فرمایا۔

اِس روایت کی تخریج احمد بن حنبل، حافظ سلفی اور صاحبِ صفوت نے کی اور ابن حرب طائی نے اس کی تخریج کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا! ہمیں اپنی نیک دُعاؤں میں یاد رکھنا اور بھول نہ جانا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پر بارش طلب کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ قحط کا شکار ہوئے تو ایک شخص نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! لوگ ہلاک ہو گئے اُمّت کو بارش عطا فرمائیں کہا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خواب میں اُس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا! عُمر کے پاس جاؤ تاکہ وہ لوگوں کے لئے بارش طلب کرے تو یقیناً اُنہیں بارش مل جائے گی اور اُسے کہنا تجھ پر ذہانت ہے ذہانت ہے۔

وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو وہ رونے لگے اور کہا: اے پروردگار! جو میرے بس میں ہے میں وہ کرتا ہوں مگر جس سے عاجز ہوں۔"

بغوی اور ابو عمر نے فضائل بغوی میں یہ روایت نقل کی"

حضرت عُمر کی ناراضگی سے خُدا ناراض ہو جاتا ہے

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عمر کی ناراضگی سے بچو، یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ عمر کی ناراضگی سے ناراض ہو جاتا ہے۔

اس روایت کی تخریج صاحب نزہت نے اور ملاء نے "سیرت" میں کی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ عُمر کو ناراض نہ کرو عُمر کی ناراضگی سے اللہ تبارک وتعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔"

دونوں روایتیں ابوالحسین بن احمد البناء والفقیہہ نے نقل کی ہیں۔"

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا! عمر پر اُن کے رب کا سلام

پڑھیں اور اُنہیں بتادیں کہ اُن کی رضا حکم اور اُن کی ناراضگی تنگی ہے۔

اِس روایت کی تخریج حافظ ابوسعید نقاش اور ملاء نے کی اور ملخّص میں روایت بالمعنیٰ نقل ہوئی۔"

حمید کی زِندگی شہید کی موت

(۱) پیش ازیں عشرہ کے علاوہ حرا ٹھہر جا اُحد ٹھہر جا اور ثبیر ٹھہر جا اَصحاب ثلاثہ کے بارے میں بیان ہوا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دائرۃ العرب میں صاحبِ رحا کی زندگی قابل تعریف اور موت شہادت ہے۔ لوگوں نے کہا! وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا عُمر بن خطاب"

(۲) اِس سے قبل یحییٰ بن مُعین سے صُوفی کی حدیث اَصحابِ ثاثہ کے باب میں بیان ہوئی اور اُن سے ابوبکر بن ضحاک بن مخلد نے دُوسروں کے علاوہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں بالفظہا بیان کی اور حدیث رخوابن بردہ اُن کے خصائص میں پہلے بیان ہوئی کہ وہ خُلیفہء مستخلف اور شہید مستشہید ہیں۔"

(۳) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفید کپڑا دیکھا تو فرمایا کیا تمہاری قمیص نئ ہے ڈھلی ہوئی ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا! بلکہ نئ ہے۔

آپ نے فرمایا! جدید پہن، حمید زندہ رہ اور شہید فوت ہو۔

(۴) عبدالرزّاق نے کہا کہ حضرت سفیان ثوری اسمٰعیل بن ابی مخلد سے مزید یہ الفاظ بیان کئے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دُنیا اور آخرت میں آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرمائے۔"

(خرجہ ابوحاتم

(۵) حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

خدمت میں عرض کیا! اَے اَمیر المومنین میں نے تورات میں آپ کا ذِکر ایسے پایا اور آپ مقتول شہید ہوں گے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! میرے لئے شہادت ہے اور میں جزیرۃ العرب میں ہوں؟

۶۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز منبر پر پڑھا

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا

(سورۃ الرعد آیت ۲۳)

پھر فرمایا! کیا آپ جانتے ہیں جنّاتِ عدن کیا ہے؟

جنّت میں ایک محل ہے جس کے پانچ ہزار دروازے ہیں ہر دَروازے پر بیس ہزار حور العین ہیں اس محل میں سوائے نبی کے داخل نہیں ہوگا اور مُبارک ہو ان صاحبِ قبر کو اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر اُطہر کی طرف اشارہ کیا اور یا صدّیق داخل ہوگا اور حضرت ابوبکر صدیق کی طرف اشارہ کیا اور یا شہید داخل ہوگا اور مجھ پر عُمر کے لئے شہادت ہے۔

پھر فرمایا ! جس ذات نے مُجھے ابوجہل کی بہن حنتمہ بنتِ ہشّام سے جَنم دیا وہ اس پر قادر ہے۔

کیا ابوجہل حضرت عُمر کا سگا ماموں تھا؟

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا !

فساقها الله علی یدی شر خلقه مجوسی عبد مملوك للمغيرة بن شعبة

ایسے ہی اس حدیث میں ہشام بن مغیرہ کی قیَد ہے پھر ابوجہل کی بہن کی تاکید ہے اور یہ اس کے لئے حُجّت ہے جو کہتا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہشام بن مغیرہ کی بیٹی تھی۔

پیش ازیں آپ کے نسب میں اس کا ذکر ہوا اور ابوجہل کی بہن کا اس پر اطلاق ہوگا کیونکہ وہ بہن کے درجہ میں تھیں اور بیشک وہ ابوجہل کے چچا کی بیٹی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم وفہم

پیش ازیں ان کے خصائص میں یہ حدیث بیان ہو چکی ہے کہ اُنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا مشورہ دیا جو اُن کے غزارۂ علم اور حُسن نظر پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خواب میں دودھ پیا اور باقی ماندہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا اور اس کی تعبیر علم ہے۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کہ اگر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم ایک پلے میں اور تمام مخلوق کا علم ایک پلے میں رکھا جائے تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پلّہ بھاری ہوگا ان دونوں روایات میں حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کی زیادتیٔ علم پر دلیل ہے۔

اِن ہی سے روایت ہے کہ زید بن وہب کو فرمایا جو تجھے عُمر نے پڑھایا ہے پڑھ بیشک ہم میں کتاب اللہ کو زیادہ جاننے والے اور اللہ کے دین میں زیادہ فقیہہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اِس روایت کی تخریج علی بن حرب طائی نے کی۔"

حضرت عُمر کے جانے سے نوحصّے علم چلا گیا

حضرت خلد اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مصاحبت میں رہا تو میں نے اُن سے زیادہ دین کا فقیہہ کتابُ اللہ کا عالم اور احسن مدرس کسی کو نہیں دیکھا۔"

ان ہی سے روایت ہے کہ میں نے حساب لگایا کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس روز گئے نو حصّے علم چلا گیا۔''

ان ہی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں اللہ کو زیادہ جاننے والے، کتابُ اللہ کو زیادہ پڑھنے والے، اللہ کے لئے زیادہ ڈرنے والے ہیں۔ خُدا کی قسم ! وہ مسلمانوں کے گھر والوں کے پاس نہ جاتے اور اُنہیں کوئی بُرائی پہنچتی تو وہ غمزدہ ہو جاتے۔''

نزولِ آیات کا علم

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ! آپ لوگ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں اگر وہ ہم پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اُس روز عید مناتے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کونسی آیت ہے؟

یہودی نے کہا !

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

آج کے دن میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

(سورۃ المائدہ آیت ۳)

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! میں جانتا ہوں یہ کس وقت اور کس مقام پر نازل ہوئی یہ رات کو عرفہ کی مقام پر نازل ہُوئی اور ہم جمعہ کے دن وقوف کئے ہوئے تھے۔

(بخاری، مسلم)

رقائق کا جاننا

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت کہ اُمیر المومنین حضرت

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بنی اسد اور غطفان کا وفد آیا اور اُن سے پوچھا حرب المجلیہ اور سلّم المخزیہ کے درمیان ان کی بھلائی صلح ہے۔

لوگوں نے کہا ! ہم المجلیہ کو جانتے ہیں المخزیہ کیا ہے؟

کہا کہ تمہاری غنیمتیں اور حلقہ وکرع جو ہمیں پہنچیں گے وہ ہم لے لیں گے اور جو تمہیں ہماری طرف سے ملے گا اُسے تم واپس کرو گے۔ ہمارے قاتل اور تمہارے مقتول دونوں جہنّم میں ہونگے۔ ہمراہیوں کو چھوڑ کر اُونٹوں کے پیچھے پیچھے چلتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خلیفہء رسول اور مہاجرین کو تمہاری معذوری دکھاوے اُس نے جو کہا تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے سامنے پیش کیا تو حضرت ابوعمر نے اُٹھ کر فرمایا ! حرب المجلیہ اور سلّم المخزیہ کا جو ذکر کیا ہے تو وہ اچھا بیان ہے۔

اور جو بیان کیا ہے ہمیں تم سے جو غنیمت پہنچتی ہے اور جو ہم سے تُجھے پہنچتا ہے وہ لوٹا دیتے ہیں تو یہ اچّھا ذکر ہے۔

اور جو ذکر کیا ہے کہ ہمیں قتل کرتے ہیں اور تُمہارے قتل کئے ہوئے دوزخ میں جائیں گے تو بیشک ہم اللہ تعالیٰ کے حکم پر قتل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اُس کا اجر ہے اس کے لئے دیات نہیں۔''

پس حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فرمایا! اُن لوگوں نے اسی کی تائید اور اِتباع کی۔

اس سیاق کے ساتھ اس روایت کی تخریج حمیدی نے یرقانی سے بُخاری کی شرط پر کی ہے۔

قُرآن ایسے سیکھو

حضرت ابی العالیہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! قُرآن مجید کی پانچ پانچ آیات سیکھو، یقیناً جبریل علیہ السلام حضرت مُحمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پانچ پانچ آیات لے کر نازل ہوئے تھے۔ (خرجہ المخلص الذہبی)

حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا! اَمارت پر کوئی حرص نہ کرے ہر حرص اِس میں برابر ہے۔

(خرجہ ابو معاویہ)

حضرت عبّاس شُوریٰ میں کیوں شامل نہ تھے

محمد بن جریر طبری کسی نے پوچھا! حضرت عبّاس بن عبد المُطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجود اپنی جلالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قُربت و منزلت کے شُوریٰ میں چھ آدمیوں کے ساتھ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نہیں گئے تھے۔

اُنہوں نے فرمایا! اصحابِ شوریٰ سابقین اور اہلِ بدر سے ہیں جب کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ ہجرت فرمائی اور نہ پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں اور نہ بدری ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر اپنے عمل میں اس پر فتویٰ نہیں دیتے تھے۔

مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پُوچھا کسی مَعصیت کی خواہش نہ رکھتے ہوئے اس پر عمل نہ کرنا افضل ہے یا مَعصیت کی خواہش ہوتے ہوئے عمل نہ کرنا افضل ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! جو مَعصیت کی خواہش رکھتے ہوئے اس پر عمل نہیں کرتے اُن کے دلوں کے تقوے کا اللہ تعالیٰ نے اِمتحان لیا ہے اُن کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ اس روایت کی تخریج حافظ ابن ناصر سلامی نے کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پُوچھنے کا سلیقہ

پیش ازیں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں سے پانچویں مُوافقت میں اس کا بیان ہوا۔"

حضرت اُبی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! ہمیشہ کا روزہ کیسے ہے؟

آپ یہ سُن کر ناراض ہو گئے تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی ناراضگی کو محسوس کرتے ہوئے کہا ! ہم اس پر راضی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اِسلام ہمارا دین ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے نبی ہیں۔''

ہم اللہ تعالیٰ کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ناراضگی سے پناہ مانگتے ہیں۔

حضرت عمران نے جملوں کی مسلسل تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناراضگی دور ہوگئی اور پُرسکون ہو گئے تو عرض کی ہمیشہ روزے رکھنے والا کیسا ہے ؟

تو آپ نے فرمایا! نہ اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کیسا ہے جس نے دو دن روزہ رکھا اور ایک دن افطار کیا؟

آپ نے فرمایا! کیا اس کی کوئی طاقت رکھتا ہے؟

عرض کیا: وہ کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے۔

آپ نے فرمایا! یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: وہ کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے؟

آپ نے فرمایا !میں اُسے پسند کرتا ہوں کہ اُس پر طاقت ہو پھر فرمایا ہر مہینے سے تین روزے اور رمضان المبارک کے پُورے مہینے کے روزے ہیں۔''

رہے عرفہ کے روزے تو میرا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دے گا اور میرا گُمان ہے کہ یوم عاشورہ کے روزہ سے ایک سال قبل کے گناہ مٹا دے گا۔''

حضرت عُمرِ فارُوق رضی اللہ عنہ کی فراست

حضرت علی کرم اللہ وجہہا لکریم نے فرمایا! ہم کہا کرتے تھے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر فرشتہ کلام کرتا ہے۔"

(خرجہ ملاء فی سیرتہ)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرتِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا! جو چیز میرے خیال میں آتی ہے وہ میرے گمان کے مطابق ہو جاتی ہے۔ ایک دن حضرت تشریف فرما تھے کہ ایک خُوبصورت شخص گزرا۔ آپ نے فرمایا! میرا گمان ہے کہ یہ شخص یا تو اپنے جاہلیت کے دین پر ہے یا اُن کا کاہن ہے۔ وہ شخص میرے پاس آیا تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے بُلا کر فرمایا کہ میرا گمان ہے کہ یا تو تُو اپنے جاہلیت کے دین پر ہے یا اُن کا کاہن ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے اُس روز کی طرح کسی مُسلمان کو آپ کے ساتھ مقابلہ کرتے نہیں دیکھا۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! آپ کو بہر صُورت مجھے یہ بتانا پڑے گا۔ اُس نے کہا میں اُن کا کاہن تھا۔"

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! آپ کو آپ کے جن نے سب سے عجیب خبر کیا سُنائی تھی؟ اُس نے کہا میں ایک روز بازار میں تھا کہ وہ آیا تو میں اُسے پہچان لیا اُس نے گبھراہٹ اور خوف کے ساتھ کہا کیا تو نے جن کو اور اُس کے ابلیسوں کو دیکھا جو اپنی اساس کے بعد نقصان کو پہنچا اور اُس کا احلاس قلاص کے ساتھ مل گیا۔"

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تُو نے سچّ کہا۔ میں اُن کے بُتوں کے پاس سویا ہوا تھا کہ ایک شخص ایک بیل لایا اور اُسے ذبح کیا وہ بیل اس زور سے ڈکرایا تھا کہ میں نے اتنی شدید آواز کبھی نہیں سُنی اُس نے ڈکراتے ہوئے کہا! اَے جلیح اَمرِ نجیح فصیح اللہ کے سوا کوئی

معبود نہیں پس لوگ کھڑے ہو گئے ہم وہاں سے اُس وقت تک نہیں ہٹے جب تک اُس کے پیچھے نہ دیکھ لیا۔ پھر آواز آئی اے جلیح امرِ نجیح رجلِ فصیح کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلّا اللہ ۔ میں کھڑا ہو گیا۔

(خرجہ بخاری)

عبداللہ بن مُسلمہ سے روایت ہے کہ ہم ایک وَفد کی صُورت میں حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں اُن سے آپ کے زیادہ قریب بیٹھا تھا۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُشتر کی طرف دیکھا اور آپ کی نظر اُس میں صَواب پر تھی۔ پھر فرمایا کیا اُشتر تم میں سے ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسے قتل کرے اور اس کے ساتھیوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھے، خُدا کی قسم میں عصیب کے دن اس سے مُسلمانوں کا حساب لوں گا، کہا کہ اس کے بیس سال بعد اُشتر سے یہ اَمر ظہور میں آیا۔ (خرجہ ملاء فی سیرت)

بِن دیکھے سَواد بن قارب کو پہچان لینا

ان کے علاوہ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ کہ ایک شخص گزرا تو کسی نے کہا آپ اسے جانتے ہیں؟

آپ نے فرمایا! مجھے ایک شخص کے بارے میں یہ پتہ چلا تھا کہ اُس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظہور کے بارے میں غیب کی خبر ظاہر فرمائی تھی، اُس کا نام سَواد بن قارب تھا، میں نے اُسے دیکھا نہیں۔ اگر وہ زندہ ہے، تو وہ یہی شخص ہے اور وہ اپنی قوم میں صاحب شرف ومنزلت تھا۔

پھر آپ نے اُس شخص کو بُلا کر فرمایا! کیا آپ سواد بن قارب ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظہور کے بارے میں غیب پر اطلاع دی تھی؟

اُنہوں نے کہا: ہاں اَے امیر المومنین!

حضرت عُمر نے فرمایا! آپ وہی ہیں جو اپنے کاہنوں کے مذہب پر تھے؟

اُنہوں نے شدید غضبناک ہو کر کہا: اَے امیر المومنین! خُدا کی قسم! میں نے جب

سے اسلام قبول کیا ہے اُس کے پاس نہیں گیا۔‘‘

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! سُبحان اللہ آپ جس کہانت پر تھے میں اُس سے زیادہ بڑے شرک میں مبتلا تھا۔

آپ مجھے بتائیں کہ آپ کے رب نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظہور کی خبر کیسے دی؟

اُنھوں نے کہا کہ اَے امیر المومنین! میں ایک روز نیند اور بیداری کے عالم میں تھا کہ میرے جِن نے میرے پاؤں پر تھپکی دے کر کہا:

اَے سواد بن قارب! اگر تُو فہیم و عقیل ہے تو فہم و عقل سے کام لے، لوئ بن غالب میں رسول مبعوث ہوئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف بُلاتے ہیں پھر اُس نے یہ شعر پڑھے:

عجبت للجن وتحساسها
وشدّها العيس بأحلاسها

تهوى إلى مكة تبغي الهدى
ما خير الجن كأنجاسها

فارحل إلى الصفوة من هاشم
واسم بغيتك إلى رأسها

جن کے لئے تعجب ہے کہ وہ اُسے محسوس کرتا ہے اور گھوڑے کے سواروں کے ساتھ گشت کرتا ہے۔

مکّہ معظّمہ کی طرف گیا تو مجُھے ہدایت نصیب ہوئی بہتر جن جو اُن کے انجاس کی طرح نہیں۔

بنی ہاشم کے چُنے ہوئے کی طرح چل۔

پھر وہ دوسری اور تیسری رات کو آیا تو مجھ سے پہلی بات کی طرح بات کی اور شعر پڑھے تو میرے دل میں اِسلام کی محبت جاگزین ہوگئی۔ اور میں اُس میں رغبت رکھنے لگا۔

صُبح ہوئی تو میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر عازمِ مکہ ہوگیا تو مجھے معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منوّرہ تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں سے میں مدینہ منوّرہ آیا اور آپ کے بارے میں پُوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ آپ مسجد میں رونق اُفروز ہیں۔ میں نے اپنی اونٹنی کے گھٹنے باندھے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر میں مسلسل آپ کے قریب ہتا رہا یہاں تک کہ آپ کے سامنے آگیا اور یہ واقعہ اپنے اِسلام قبول کرنے کے بارے میں بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور آپ کے صحابہ میری اس بات سے بہت سے خُوش ہوئے یہاں تک کہ اُن کے چہروں پر مسرّت کی لہر دوڑ گئی۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سُن کر کھڑے ہوگئے اور پھر سواد کو بٹھا کر فرمایا! مُجھے آپ سے یہ حدیث سُننا زیادہ محبوب تھا مجھے آپ یہ بتائیں کہ وہ جن اب بھی آپ کے پاس آتا ہے؟

اُنہوں نے فرمایا ! میں اَب قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوں اور وہ میرے پاس نہیں آتا اور اللہ کی کتاب بہتر معاوضہ ہے۔

(خرجہ فی فضائلہ)

کشف ـــــ یا کرامت ساریہ کو پُکارنا

حضرت عُمر بن الحرث سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں جمعۃ المبارک کا خطبہ سُنا رہے تھے کہ اُنہوں نے خُطبہ چھوڑ کر دو یا تین مرتبہ فرمایا !

یَاسَارِیَۃُ الجبل پھر خُطبہ شروع کردیا۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعض صحابہ نے کہا ! یہ شخص دیوانہ ہے کہ

ُطبہ چھوڑ کر آواز دیتا ہے: یاساریۃ الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جا،

پس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رض کی اے امیر المومنین! آپ نے لوگوں سے کیسی گفتگو فرمائی ہے اور آپ نے خُطبہ کے رمیان یاساریۃُ الجبل کی جو آواز دی تھی وہ کیا چیز تھی۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! خُدا کی قسم یہ میری قابلیت نہیں، اُس وقت یں نے دیکھا کہ ساریہ اور اُس کے ساتھی پہاڑ کے پاس جنگ کر رہے ہیں اور پہاڑ اُن کے سامنے اور اُن کے پیچھے ہیں۔ تو میں اِس پر قابو نہ رکھ سکا اور میں نے کہا: اَے ساریہ! پہاڑ کی طرف تو وہ پہاڑ کے ساتھ مل گئے۔

راوی نے کہا کہ چند دنوں کے پاس ساریہ کا قاصد خط لے کر آیا جس میں لکھا تھا ہم وگ جُمعۃ المبارک کے دن صبح کی نماز پڑھ کر کافروں سے جنگ کر رہے تھے جب جُمعہ کی نماز کا رقت ہوا اور سُورج سر پر آ گیا تو ہم نے دو مرتبہ الجبل الجبل کی آواز سُنی: تو ہم پہاڑ کے گوشے میں ہو گئے پھر ہم نے غضبناک ہو کر دشمنوں پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں شکست دے دی۔"

دریائے نیل کا خط سے جاری ہونا

روایت ہے کہ جب مِصر کو فتح کر لیا گیا تو وہاں کے لوگ حضرت عمرو بن العاص کے پاس آئے اور اُنہیں کہا یہ نیل ہر سال ایک کنواری لڑکی کی ضرورت محسوس کرتا ہے اگر اِس میں ڑکی کو نہ ڈالا جائے تو رواں نہیں ہوتا اور علاقہ قحط اور بربادی کا شکار ہو جاتا ہے۔ عمرو بن العاص نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور اس صُورت حال کے بارے میں پیغام بھجا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں نیل کے نام یک خط لکھا جس میں تحریر تھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''اللہ کے بندے عُمر بن خطاب کی طرف سے نیلِ مصر کی طرف''

اما بعد!

''اگر تُو ذاتی طور پر رواں تھا تو ہمیں تیری ضرورت نہیں اور اگر تُو اللہ کے حکم سے چلتا تھا تو اللہ کے نام سے جاری ہو جا۔''

اور حکم دیا کہ اِس خط کو نیل میں ڈال دیا جائے چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی تو اُس دریائے نیل سولہ ہاتھ یعنی چوبیس فٹ کی چوڑائی میں بہنے لگا اور پھر ہر سال اُس میں چھ ہاتھ کی چوڑائی کا اضافہ ہوتا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ کا خط نیل میں ڈالا گیا تو وہ جاری ہو گیا اور اُس کے بعد کبھی نہیں رُکا۔

اِن دونوں روایات کی تخریج ملاء نے اپنی ''سیرت'' میں کی ہے۔

جھولی پھیلائی تو بارش ہوگئی

خوات بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ زبردست قحط کا شکار ہو گئے، آپ نے لوگوں کو بارش طلب کرنے کے لئے نکلنے کا حکم دیا اور اُن کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی۔'' پھر اپنی چادر مبارک کے دائیں گوشے کو بائیں اور بائیں کو دائیں پر ڈال کر اپنے ہاتھوں میں جھولی بنا کر کھولا اور کہا: الٰہی ہم تُجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور تیری طرف متوجّہ ہیں ابھی لوگ وہاں سے ہٹے بھی نہ تھے کہ بارش ہونے لگی۔

خُدا کی آواز

اِس واقعہ کے سلسلہ میں آپ کی خدمت میں اعرابی حاضر ہوئے اور عرض کی: اے

میر المومنین ! ہم فلاں وقت اور فلاں دن اپنی وادی میں تھے تو بادل چھا گیا اور ہم نے اُس

میں سے یہ آواز سُنی اَے اَبا حفص! ہم نے تجھے بارش عطا فرمادی۔ اَے اَبا حفص! ہم نے

تُجھے بارش عطا فرمادی۔

مُبارک اَولاد کی پیش گوئی

راویت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات گشت کرتے ہوئے ایک عَورت

کے پاس تشریف لائے جو اپنی بیٹی کو کہہ رہی تھی۔

قومی اللبن یعنی دُودھ میں پانی ڈال دے۔

اُس کی بیٹی نے کہا ! میں یہ نہیں کروں گی کیونکہ امیر المومنین نے اِس سے منع

کرر کھا ہے۔

عورت نے کہا ! امیر المومنین یہ کہاں دیکھ رہے ہیں؟

بیٹی نے کہا ! امیر المومنین نہیں دیکھتے تو اُن کا رَب تو اسے دیکھ رہا ہے۔

جب صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت عاصم بن

عمر کو اُس مکان کا نقشہ بتا کر فرمایا وہاں ایک لڑکی ہے اگر اُس کی شادی نہ ہوئی ہو تو اُس سے

نکاح کرلے شاید اللہ تعالیٰ اُس سے نسمہ مبارک عطا فرمائے۔ پس حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ

عنہ نے اُس لڑکی سے شادی کر لی تو اُس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی جس سے عَبدالعزیز بن مروان

نے شادی کی تو اُس کے ہاں حضرت عمُر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

بِن دیکھے پہچان لیا

اسود بن قیس نے یمن میں دعوٰیٔ نبوّت کیا تو اَبو مُسلم خولانی سے اُس نے کہا ! گواہی

دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضرت ابو مُسلم نے یہ گواہی دینے سے انکار کر دیا تو اُس نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے

کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟

اُنہوں نے کہا ! ہاں

اسود بن قیس نے بہت بڑا الاؤ جلا کر، اُنہیں اُس میں ڈال دیا مگر آگ نے کوئی نقصان نہ پہنچایا،، بعد ازاں اسود نے اُنہیں علاقہ بدر کر دیا تو وہ مدینہ منوّرہ زاد اللہ شرفاً وتکریماً میں آ گئے جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا! یہ تُمہارے ساتھی ہیں جنہوں نے اسود کو جھوٹا قرار دیا تو اُس نے اِنہیں جلانے کے لئے آگ میں ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ نے اِنہیں آگ سے نجات عطا فرمادی جبکہ نہ تو لوگوں نے اِس واقعہ کو سُنا تھا اور نہ ہی حضرت عُمر نے اور نہ ہی لوگوں نے اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مُسلم بن خولانی کو کبھی دیکھا تھا۔

پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر مُسلم بن خولانی کو گلے لگایا اور رو کر فرمایا کیا آپ عبداللہ بن ثوب نہیں ہیں؟

اُنہوں نے فرمایا ! ہاں میں وہی ہوں۔"

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا!

"تمام تعریفیں اُس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے اُس وقت تک مُوت نہیں دی جب تک حضرت محمد مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت سے ایک ایسے شخص کی زیارت نہ کرا دی جو حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی شبیہہ ہے۔"

اِس روایت کی تخریج "فضائل عمر" میں کی گئی اور ابو حاتم نے دوسرے معنے کے ساتھ لفظ اوعب کے ساتھ اسے نقل کیا۔"

اعرابی کے دِل کا حال

روایت ہے کہ حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اعرابی کو پہاڑ سے اُترتے

دیکھ کر فرمایا اِس شخص کا بیٹا فوت ہو گیا تو اس نے اُس کے غم کو شعروں میں نظم کیا۔ اگر آپ لوگ چاہیں تو اِس سے وہ شعر سُن لیں پھر اِعرابی کو فرمایا ! تُو کہاں سے آیا ہے۔

اُس نے کہا ! پہاڑ کے اُوپر سے۔

آپ نے فرمایا ! تُو وہاں کیا کرتا ہے؟

اُس نے کہا ! جو مُجھے دیا گیا ہے دیتا ہوں ۔

آپ نے فرمایا ! تُجھے کیا ودیعت کیا گیا ہے؟

اُس نے کہا ! پہاڑ کی اس جانب میرا بیٹا فوت ہو گیا تھا،

آپ نے فرمایا ! ہم نے اِس میں تیرا مرثیہ سُنا ہے۔

اُس نے کہا ! اَے امیر المومنینؑ ! کیا آپ جانتے ہیں؟ خُدا کی قسم! میں نے کسی کو اس پر مُطلع نہیں کیا بلکہ اپنے آپ سے بات کی تھی،،

پھر اُس نے یہ شعر پڑھے:

یا غائباً ما یئوب منه سفره
عاجله موته علی صغره

یا قرة العین کنت لی أنساً
فی طول لیلی نعم وفی قصره

ما تقع العین حین ما وقعت
فی الحی منی إلا علی أثره

شربت کأساً أبوك شاربه
لا بد منه له علی کبره

یشربها والأنام کلهم من کا
ن فی بدوه وفی حضره

فالحمد لله لا شریك له
فی حکمه کان ذا وفی قدره

قدر موتاً علی العباد فما
یقدر خلق یزید فی عمره

اے غائب ہونے والے تو اپنے سفر کو آمادہ ہُوا تُجھے صغیر سنی میں عُجلت سے موت آ گئی۔

اَے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو چھوٹا ہو کر لمبی رات میں میرا مُونس تھا۔
میری زندگی کوئی واقعہ نہیں ہوا مگر جو ہوا اُس کے اُثر پر ہوا"
تیرے باپ کو بھی بڑھاپے میں لازماً مَوت کا پیالہ پینا ہے،
اور لوگوں میں سے ہر ایک کو سفر و حضر میں مَوت کا جام نوش کرنا ہے۔
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس کے حکم اور تقدیر میں اُس کا کوئی شریک نہیں۔
بندوں پر موت مقرّر ہے پس مخلوق اُس کی عُمر کو زیادہ کرنے میں قادر نہیں۔"

کہا کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سُن کر رونے لگے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک بھیگ گئی اور فرمایا ! اے اعرابی تو نے سچ کہا ہے۔

حضرت عُثمان کو شہید کر دیں گے

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت ہے کہ ایک روز حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح آہ کھینچی کہ ہمیں اُن کی روح پرواز کر جانے کا گُمان ہو گیا۔ میں نے کہا

خُدا کی قسم آپ ایسی آہ سوائے ہم وغم کے نہیں کھینچ سکتے؟

آپ نے فرمایا! غم! خُدا کی قسم شدید غم ہے کہ میں مقام خلافت کے لئے کسی کو نہیں پاتا ان سے حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عثمان، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر کیا گیا تو اُنہوں نے ان سب کا ایک دُوسرے سے عارضہ بیان کیا، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وہ اپنے قریبیوں سے تکلیف اُٹھائیں گے اگر میں نے اُنہیں خلیفہ بنا دیا تو وہ تمام بنی اُمیہ کو گورنر بنا دیں گے اور لوگوں کی گردنوں پر بنی اُبی معیط کو چڑھا دیں گے۔ خُدا کی قسم! اگر میں یہ کام کروں تو یہی ہوگا، خُدا کی قسم اگر یہ کام ہوا، خُدا کی قسم! اگر میں نے یہ کیا تو یہی ہوگا، خُدا کی قسم! یہ ہوا تو ایسا کریں گے۔

(خرجہ فی فضائلہ)

حضرت عیسیٰ کے وصی کا حضرت عُمر کو پیغام

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص جو کہ قادسیہ میں تھے کو گرامی نامہ تحریر فرمایا کہ حضرت نضلہ بن معاویہ اَنصاری کو عراق کے کاہنوں کی طرف جنگ کرنے کے لئے بھیج دیں۔ آپ کے حکم کے مُطابق حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت نضلہ کو تین سو سواروں کے ساتھ بھیج دیا تو اُنہوں نے اُن کے ڈیروں پر پہنچ کر اُن سے جنگ کی اور فتحیاب ہو کر اُنہیں قیدی بنالیا، پھر وہ مال غنیمت اور قیدیوں کو لیکر کاہنوں کے بازار میں آئے اور عصر کے آخری وقت میں نماز ادا کی۔ جب سُورج غرُوب ہونے کو آیا تو حضرت نضلہ مالِ غنیمت اور قیدیوں کو لے کر دامنِ کوہ میں تشریف لے آئے اور کھڑے ہو کر اذان دی۔"

حضرت نضلہ نے کہا! اللہ اکبر اللہ اکبر

تو پہاڑ سے جواب آیا اے نضلہ! کبرت کبیرا

اُنہوں نے کہا ! اشھدُ ان لا الہ الا اللہ

جواب آیا !اُے نضلہ یہ کلمہ اُخلاص ہے۔

اُنہوں نے کہا ! اشھدُ ان محمد رسول اللہ

جواب آیا ! اَے نضلہ! یہ وہ ہیں جن کی بشارت ہمیں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی تھی۔انہیں کی امّت پر قیامت قائم ہوگی۔''

حضرت نضلہ نے کہا ! حی علی الصلوٰۃ

جواب آیا !جواس کی طرف چلتا ہے اُس کے لئے طُوبیٰ ہے اور اس پر مداومت ہے۔

حضرت نضلہ نے کہا!حی علی الفلاح

جواب آیا !جس نے قبول کیا فلاح پائی۔''

حضرت نضلہ نے کہا ! اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ

جواب آیا اے نضلہ! یہ سب خالِص الاخلاص ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تیرے جسم کو آگ پر حرام کر دیا ہے۔

حضرت نضلہ اذان سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے کھڑے ہو کر جواب دینے والے کو کہا اللہ تجھ پر رحم فرمائے تُو کون ہے؟ تُو فرشتہ ہے یا جنّ ہے یا اللہ تعالیٰ کے بندوں سے ہے ہم نے تیری آواز کو سُنا تو تیری صُورت دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وفد ہے۔

راوی نے کہا کہ پہاڑ چکّی کی طرح پھَٹ گیا اور ایک شخص نمودار ہوا جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے اور اُس نے اُون کا بوسیدہ کمبل اوڑھ رکھا تھا'' اُس نے کہا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

لوگوں نے کہا ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ تجھ پر رحم فرمائے تُو کون ہے؟

اُس نے کہا ! اللہ تعالیٰ کے نیک بندے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی

زریت بن برثملہ ہوں۔ میں اِس پہاڑ میں سکونت پذیر ہوں اور میرے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لمبی عُمر کی دُعا فرمائی تھی یہاں تک کہ وہ آسمان سے نزُول فرمائیں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرا اسلام کہنا اور کہنا اے عمر! اس پر مضبوط رہے، یقیناً قیامت قریب ہے اور اُنہیں اُن خصائص کے بارے میں بتانا جو میں تمہیں بتارہا ہوں۔

اَے عمر! جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت کے یہ خصائص آپ پر ظاہر ہوں تو بھاگ جائیے اور وہ یہ ہیں کہ مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ استغناء حاصل کرے گی۔ اور لوگ اپنے آپ کو اپنے نسب کے علاوہ نسب سے منسوب کریں گے اور اپنے موالی کے علاوہ کی طرف منسوب ہونگے۔

اور اُن کے چھوٹوں بڑوں پر رحم نہیں کریں گے اور اُس معرفت کو چھوڑ دیں گے جس کا اُنہیں حکم نہیں دیا گیا اور اُس مُنکر کو چھوڑیں گے جس سے اُنہیں روکا گیا'' اُن کے عالم جلب زَر کے لئے علم حاصل کریں گے۔

بارش سیلاب لائے گی اور پیدائش ناتمام ہوگی'' مینار لمبے ہونگے، مصاحف کشادہ ہونگے، مساجد کی تزئین کی جائے گی نباتات ظاہر ہونگی، عمارتیں اُونچی بنائی جائیں گی، خواہشات کی اِتباع کی جائے گی، دُنیا کے ساتھ دین کو فروخت کیا جائے گا، قطع رحمی کی جائے گی، حکم بیچا جائے گا، سود کھائیں گے، اور گانا بجانا عام ہوگا، آدمی اپنے گھر سے نکل کر اُس کے پاس جائے گا جو اُس سے بہتر ہوگا۔ پس اُسے سلام کہیں گے، عورتیں گھوڑے کی زین پر سوار ہونگی پھر اُن سے غائب ہوگا تو اُسے نہیں دیکھیں گا۔

حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا اور اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں لکھا آپ اپنے مہاجرین وانصار ساتھیوں کو لے کر اُس پہاڑ پر جائیں اور اگر اُس شخص سے مُلاقات ہو تو اُسے میرا اسلام کہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار ہزار مہاجرین وانصار

کو لے کر اُس پہاڑ پر تشریف لائے اور وہاں چالیس روز قیام فرمایا اور نماز کے وقت اذان دیتے رہے مگر اُس شخص نے نہ جواب دیا اور نہ ہی بات کی۔"

بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسریٰ کے شہروں کی طرف لشکر بھیجا اور اُن پر حضرت سَعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنایا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا۔ جب یہ لوگ دجلہ کے کنارے پہنچے تو وہاں کشتی موجود نہ تھی۔

حضرت سَعد اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما آگے بڑھے اور فرمایا ! اَے دریا اگر تُو اللہ کے حکم سے جاری ہے تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حُرمت، اور آپ کے خلیفہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل کے صدقہ سے ہمیں راستہ دے دے تاکہ ہم تجھے عبور کر جائیں۔

پس اُن کا لشکر گھوڑوں اور اُونٹنیوں پر سوار ہو کر دریا کو عبور کر گیا اور میدان کی طرف چلا گیا۔"

تیرے گھر والے جل گئے

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اِعرابی سے پوچھا: تیرا نام کیا ہے؟

اُس نے کہا! جمرہ یعنی انگارہ،

فرمایا! تیرا باپ کون ہے ؟

کہا! شہاب یعنی شُعلہ،

فرمایا! تیرا قبیلہ کونسا ہے ؟

کہا ! حرقہ یعنی آگ۔

فرمایا ! کہاں رہتے ہو؟

کہا! حرہ میں،

فرمایا !کس حرہ میں؟

کہا ! لظی یعنی بھڑکنے والی آگ میں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! دیکھ تیرے گھر والے جل گئے پس وہ شخص تیزی سے گیا اور اُس نے ویسے ہی پایا جیسے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔

خُواب میں ملنے والی کھجور

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ اُنہوں نے خواب میں دیکھا گویا کہ وہ حضور نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء میں فجر کی نماز پڑھ رہے ہیں اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے محراب سے ٹیک لگا رکھی ہے، اسی اثناء میں ایک لڑکی آئی اور اُس نے کھجوروں کا تھال آپ کے سامنے پیش کیا، آپ نے اُس سے ایک کھجور اُٹھائی اور فرمایا اے علی! یہ کھجور لو گے؟

میں نے کہا ! ہاں یَارسول اللہ

آپ نے اپنا ہاتھ لمبا کیا اور کھجور میرے مُنہ میں ڈال دی، پھر آپ نے دُوسری کھجور اُٹھا کر مُجھے ایسے ہی فرمایا تو میں نے کہا ! ہاں پس آپ نے وہ کھجور بھی میرے مُنہ میں ڈال دی میں بیدار ہوا تو میرے دل میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اِشتیاق تھا اور منہ میں کھجور کی مٹھاس موجود تھی۔ پھر میں نے وضو کیا اور مسجد میں جا کر حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ محراب کی طرف ہوا تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محراب سے ٹیک لگا رکھی تھی۔

میں نے چاہا کہ اپنا خواب بیان کروں مگر اِس سے پہلے ایک عورت آئی اور مسجد کے دروازہ پر ٹھہر گئی اُس کے پاس تازہ کھجوروں کا تھال تھا جو اُس نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے ایک کھجور اُٹھا کر کہا !

یا علی ! کیا آپ اسے کھائیں گے؟

میں نے کہا ! ہاں

اُنہوں نے میرے مُنہ میں کھجور ڈال دی۔

اُنہوں نے دُوسری کھجور اُٹھا کر پہلے کی طرح کہا، تو میں نے کہا! ہاں پس اُنہوں نے ایسے ہی دُوسری کھجور بھی میرے مُنہ میں ڈال دی پھر باقی کھجوریں دائیں بائیں بیٹھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ میں تقسیم کر دیں۔

میری خواہش تھی کہ مُجھے اور بھی کھجوریں ملتیں تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اَے بھائی! اگر رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو زیادہ کھجوریں دی ہوتیں تو میں بھی زیادہ کر دیتا۔

میں نے حیران ہو کر کہا ! جو میں نے خواب میں دیکھا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی اطلاع اُنہیں دے دی ہے۔ پس اُنہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا! یا علی مومن اللہ کے نُور سے دیکھتا ہے۔

میں نے کہا! اَے امیر المومنین آپ نے سچ کہا، میں نے وہاں ایسے ہی دیکھا تھا اور آپ کی دی ہوئی کھجوروں کی بھی وہی لذّت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس سے عطا کردہ کھجوروں کی تھی۔

اَذان کے اَلفاظ کیسے آئے؟

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں کو جمع فرماتے تو ناقوس بجایا جاتا اور آپ موافقتِ نصاریٰ کی وجہ سے ناپسند فرماتے۔ میں خواب میں ایک شخص کے پاس گیا جس نے سبز چادر پہن رکھی تھی اور ہاتھوں میں ناقوس اُٹھا رکھا تھا۔

میں نے اُسے کہا اَے خدا کے بندے! ناقوس بیچو گے؟

اُس نے کہا ! اِس کا کیا کرو گے؟

میں نے کہا !اس کے ساتھ نماز کی طرف بُلاؤں گا۔

اُس نے کہا ! میں تجھے اس سے بہتر چیز بتاؤں؟

میں نے کہا ! ہاں

اُس نے کہا ! کہو! اللہ اکبر ! اللہ اکبر'' اور پھر آخر تک اذان سُنادی اور اُس میں کلمہ شہادت کو لوٹایا نہیں گیا تھا۔

پھر اُس نے کہا! جب نماز کے لئے کھڑے ہوں تو کہو! اللہ اکبر اللہ اکبر پھر تمام اقامت دُہرادی۔ جب صبح ہوئی تو میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوااور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا بیان کر دیا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تیرا خواب سچّا کرے گا۔ پس بلال کے ساتھ کھڑا ہو جا اور جو تُو نے دیکھا ہے اُسے وہ تیری آواز پر آواز دے گا۔ مَیں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کھڑا ہو کر اُنہیں بتایا اور اُنہوں نے اذان کہی۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے گھر میں سُنا تو وہ چادر سمیٹتے ہُوئے نکلے اور کہا! قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا بیشک میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے لئے تعریف ہے۔ احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن اسحاق نے یہ روایت نقل کی اور ترمذی نے کہا حسن صحیح ہے۔

حُسنِ نظر اور دُرست رائے

پیش ازیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں جو احادیث موافقت میں بیان ہوئیں وہ اس پر دلیل اعظم ہیں، اور پہلے اُن کے علم کے باب میں اُن کے علم ورائے کا جو اِمتزاج پیش کیا گیا وہ اس کی طرف مُستند اور دونوں کو متضمّن ہے۔

اُنگلیوں سے پانی کے چشمے

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری سے روایت ہے کہ مُجھ سے میرے باپ نے حدیث بیان کی کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ تھے کہ لوگوں کے پاس کھانا ختم ہوگیا بعض لوگوں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اپنی سواریوں کو ذبح کرنے کی اجازت طلب کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُنہیں اجازت دینے کے بارے میں سوچا تو حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! یارسول اللہ کیا آپ کی رَائے ہے کہ جب ہم اپنی سواروں کو ذِبح کر کے کَل اپنے دُشمن سے ملیں گے تو ہم لوگ بُھوکے ہونگے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! اَے عمر تیری کیا رائے ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میری رائے ہے کہ لوگوں کے پاس باقی ماندہ زادراہ کو جمع کرلیا جائے پھر اُس میں آپ برکت کی دُعا فرِمائیں تو اِنشاء اللہ تعالیٰ آپ کی دُعا سے اللہ عزَّ وجل عنقریب کھانا عطا فرمائے گا۔

راوی نے کہا! اس بات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر جیسے پردہ کُھل گیا آپ نے کپڑا منگوا کر اُسے کھولنے کا حکم فرمایا۔ پھر لوگوں کو بُلا کر فرمایا! کسی کے پاس جو بھی باقی ماندہ زادِراہ ہے وہ لے آئے۔

لوگوں نے خُوردونوش کا باقی ماندہ سامان جمع کرنا شروع کر دیا جس میں کوئی ایک پیالہ میں اور کوئی ایک مُٹھّی میں کھانا لایا اُن میں سے بعض لوگ چھوٹے انڈے کی مقدار کھانا لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُس کپڑے پر یہ سامان اکٹھا کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر آپ نے اُس میں برکت کی دُعا فرمائی اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کلام کیا پھر لشکر کو آواز دے کر حکم فرمایا! کھاؤ اور اپنے برتنوں کو خُوب بھر لو، پھر آپ نے آفتابہ منگوا کر سامنے رکھا اور اُس میں قدرے پانی ڈال کر ڈھانک دیا اور اُس میں برکت کی دُعا فرمائی اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کلام فرمایا اور

اُس میں اپنی ہتھیلی مبارک ڈال دی۔

خُدا کی قسم ! میں نے دیکھا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انگشتانِ مُبارک سے پانی کے چشمے پُھوٹ نکلے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں کو پانی پینے اور برتن بھر لینے کا حکم فرمایا۔ پھر آپ مُسکرائے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں مبارک ظاہر ہو گئیں، پھر فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ یہ پانی جس کے بھی نصیب فرمائے گا اُسے جنّت میں داخل کرے گا۔ اِس روایت کی صحت پر اتفاق ہے۔ اور اس سیاق سے تمام رازی نے اسے ''فوائد'' میں نقل کیا۔

طاعُون کی وباء اور فارُوقِ اعظم

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف تشریف لے گئے اور وادیٔ تبوک کے قریب قریہ سرغ میں حضرت ابُو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکروں کے اُمراء اور اُن کے ساتھیوں سے مُلاقات کی کیونکہ اُنہیں شام میں وباء پھیلنے کی اطلاع ملی تھی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: حضرت عُمر فاروق نے مجھے فرمایا کہ میرے پاس مہاجرین اوّلین کو بُلائیں پس اُنہیں بُلا کر اُن سے مشورہ کیا اور شام میں واقع ہونے والی وباء کے بارے میں بتایا تو اُن کا آپس میں اختلاف ہوگیا۔

بعض نے کہا کہ آپ اس اَمر کے لئے نکلیں اگر دیکھیں تو وہاں سے لوٹ آئیں اور بعض نے کہا آپ کے ساتھ بقیہ سلف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب ہونگے۔ بیشک اُن کے آنے پر آپ اُس وباء کو نہ دیکھیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! آپ لوگ میرے پاس سے اُٹھ جائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: پھر آپ نے مُجھے انصار کو بُلانے کے لئے فرمایا اور اُنہیں بُلا کر اُن سے مشورہ کیا اور وہ لوگ جو مہاجرین کے راستہ پر چلے اور اُن میں بھی اُن کی طرح اختلاف ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! آپ لوگ میرے پاس سے اُٹھ جائیں۔

پھر مُجھے فرمایا! مہاجرین فتح سے قریش کے بزرگوں کو میرے پاس بُلالیں پس اُنہیں بُلایا گیا تو اُن میں سے اس پر دو اشخاص نے بھی اختلاف نہ کیا اور کہا لوگوں کے ساتھ واپس جائیں اور وہ اس وباء کی طرف نہ آئیں۔

تقدیر سے تقدیر کی طرف

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں میں منادی کرادی کہ میں صبح کو سواری کروں گا۔لوگ صبح کو آپ کے پاس آئے تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کیا آپ اللہ کی تقدیر سے فرار کریں گے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابو عبیدہ! اگر آپ کے علاوہ یہ کہے اور عمر اُس کے خلاف کو ناپسند کرے ہاں میں اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف فرار کرتا ہوں۔

کیا آپ نے دیکھا کہ اگر آپ کے پاس اُونٹ ہو اور وہ دو دشمن وادیوں میں اُترے اُن میں سے ایک سرسبز اور شاداب ہو اور دوسری خشک ہو کیا یہ نہیں کہ اُس کا سرسبز اور شاداب وادی میں چرنا اللہ کی تقدیر کے ساتھ ہے اور خشک وادی میں چرنا اللہ کی تقدیر کے ساتھ ہے۔

کہا کہ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پوشیدہ ضرورت کے لئے اُن کے پاس تشریف لے آئے تو کہا مُجھے اس امر کے بارے میں علم ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ جب تم کسی علاقہ کے بارے میں وباء پھوٹنے کے بارے میں سُنو تو اُدھر نہ جاؤ، اور اگر تم اُس جگہ پر ہو جہاں وباء واقع ہوئی ہے وہاں سے بھاگنے کی کوشش نہ کرو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور وہاں سے واپس لوٹ آئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے سفر جاری رکھا یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے پس فرمایا کہ یہ مقام اور یہ منزل انشاء اللہ تعالیٰ۔

(بخاری، مسلم)

لوگ توکّل کرلیں گے

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے قبیلے کے ایک فرد کے ساتھ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

بشارت ہو اور اُن کو بشارت ہو جو تمہارے پیچھے ہیں۔ بیشک جو لا الہ الا اللہ کی صداقت سے گواہی دے گا وہ جنّت میں داخل ہوگا۔

ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باگاہِ اقدس سے آکر لوگوں کو یہ بشارت دی اور ہماری مُلاقات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوگئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! لوگ اس پر توکّل کرلیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاموش رہے۔"

اِس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی۔

جنّت کی بشارت دُوسری روایت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے اپنی نعلین مبارک دے کر فرمایا! جاؤ اس دیوار کے پیچھے لا الہ الا اللہ کی گواہی دے گا اور اُس کے دل میں اس کا تیقن ہے تو اُسے جنت کی

خوشخبری ہے۔

میں آپ کی بارگاہ سے آیا تو سب سے پہلے میری مُلاقات حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی، اُنہوں نے پوچھا: اے ابا ہریرہ! یہ کس کی نعلین ہے؟

میں نے کہا ! یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نعلین مُبارک ہے۔ آپ نے مجھے ان کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ یقین قلب سے لا الہ الا اللہ کی گواہی دینے والے کو جنّت کی بشارت دوں۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری چھاتی پر اپنے ہاتھ کی ضرب لگائی تو میں پُشت کے بل گر گیا پھر اُنہوں نے مجھے کہا اے اُبا ہریرہ! واپس جا۔ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور روتے ہوئے فریاد کی۔

پس میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے عُمر ملے تو میں نے اُنہیں اُس بات کی خبر دی جس بات کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مُجھے بھیجا تھا اس پر اُنہوں نے میری چھاتی پر ضرب لگا کر گرا دیا اور کہا واپس جا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: اے عمر! تو نے یہ کیسا کام کیا ہے ؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ نے ابو ہریرہ کو نعلین مبارک دے کر بھیجا تھا کہ جس کے دل میں یقین ہو اور وہ لَااِلٰہَ اِلّا اللہ کی گواہی دے تو اُسے جنّت کی بشارت ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ! ہاں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! میں یہ کام نہ کرتا مگر میں ڈرا کہ لوگ اس پر متوکل ہو جائیں گے اور عمل کو چھوڑ بیٹھیں گے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! خواہ وہ چھوڑ دیں۔“

اس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل اور امام مُسلم نے کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اقرار حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اور اجتہاد کے درست ہونے پر دلیل ہے۔

حضرت ابی رمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور رسالتمآب کے ساتھ نماز ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک شخص تھا جو نماز کی تکبیرِ اُولیٰ کی شہادت دیتا تھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز پڑھی اور سلام پھیرا تو وہ شخص کھڑا ہو گیا جس کے ساتھ تکبیرِ اولیٰ کے وقت حاضر تھا پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کی طرف ہوئے اور اس کو گردن سے پکڑ کر بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ اور فرمایا! بیشک اہلِ کتاب ہلاک نہیں ہونگے مگر یہ کہ اپنی نمازوں میں فاصلہ نہ رکھیں گے۔"

پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چشمانِ مُبارک اُٹھا کر فرمایا اے ابنِ خطاب! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیرے ساتھ دوستی رکھی ہے۔

اس روایت کی تخریج ابوداؤد نے کی ہے۔"

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کی بات

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اُنہیں حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا !تو فیصلے کیوں نہیں کرتا جبکہ تیرے والدِ گرامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں فیصلے کیا کرتے تھے؟

مَیں نے کہا ! نہ میں اپنے باپ جیسا ہوں اور نہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسے ہیں، جب میرے باپ کو مُشکل فیصلہ دَرپیش ہوتا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھ لیتے اور جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مشکل آتی تو آپ جبریل علیہ السلام سے پوچھ لیتے اور مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص جہالت یا تکلف سے فیصلہ کرتا ہے اور جو عمداً خوفزدہ ہو کر فیصلہ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے کفر کی

حالت میں ملے گا۔ اور جو فِقہ اور اِجتہاد کی نیت سے فیصلہ کرتا ہے تو اُس کے لئے یہ کُفر نہیں

اور نہ وہ اس پر ہے۔

حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! مُجھے وہ پسند نہیں جو ہمارے فیصلوں کی

بات کرتا ہے اور ہم پر فساد ڈالتا ہے۔"

اِس روایت کی تخریج ابو بکر ہاشمی نے کی ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ اور قُرآن کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حُر بن قیس بن حصن ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے چچا عینیہ بن حصن کے لئے مُلاقات کی اجازت طلب کی

اُنہیں اجازت دی گئی تو اُنہوں نے حاضرِ خدمت ہو کر کہا: اے ابن خطاب ! خُدا کی قسم !

ہمیں حصّہ دیا گیا ہے اور نہ ہمارے درمیان عدل کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سُن کر ناراض اور غمزدہ ہو گئے تو حُر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے عرض کی: اے امیر المومنین ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہ ارشاد فرمایا:

خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِيۡنَ

درگزر کو پکڑ اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے اعراض کر۔

(سورۃ الاعراف آیت ۹۹

اور یہ شخص عینیہ بن حصن جاہلوں میں سے ہے، خُدا کی قسم ! حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے اُس سے درگزر نہ کی تھی یہاں تک کہ اُن پر قُرآن کی آیت تلاوت کی گئی اور وہ کتاب

اللہ کے نزدیک ٹھہر جاتے تھے۔

اس کی تخریج بخاری نے کی۔"

باپ کی قسم نہ کھاؤ

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں اپنے باپ کی قسم کھاتا تھا تو نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ! بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع کر دیا ہے۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! مَیں اس قسم کا ذکر کرتا ہوں مگر قسم کھاتا نہیں ہوں۔"

(بخاری ومسلم)

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے خَلیفہ کیوں نہ بنائے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلیفہ بنانے کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا ! اگر میں خلیفہ بناؤں تو مجھ سے بہتر شخص یعنی حضرت ابوبکر نے خلیفہ بنایا تھا اور اگر تم پر چھوڑ دوں تو مُجھ سے بہتر شخصیت رسول اللہ نے تم پر چھوڑ دیا تھا، پس میں نے جان لیا کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تذکرہ خلیفہ نہ بنانے کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

(بخاری، مسلم)

حجرِ اَسود کو کیوں چُومتا ہُوں؟ پہلی روایت

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیکر فرمایا ! واللہ ! میں جانتا ہوں کہ تُو ایک پتّھر ہے اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تُمہیں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو مَیں تمہیں نہ چومتا۔"

(بخاری، مسلم)

دُوسری روایت

نسائی نے کہا کہ آپ نے حجرِ اسود کو تین بار چوما، اور بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ

نے فرمایا ! تُو نہ نفع دیتا ہے اور نہ نقصان دیتا ہے اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کو نہ دیکھا ہوتا کہ آپ نے تجھے چُوما ہے تو مَیں تجھے نہ چُومتا۔''

پھر فرمایا! ہمارے لئے رمل نہیں اور بے شک ہم مُشرکین کو رمل کرتے دیکھتے یعنی
طواف میں فخریہ چلتے دیکھتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُنہیں ہلاک کر دیتا، پھر کہا! جو عمل رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا ہے اُسے چھوڑنا مجھے پسند نہیں۔

تیسری روایت

ابن غفلہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجرِ اسود کو بوسہ دے
کر فرمایا! میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تُجھے عزّت دی ہے اور آپ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تیرے ساتھ عزّتوں کو جمع کیا ہے۔''

چوتھی روایت

یعلیٰ بن اُمیہ سے روایت ہے کہ مَیں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کعبہ شریف
کا طواف کر رہا تھا اور تمام ارکانِ کعبہ کو بوسہ دیا تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا
تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بیتُ اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے؟

مَیں نے کہا ! ہاں

اُنہوں نے کہا! کیا تُو نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو حجرِ اسود کو چُومتے دیکھا ہے؟

مَیں نے کہا! نہیں،

فرمایا ! تو کیا تیرے لئے آپ کی یہ سُنت نہیں یعنی تو اِس پر عمل نہیں کرے گا ؟

مَیں نے کہا! ہاں کیوں نہیں۔''

اس روایت کی تخریج حسین القطان نے کی ہے۔

پانچویں روایت

حضرت ابن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ احرام باندھتے تو کہتے

"لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرِ فِي يَدَيْكَ وَالرَّغْبِي إِلَيْكَ

ترجمہ! حاضر ہوں الٰہی حاضر ہوں، حاضر ہوں تیرا شریک نہیں ہے بیشک حمد و نعمت اور ملک تیرے لئے ہے، تو لاشریک ہے، لبیّک وسعدیک اور تیرے ہاتھوں میں خیر ہے اور میرا عمل تیری طرف راغب ہے۔

حضرت عُمر اور سُنّتِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت شرجیل بن سمط سے روایت ہے کہ مَیں نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالحلیفہ کے مقام پر دو رکعت نماز پڑھتے دیکھ کر اُن سے پوچھا تو اُنہوں نے فرمایا! میں نے وہی کام کیا ہے جو میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا۔

نرم لباس کیسے پہنوں

حضرت مصعب بن سعید سے روایت ہے کہ اُم المُومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اَے اَمیر المومنین ! اگر آپ اپنے اس لباس سے نرم لباس پہنیں اور جو کھانا آپ کھاتے ہیں اُس سے اچھا کھانا کھائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ اِس سے وسیع رزق اور روٹی عطا فرمانے والا ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! مَیں تیرے سوال کے بارے میں تجھ ہی سے

پوچھتا ہوں: کیا تجھے یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشکلات میں زندگی بسر کی،

اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب بھی اس واقعہ کو بیان کرتیں تو رونے لگتی تھیں۔ پھر فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کی تلخیوں میں شریک نہیں ہوسکتے جبکہ ہم دونوں کی زندگی میں آسانی ہے۔

پہلوں کا طریقہ اپناؤں گا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حَفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا: اے بیٹی! تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کیسی دیکھی ہے؟

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! خُدا کی قسم! مہینہ مہینہ گزر جاتا کہ آپ کے گھر میں نہ چراغ جلتا اور نہ چُولہا گرم ہوتا، آپ کے پاس ایک کمبل ہوتا جسے آپ اوڑھ بھی لیتے اور بچھونا بھی بنا لیتے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اُن کے ساتھی کی زندگی کیسی گزری ؟

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ! آپ ہی کی طرح۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! آپ تیسرے ساتھی کے بارے میں کیا کہتی ہیں۔ کیا دو ایک طریقہ پر چلیں اور تیسرا اُن دونوں کی مخالفت کر کے اُن کے ساتھ مل سکے گا ؟

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ! نہیں۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا !میں تین کا تیسرا ہوں اور ہمیشہ اُن دونوں کے طریقہ پر چلوں گا یہاں تک کہ اُن دونوں سے جا ملوں۔"

پرنالے کو وہیں لگائیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پرنالہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راستے پر تھا، حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جمعۃ المبارک کے دن کپڑے پہن کر آئے تو اُن پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پرنالے سے خُون ملے پانی کے چھینٹے پڑے کیونکہ حضرت عباس نے چھت پر دو پرندے ذبح کیے تھے، حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس پرنالے کو اُکھاڑنے کا حکم دیا اور واپس آ کر لباس تبدیل کیا اور جا کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔

بعد ازاں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ وہ مقام تھا جہاں حضور رسالتماٰب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خُود پرنالہ نصب فرمایا ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میری پُشت پر سوار ہو کر اِس پرنالے کو وہیں پر نصب فرمائیں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نصب فرمایا تھا۔ چُنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی کیا۔"

اِس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی ہے۔

مَیں حضُور کے طریق پر چلوں گا

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ میرے پاس اندھی اُونٹنی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! اہلِ بیتِ رسول کو دے دو تاکہ وہ اس سے فائدہ اُٹھائیں۔

میں نے کہا ! اُس کی آنکھیں نہیں ہیں؟

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اُس اُونٹ کے پیچھے باندھ دینا۔

مَیں نے کہا ! وہ زمین سے کیسے کھائے گی؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! کیا جزیہ بہتر ہے یا صدقہ؟

مَیں نے کہا! بلکہ جزیہ بہتر ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! واللہ تم چاہتے ہو کہ اُسے کھا لیا جائے پھر آپ

سے اُسے منگوا کر اُسے ذبح کیا، کہا کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نو پیالے تھے جن میں وہ پھل اور عمدہ چیزیں ازواجِ مُطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے اور ان میں سے آخری پیالہ اپنی بیٹی اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھیجتے جس میں کچھ چیزیں کم ہوتیں۔''

پس آپ نے ذبیحہ اونٹنی کا گوشت پیالوں میں ڈالا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مُطّہرات کی خدمت میں بھیج دیا، بعد ازاں آپ نے باقی ماندہ گوشت تیار کیا اور مہاجرین اور اُنصار کو دعوت پر بُلا بھیجا۔ حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا! اَے امیر المومنین اگر آپ آج ہی کی طرح گوشت تیار کروایا کریں تو کیا ہی اچھّا ہو کیونکہ بہت سے بُھوکے لوگ اپنی بھُوک کو آپ پر اور آپ کے ساتھی پر ظاہر نہیں کرتے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! مَیں پھر کبھی ایسا نہیں کروں گا اور اُسی راستے پر چلوں گا جس پر میرے دونوں ساتھی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلا کرتے تھے اور وہی عمل کروں گا جو وہ دونوں کرتے تھے۔ بیشک مَیں اگر وہ عمل کروں جو وہ نہ کرتے تھے تو یہ اُن کے طریق کے خلاف ہوگا۔''

(خرجہ قلعی)

قمیص کیسے کاٹتے تھے

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہُما سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نئی قمیص پہن کر چھُری منگوائی اور فرمایا اَے بیٹے اس قمیص کو کھینچ کر اپنے ہاتھ کی اُنگلیوں سے پیمائش کر اور پھر کاٹ دے۔

حضرت ابنِ عُمر کہتے ہیں: میں نے قمیص کو کاٹا تو اُس میں کمی بیشی ہوگئی۔ میں نے کہا ابّا جان! اگر آپ اُسے قینچی سے کاٹتے تو برابر رہتی۔

آپ نے فرمایا! اَے میرے بیٹے اسے چھوڑ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

کو ایسا کرتے دیکھا تھا تو وہی کیا ہے۔ کہا کہ آپ ہمیشہ قمیص کو ایسے ہی کاٹتے اور کبھی کبھی قمیص کے دھاگے آپ کے پاؤں پر پڑا کرتے۔

اِس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی ''سیرت'' میں کی۔

کعبے کے مال کی تقسیم

حضرت ابنِ وائل شقیق بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں کعبہ شریف میں شیبہ کے ساتھ کُرسی پر بیٹھا ہُوا تھا اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مجلس میں تشریف فرما تھے اُنہوں نے فرمایا کہ میں سونے چاندی کو اس میں نہیں رکھوں گا مگر اُسے تقسیم کر دوں گا۔

مَیں نے کہا ! آپ کے دونوں صاحبوں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا نہیں کیا؟

آپ نے فرمایا ! میں اُن دونوں کی اِقتداء کرتا ہوں۔

اور اس میں یہ جُملہ ہے کہ مَیں سونے چاندی کو اس میں نہیں رکھوں گا مگر مُسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دوں گا۔''

مَیں نے کہا ! آپ اَیسا نہیں کریں گے؟

آپ نے فرمایا ! نہیں۔

مَیں نے کہا ! آپ کے دونوں ساتھیوں نے اَیسا نہیں کیا؟

آپ نے فرمایا! میں اُن دونوں کی اِقتداء کرتا ہوں۔''

(بخاری، مسلم)

اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ لفظ ہے کہ میں یہاں سے نہیں نِکلوں گا یہاں تک کہ کعبے کا مال فقیروں میں تقسیم کر دوں۔''

آپ نے کہا ! آپ یہ نہیں کریں گے یعنی کعبے میں مال نہیں رہنے دیں گے؟

آپ نے فرمایا ! نہیں

مَیں نے کہا ! کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس مال کو کعبے میں اس جگہ پر دیکھا ہے اور اُن دونوں کو اس کی ضُرورت تھی مگر اُنہوں نے نہیں نکالا۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سُنا تو کھڑے ہو گئے اور کعبے شریف سے تشریف لے گئے۔

جُمعۃ المُبارک کے دِن غُسل کرنا

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعۃ المبارک کے دن ہمارے دَرمیان کھڑے ہو کر خُطبہ ارشاد فرما رہے تھے اچانک مہاجرین اوّلین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک صحابی تشریف لائے تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں فرمایا کہ یہ کونسا وقت ہے؟

اُنہوں نے فرمایا ! مَیں آج مصروف تھا اور ابھی اپنے اہل خانہ کی طرف بھی نہیں گیا تھا کہ اذان کی آواز سُن کر صرف وضو کر کے آ گیا ہوں۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! وضو بھی ٹھیک ہے مگر میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس روز غسل کا حکم فرمایا ہے۔

(بخاری)

ملے تو لے لو نہ ملے تو چھوڑ دو

حضرت سائب بن زَید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابنِ سعدی کو فرمایا ! آپ کے پاس کیا مال ہے؟

ابنِ سعدی نے فرمایا ! دو گھوڑے دو غُلام، اور دو خچریں اور ان کے ساتھ مَیں جہاد میں شرکت کرتا ہوں اور ان سے ہی کھیتی باڑی کر کے روزی کھاتا ہوں۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں ایک ہزار دینار دے کر فرمایا! آپ انہیں اُٹھالیں اور اپنے مَصرف میں لائیں۔

ابنِ سعدی نے فرمایا اے اَمیر المومنین! مجُھے ان کی ضرورت نہیں عنقریب آپ کو ایک ایسا شخص مل جائے گا جو مجُھ سے زیادہ ضرورت مند ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! بلکہ آپ اُٹھالیں جس طرح میں نے آپ کو بُلایا ہے ایسے ہی حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مُجھے بُلا کر فرمایا تھا اور میں نے ایسے ہی آپ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا اَے عُمر! تیرے پاس کسی دُوسرے کا رزق نہیں آیا تیری ذات اس کی طرف مائل نہ تھی اور نہ ہی تو نے اس کا سوال کیا ہے پس لے لے اور خرچ کر اگر تو اس سے مُستغنی ہے تو اسے صدقہ کر دے اور جو تیرے پاس نہیں آتا اُسے چھوڑ دے"۔

اِس روایت کی تخریج ابن سباق حافظ سلفی نے کی۔

اپنے بیٹے پر حضرت اُسامہ کو فضیلت دینا

حضرت اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فضیلت دیتے، لوگوں نے یہ بات حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سمجھائی تو اُنہوں نے اس بارے میں اپنے والدِ گرامی کی خدمت میں عرض کی کہ آپ مجھ پر ایسے شخص کو فضیلت دیتے ہیں جو مجُھ سے افضل نہیں" آپ نے اس کی تنخواہ دو ہزار اور میری پندرہ سو مقرّر کی ہے اور مجھے کسی چیز پر سبقت نہیں دیتے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں نے یہ اِس لئے کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زید کو عمر سے زیادہ محبوب رکھتے تھے اور آپ کے نزدیک اُسامہ عبداللہ سے زیادہ محبوب تھے۔

(خرجہ قلعی)

حسنین کریمین نگاہِ فاروق میں

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عُمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کے ہاتھوں پر مدائن کو فتح فرمایا۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں کپڑا بچھوا کر مالِ غنیمت جمع کرنے کا حکم فرمایا۔"

جب اس کام سے فارغ ہوئے تو حضرت اِمام حسن علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا! مُرحبا ! خوش آمدید،

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ! اَے امیر المومنین ! ہمارا حق وظیفہ دے دیں۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ آپ کی خِدمت میں ایک ہزار درہم پیش کر دیئے جائیں۔"

پھر حضرت امام حُسین علیہ السلام تشریف لائے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! خُوش آمدید۔ اِمام عالی مقام نے فرمایا اے اُمیر المومنین ! غنیمت سے ہمارا حق دے دیں۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ آپ کی خدمت میں ایک ہزار دینار پیش کر دیئے جائیں۔

پھر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا! خُوش آمدید

حضرت ابن عمر نے عرض کی اَے اُمیر المومنین ! غنیمت سے میرا حق عطا فرمائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! اِسے پانچ سو درہم دے دیئے جائیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی : اَے امیر المومنین ! میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں مضبوط مَرد تھا اور تلوار چلایا کرتا تھا جبکہ حضرات حسنین کریمین مدینہ منّورہ کے نوجوانوں میں دو چھوٹے بچّے تھے۔ آپ نے اُنہیں ایک ایک ہزار درہم دیا ہے اور مجھے پانچ سو درہم عطا کیئے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! جا کر میرے پاس اَیسا باپ لا جو اُن دونوں کے باپ جیسا ہو اور ایسی ماں لا جا اُن دونوں کی ماں جیسی ہو اور ایسا نانا لا جو اُن کے نانا جیسا ہو اور ایسی نانی لا جو اُن کی نانی جیسی ہو اور اَیسا چچا لا جو اُن کے چچا جیسا ہو اور ایسا ماموں لا جو اُن کے ماموں جیسا ہو۔ یقیناً تُو نہیں لا سکے گا۔

اُن دونوں کے والدِ گرامی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔

اُن دونوں کی والدہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔

اُن دونوں کے نانا حضورِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

اُن دونوں کی نانی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

اُن دونوں کے چچا حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اُن کے ماموں حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

اُن کی خالائیں حضرت رقیہ اور حضرت اُمّ کلثوم سلام اللہ علیہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادیاں ہیں۔

یہ روایت ابن سمان نے ''الموافق'' میں نقل کی اور جو اس ذکر کے ساتھ ملحق ہے۔

بنی ہاشم سے حُسنِ سلوک

زہری سے روایت ہے کہ جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس عراق کا مال یا خمس آتا تو بنی ہاشم کا کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی شادی نہ ہوئی ہو اور جس کے پاس خادم نہ ہو۔''
(خرجہ ابن البختری)

حسنَین کریمین سے محبّت

حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہما السلام سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یمن کے حُلّے آئے تو اُنہوں نے وہ مہاجرین و انصار کے درمیان

تقسیم کردیئے اور اُن میں سے اِمامین کریمین حضرات حسنین علیہ السّلام کے لئے کوئی چیز نہ بچی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن کے گورنر کو خط لکھا کہ ان دونوں حضرات کی شان کے لائق حُلّے بھیج۔ گورنر نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حُلّے بھیج دیئے تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں حضرات کو پہنا کر فرمایا! مُجھے لوگوں کو حُلّے پہنے دیکھ کر اُس وقت تک خوشی نہیں ہوئی جب تک آپ دونوں نے نہیں پہن لئے۔

آپ کے باپ کا مِنبر ہے

حضرت اِمام حُسین بن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے کہ میں نے مِنبر پر چڑھتے ہوئے کہا! میرے باپ کے مِنبر سے اُتر جائیں اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جائیں۔

اُنہوں نے فرمایا! میرے باپ کا منبر نہیں اور مُجھے پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھالیا اور میں کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے لگا پھر وہ مِنبر سے اُترے اور میرے ساتھ اپنے گھر کی طرف جاتے ہوئے فرمایا! آپ کو یہ بات کس نے سِکھائی تھی؟ میں نے کہا !واللہ مُجھے کسی نے نہیں سکھائی۔

پس ایک دن میں اُن کے ہاں گیا تو وہ معاویہؓ کے ساتھ تخَلیہ میں تھے اور ابنِ عمر دروازے پر تھے۔ ابنِ عُمر واپس آئے تو میں بھی اُن کے ساتھ واپس آ گیا، پھر ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری مُلاقات ہوئی تو اُنہوں نے فرمایا! آپ نظر نہیں آتے۔

میں نے کہا اے اُمیر المومنین ! میں ایک روز آیا تھا آپ معاویہؓ کے ساتھ تخلیہ میں تھے اور ابن عمر دروزے پر تھے پس وہ واپس ہوئے تو میں بھی اُن کے ساتھ واپس آ گیا۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! آپ اجازت کے لئے ابنِ عُمر سے زیادہ حقدار ہیں۔ ہمارے سروں پر جو اُگتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے پھر آپ کے لئے ہے۔

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے اور جواہری نے کی۔"

الصفوۃ میں ہے: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیّت فرمائی ہوئی تھی کہ
ہیں اونی جبہ میں کفن دیا جائے جس میں آپ نے بدر کے روز مشرکین کا مقابلہ کیا تھا تو آپ
نے فرمایا: میں نے اس کو اسی مقصد کے لیے محفوظ رکھا تھا تو اسی میں انہیں کفن دیا گیا۔ اس کو
ضائلی اور قلعی نے بیان کیا ہے۔

ابن قتیبہ نے کہا: آپ عشرہ مبشرہ میں سے سب سے آخر میں وصال فرمانے والے
یں اور فضائلی نے کہا: آپ مہاجرین میں سے سب سے آخر میں وصال فرمانے والے ہیں۔

واقدی نے کہا: اور یہ ۵۵ ہجری کا واقعہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۵۴ ہجری کا ہے
ور ۵۸ ہجری کا قول بھی بیان کیا گیا ہے اس کو ابو عمر نے حکایت کیا ہے اور آپ کی عمر مبارک
ساٹھ سال سے زائد تھی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ستر سال سے زائد تھی اور ایک قول اسی سال سے
ائد کا ہے اور ایک قول نوے سال سے زائد کا ہے اس کو ابو عمر اور ابن قتیبہ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

دسویں فصل
آپ کی اَولاد کے بارے میں

آپ کی اولاد چونتیس تھی۔ سترہ بیٹے اور سترہ بیٹیاں۔

بیٹوں کا بیان

اسحٰق الاکبر: اسی سے آپ کی کُنیّت تھی۔ اس کی ماں بنتِ شہاب تھی۔ اور عمر: اس کو مختار
نے قتل کیا تھا۔

اور محمد: اس کو حجاج نے قتل کیا۔ ان دونوں کی ماں بنتِ قیس بن معدیکرب تھی۔

اور عامر: اور اس سے اَحادیث روایت کیا کرتا تھا۔

اور اسحٰق الاصغر اور اسماعیل: ان سب کی ماں، اُمِّ عامر بنتِ عمرو تھی۔

اور ابراہیم اور موسیٰ: ان دونوں کی ماں زبد تھی۔

اور عبداللہ! اس کی ماں: خولہ بنتِ عمرو تھی۔

اور عبداللہ الاصغر اور اور بجر یہ اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ دونوں کی ماں؛ اُمِّ ھلال بنت

ربیع بن مری تھی۔

اور عمیر الاکبر: اس کی ماں ام حکیم بنت قارظ تھی۔

اور عمیر الاصغر: اور اعمرو اور عمران ان سب کی ماں سلمیٰ بنت حفص تھی۔

اور صالح: اس کی ماں ظبیہ بنت عامر تھی۔

اور عثمان: اس کی ماں ام مجیر تھی۔

بیٹیوں کا بیان

ام الحکم الکبریٰ: اسحٰق الاکبر حقیقی بہن تھی۔

حفصہ اور ام القسم اور کلثوم: یہ عُمر اور محمد کی حقیقی بہنیں تھی۔

ام عمران: یہ اسحٰق الاصغر کی حقیقی بہن تھی۔

ام الحکم الصغریٰ اور ام عمرو اور ھند اور اُم الزبیر اور اُمّ مُوسیٰ: ان سب کی ماں زبد تھی۔

اور حمنہ بجیر کی بہن اور حمنہ جو کہ عمیر الاکبر کی بہن تھی۔

اور ام عمرو ام ابونا وام اسحٰق: ان سب کی ماں سلمیٰ تھی اور رملہ عُثمان کی بہن تھی اور عُمرہ یہ

نابینا تھی۔ اسکی ماں عرب قیدیوں میں سے تھی اور عائشہ: اس سب کو ابن قتیبہ اور صاحب الصفو

نے بیان کیا ہے۔

نواں باب

ابوالاعور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے مناقب میں

اس میں بھی دس فصلیں ہیں۔

فصل اوّل

آپ کے نسب میں

اس کا ذکر باب العشرۃ میں شجرہ کے بیان میں اس کا ذکر ہو چکا ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کعب بن موئی میں جا کر مل جاتے ہیں اور عَدی بن کعب کی طرف منسوب ہیں۔ پس کہا جاتا ہے قرشی عدوی اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آپ کے باپ کے چچازاد بھائی ہیں۔ اوران کا والد زَید ابن حنفیہ دین ابراہیم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل تلاش کیا کرتا تھا اور وہ بتوں کے لیے جانور کو ذبح کیا کرتا تھا اور نہ ہی مردار کھاتا تھا اور نہ خون اور وہ دین کی طلب میں نکلا اور ورقہ بن نوفل تو وَرقہ نے نصرانیت کو اختیار کیا اور اس نے نصرانی بننے سے انکار کیا۔ تو راہب اسے کہتا: آپ اس دین کو تلاش کر رہے ہیں جو آج کل رُوئے زمین پر نہیں پایا جاتا تو اس نے کہا: اور وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: وہ ابراہیم کا دین ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا اور وہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا تھا۔ اور زید اسی پر تھا یہاں تک کہ اس کا وصال ہو گیا۔

اور سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: وَرقہ بن نوفل اور زَید بن عمر دین کو تلاش کرتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ دونوں کا گذر شام سے ہوا جہاں تک ورقہ کا تعلق

ہے تو اس نے نصرانیت کو اختیار کیا اور جہاں تک زید کا تعلق ہے تو اس سے کہا گیا: جو آپ تلاش کر رہے ہیں وہ آپ کے سامنے ہے فرمایا: پھر وہ چلے گئے یہاں تک کہ مُوصل آئے تو ان کی ملاقات ایک راہب سے ہوئی تو اس نے کہا: اس قافلہ والا کہاں سے آیا؟ آپ نے کہا: میں ابراہیم کے گھر سے آیا ہوں۔ اس نے کہا: وہ کیا تلاش کرتا ہے؟ اس نے کہا: دین تو اس نے نصرانیت اس کو پیش کی۔ اس نے کہا۔ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اُس نے کہا: تحقیق جس دین کو آپ تلاش کر رہے ہیں وہ عنقریب آپ کی سرزمین سے ظاہر ہوگا۔ تو وہ یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے۔

لبیّك حقا حقا تقبدا ورقا

مهما تجشمي فاني جاشم عدت بما عاذبه ابراهيم

اے حق! میں حقیقی طور پر حاضر ہوں عبادت گذار بنتے ہُوئے اور غُلام بنتے ہوئے تو جو بھی مشقّت مجھ سے لے گا میں مشقّت میں پڑنے کے لیے تیّار ہوں۔ میں نے اس کی پناہ لی جس کی پناہ ابراہیم علیہ السلام نے لی تھی۔

فرمایا: اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس سے گُذرے اس وقت آپ کے ساتھ ابوسفیان بن الحرث تھے دونوں اپنے سامان سفر میں سے کھا رہے تھے تو دونوں نے اسے کھانے کی دعوت دی تو اس نے کہا: اَے بھتیجے! میں اس میں سے نہیں کھاتا جسے بُتوں پر ذبح کیا گیا ہو یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مُبعوث کیا گیا تو آپ کے پاس سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو عرض کی: تحقیق زید ایسا ہی تھا جیسا کہ آپ نے انہیں دیکھا اور آپ تک اس کے مُتعلّق خبر پہنچی ہے۔ آپ اس کے لیے اِستغفار کریں۔ آپ نے فرمایا! ہاں تو آپ نے اس کے لیے اِستغفار کیا اور آپ نے فرمایا! تحقیق یہ وہ قیامت کے روز ایک اُمت واحدہ کی طرح اٹھایا جائے گا۔

اِس کو ابُو عمر نے تخریج کیا ہے۔

شرح: تجشمنی: یعنی تو مجھ پر بوجھ لادے گا(مجھے مکلف بنائے گا) آپ کہتے ہیں مین جشمت الامر کسرہ کے ساتھ جشما و تجشمۃ۔ جب آپ اس کو کسی کا مکلّف بنائیں اور اجشمۃ جب آپ اس کو مکلّف بنائیں۔

حضرت اَسماء سے مروی ہے فرمایا: میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو کعبہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہا تھا: اے گروہِ قریش! قسم بخدا! تم میں سے کوئی بھی میرے علاوہ اِبراہیم علیہ السلام کے دین پر نہیں ہے اور وہ (زندہ درگور کی ہوئی بچی کو) کو زندہ کیا کرتا تھا۔ جب کوئی شخص اپنی بیٹی کو قتل کرنا چاہتا تو وہ اسے کہتا: تو اس کو قتل نہ کر۔ میں تجھے اس کی مؤنث کی کفایت کروں گا۔ تو وہ اس بچی کو لے لیتا۔ پس جب وہ بچّی اُچھلنے کودنے لگ جاتی تو اس کے باپ کو کہتا اگر تو چاہے تو میں اس کو تیرے حوالے کردوں اور اگر تُو چاہے تو میں اس کی مؤنث سے آپ کو کفایت کروں۔ اس کو بخاری نے تخریج کیا ہے۔

اور ابن زید اپنے باپ سے روایت کرتا ہے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا

(سورۃ الزمر آیت ۱۷)

اور وہ لوگ جنہوں نے اجتناب کیا کہ وہ طاغوت (شیطین کی عبادت کریں۔ ان تین آدمیوں کے حق میں نازل ہوئی جو زمانہ جاہلیت میں اللہ تعالیٰ عزّوجل کی وحدانیّت پر ایمان رکھتے تھے۔ زید بن عمرو بن نفیل، ابوذر اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ

یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی بغیر کی کتاب کے اور نہ ہی کسی نبی کے۔ اس کو واحدی نے اور ابوالفرج نے اسباب النزول میں تخریج کیا ہے۔

ان کی ماں فاطمہ بنت بعجہ بن ملیح خزاعیہ تھی۔ اس کو ابو عمر نے بیان کیا ہے۔

دُوسری فصل

آپ کے نام کے بارے میں

آپ کا نام جاہلیت اور اسلام دونوں میں سعید رہا ہے اور آپ کی کنیت ابا الاعور ہے۔

تیسری فصل

آپ کا حُلیہ

آپ گندم گوں دراز قد گھنے بالوں والے تھے۔ یہ واقدی کا قول ہے۔

چوتھی فصل

آپ کے اِسلام کے بارے میں

آپ نے اور آپ کی بیوی اُمِ جمیل بنت الخطاب جو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھیں۔ قدیم الاسلام میں اور آپ کا قبول اسلام حضرت عمر سے پہلے تھا۔ اور ان کی بیوی کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا اور اس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کی فصل میں گذر چکا ہے۔

قیس سے مروی ہے فرمایا: میں نے سعید بن زید کو کوفہ کی مسجد میں یہ کہتے ہوئے سنا: قسم بخدا! میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ حضرت عُمر اِسلام قبول کرنے سے پہلے مجھے اور اپنی بہن کو اسلام پر باندھتا تھا۔ اس کو رزین نے تخریج کیا ہے۔

اور آپ کی بہن عاتکہ بنتِ زید نے بھی اِسلام قبول کر لیا اور وہ اِنتہائی حسین و جمیل

ضیں جیسا کہ کہا گیا ہے اس کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نکاح کیا
و اس نے انہیں جہاد سے مشغول کر دیا تو اس کے باپ نے اُسے طلاق دینے کا حکم دیا اور
رمایا: اس نے آپ کو جہاد سے مشغول کر دیا ہے تو اس نے اسے طلاق دے دی۔ تو آپ ایک
وز اس کے پاس سے گذرے درآں حالیکہ وہ کہہ رہا تھا۔

ولم ارمثلی طلق الیوم مثلها

ولا مثلها من غیر جرم تطلق

لها خلق جزل ورای ومنصب

وخلق سلوی فی الحیاۃ ومصدق

اور میں نے نہیں دیکھا کہ میری مثل آدمی جیسی عورت کو طلاق دے اور نہ اس جیسی
عورت کو بغیر کسی جرم کے طلاق دی جاتی ہے وہ بڑے خلق اور صائب الرائے اور منصب والی
عورت ہے اور زندگی کے امور میں اچھے اخلاق والی اور مصدق ہے۔

تو اس کے والد کا دل پسیجا تو اسے اس کے ساتھ رُجوع کرنے کا حکم دیا تو اس نے اس
کے ساتھ رجوع کر لیا۔ اور اسی سے قتل ہو گیا تو اس نے اس کا مرثیہ کہتے ہوئے کہا۔

رذئت بخیر الناس بعد نبیهم

وبعد ابی بکر وماکان قصرا

فآلیت لا تنفك عینی حزینة

علیك ولا ینفك جنبی اغبراء

اور میں نے ان کے نبی کے بعد سب سے بہترین آدمی کو کھو دیا اور ابوبکر کے بعد
حالانکہ وہ بھی کوتاہ قد نہ تھا پس اب میری یہ حالت ہوگئی ہے کہ میری آنکھ ہمیشہ غمزدہ رہے گی اور
میرا پہلو ہمیشہ غبار آلود رہے گا۔

چند اشعار میں یہ مرثیہ کہا پھر اس کے بعد اس کے ساتھ حضرت عُمر بن الخطاب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے شادی کر لی۔ پھر وہ انہیں کے پاس رہیں یہاں تک کہ وہ بھی ان سے قتل ہو گئے
اس نے ان کا بھی مرثیہ چند اشعار میں کہا۔ پھر اس کے ساتھ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے شادی کر لی اور وہ رات کے وقت مسجد کی طرف نکلا کرتی تھیں۔ حالانکہ وہ ان کے
نکلنے کو ناپسند کیا کرتے تھے اور انہیں منع کرنے سے حرج محسوس کرتے تھے۔ تو وہ ایک رات
مسجد کی طرف نکلیں اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نکلے تو ان سے پہلے تاریکی میں پہنچ گئے
اس کے راستہ میں۔ تو اپنا ہاتھ ان کے جسم کے کسی حصّہ پر رکھا۔ تو وہ تسبیح کہتے ہوئے واپس
لوٹ آئیں۔ پھر اس کے بعد نہ نکلیں۔

تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فرمایا: تجھے کیا ہو گیا ہے کہ مسجد کی طرف
نہیں نکلتی؟ اس نے کہا: اے ابو عبداللہ! لوگ خراب ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا: وہ میں نے
آپ کے ساتھ کیا تھا تو انہوں نے جواب دیا: کیا آپ کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا نہیں کر سکتا؟ تو
وہ نہ نکلیں حتیٰ کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے شہید ہو گئے۔ تو انہوں نے ان کا مرثیہ
بھی چند اشعار میں کیا تو انہوں نے کہا:

غدر ابن جرموز بفارس بهمة
يوم اللقاء و كان غير مقدد
ياعمرو لونبهته لوجدته
لا طائشارعش الجنان ولا اليد
كم غمرة قد خاضها لم يثنه
عنها طراوك يا بن فقع القردد
والله ربك ان قتلت لمسلما
حلت عليك عقوبة المعتمد

ابن جرموز نے ایک دلیر شہسوار کے ساتھ دھوکہ دہی کی۔ جنگ کے روز حالانکہ وہ غدار

تکبر کرنے والا نہیں تھا۔ اے عمرو! اگر تو اس کو متنبہ کرتا تو تو اُسے دیکھتا کہ نہ تو اُس کا دل کانپتا اور نہ ہی اس کے ہاتھ کپکپاتے۔ کتنے ہی موت کی سختیوں میں وہ کُودا۔ اُے مکّار بندر کے بیٹے تیرا موٹا تازہ ہونا تو اس کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! جو تیرا باپ ہے۔ تو نے ایک مسلمان کو شہید کیا ہے آپ پر ہمیشہ کی عقوبت حلال ہوگئی ہے۔ (یعنی جہنم)

اور کہا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ان کے ساتھ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی میراث پر اسی ہزار دراہم پر صلح کرلی تھی۔ تو انہوں نے اسے قبول کرلیا تھا۔ پھر اسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پیغام نکاح بھیجا تو اس نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی! میں آپ کے قتل ہونے سے آپ پر بخل کرتی ہوں۔ اور کہا جاتا ہے کہ اسے حضرت عمرو بن العاص اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے پیغامِ نکاح دیا تو اس نے ان دونوں سے انکار کردیا۔

پانچویں فصل

آپ کی ہجرت کے بارے میں

ابوعمر نے کہا: آپ نے اور آپ کی بیوی اُم جمیل فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہجرت کی۔

چھٹی فصل

آپ کی خصوصیات میں

آپ کی خصوصیات میں کوئی بھی چیز نقل نہیں کی گئی سوائے اس کے جو آپ کے والد کے لیے ثابت ہے کہ دسوں صحابہ کرام کے وہ آباء میں سے کسی ایک کی فضیلت میں وہ کچھ نقل نہیں کیا گیا جو آپ کے باپ کی فضیلت میں بیان ہوا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے۔

ساتویں فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کیلئے جنّت کی گواہی دینے میں

اس فصل کی احادیث اس کی نظیر میں باب العشرت میں گذر چکی ہیں۔

آٹھویں فصل

آپ کے کچھ فضائل کے بارے میں

ابو عمر و وغیرہ نے کہا: سعید رضی اللہ عنہ سارے غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے سوائے بدر کے۔

واقدی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اور طلحہ کو شام کی طرف اخبار کی جاسوسی کے لیے بھیجا ہوا تھا پھر وہ واپس لوٹ آئے تو مدینہ غزوہ بدر کے روز پہنے اور فضائل طلحہ کی فصل میں یہ حدیث گذر چکی ہے اسی وجہ سے یہ دونوں بدری صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔

بغوی نے اپنی معجم میں کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا حصّہ بھی لگایا فرمایا: اور انہوں نے عرض کی: اور میرا اجر؟

آپ نے فرمایا! اور آپ کا اجر بھی (دیا جائے گا)

ان دونوں کو ابن ضحاک نے بھی تخریج کیا ہے۔ اور ان کی ایک بیٹی حسن بن حسن بن علی کے پاس تھی۔ اس کو طائی نے بیان کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کی شہادت کی گواہی دینا

عبداللہ بن سالم سعید بن زید سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حِراء کے مقام پر تھے تو آپ نے فرمایا: اَے حراء ٹھہر جا۔ پس تجھ پر نہیں ہے مگر ایک نبی یا صدیق یا شہید۔ آپ سے کہا گیا: اور وہ کون ہیں؟

آپ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحہ وزبیر وسعید بن مالک وعبدالرحمٰن بن عوف۔

فرمایا! تو کہا گیا تو دسواں کون تھا؟

تو فرمایا! میں تھا۔

اس کو ترمذی نے تخریج کیا ہے اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور یہ حدیث باب العشرہ میں مختصراً گذر چکی ہے۔

اور آپ کی وفات کے بیان میں آئے گا کہ آپ کا وصال مدینہ منورہ میں اپنے بستر پر ہوا ہے تو آپ کی شہادت کی گواہی کی وجہ وہی جو اس کی نظیر میں عبدالرحمٰن بن عوف کے مناقب مین گذری ہے پس حضرت سعد وسعید وعبدالرحمٰن نے اپنے اپنے بستروں پر وصال فرمایا: مدینہ کے مقبرہ میں پس ان کا حکم ایک ہی ہے۔"

اس بات کا بیان کہ آپ مُستجاب الدعوات تھے

حضرت سعید بن زید سے مروی ہے کہ اروی نے ان کے بعض گھروں میں ان کے ساتھ جھگڑا کیا تو آپ نے فرمایا: پس اس کو اور اس کو چھوڑ دو۔ پس تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو کوئی شخص بغیر کسی حق کے ایک بالشت زمین بھی لے لے گا۔ قیامت کے روز اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ اے اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے تو تو اس کی آنکھوں کو نابینا کر اور اس کی قبر اس کے گھر میں بنا۔"

محمد بن زید نے فرمایا: تو میں نے اسے نابینا دیکھا جو دیوار تلاش کر رہی تھی اور کہتی تھی : مجھے سعید بن زید کی بد دعا لگی ہے اسی دوران کہ وہ گھر میں چل رہی تھی جب اس کا گذر گھر میں کنویں پر سے ہوا تو اس میں گر گئی تو ہی اس کی قبر ہوئی۔

اس کو مسلم نے تخریج کیا ہے اور اس کو ابو عمر نے تخریج کیا ہے اور کہا: اے اللہ! اگر یہ جھوٹی ہے تو تو اس کو اس وقت تک موت عطا نہ فرما جب تک اس کی آنکھیں نابینا نہ ہو جائیں اور اس کی قبر کنوئیں میں بنا۔

آپ کے زُہد کا بیان

روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابُوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا یہ کہتے ہوئے کہ آپ مجھے لوگوں کے حال کی خبر دیں اور مجھے خالد بِن الولید کے متعلق خبر دیں وہ کیسا آدمی ہے؟

اور مجھے یزید بن ابی سفیان وعمرو بن العاص کے متعلق خبر دیں کہ وہ دونوں کیسے ہیں اور ان کا حال کیسا ہے اور ان میں سے مسلمانوں کے لیے اخلاص کیسا ہے تو آپ نے جواب میں کہا : خالد بہترین آدمی ہے اور مُسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ مُخلص اور ان کے دشمن پر سب سے شدید ہے۔ اور عمرُو اور زید دونوں کا اخلاص اور ان کی کوشش ایسے ہی ہے جیسے آپ پسند کرتے ہیں۔

اُنہوں نے فرمایا: اپنے دونوں بھائیوں سعد بن یزید اور معاذ بن جبل سے متعلّق خبر دیں کہ وہ کیسے ہیں؟

آپ نے فرمایا! وہ ایسے ہی ہیں جسے آپ نے انہیں پایا ہے مگر یہ کہ خُوشحالی نے انہیں دینا میں ان دونوں کے زہد میں اضافہ کیا ہے اور ان کی آخرت میں رغبت کو۔ اس ابُوحذیفہ اور اسحٰق بن بشر نے فتوح الشام میں تخریج کیا ہے۔

اور مزید روایت کیا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دمشق کا گورنر مقرر کیا پھر خود نکلے یہاں تک کہ اردن آئے وہاں پڑاؤ کیا لشکر تیار کیا۔ انہیں خالد بن الولید و یزید بن ابی سفیان کی قیادت میں بھیجا پس جب یہ خبر حضرت سعید بن زید کی طرف پہنچی تو انہوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا۔ آپ پر سلام ہو۔

پس میں آپ کی طرف اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی دُوسرا معبود نہیں ہے۔ امابعد!

اور میں ان لوگوں میں سے نہیں جو آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو جہاد میں اپنے آپ پر ترجیح دے۔ اور اس چیز پر جو مجھے میرے رب کی رضامندی کے قریب کر دے۔ پس جب آپ تک میرا یہ خط پہنچے تو آپ اپنی گورنری کے لیے کئی ایسے آدمی کو بھیج دیں۔ جو مجھ سے زیادہ اس کی رغبت رکھتا ہو، پس میں آپ کی طرف جلدی آنے والا ہوں۔ انشاء اللہ

والسّلام علیك

پس جب یہ خط ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچا تو فرمایا: وہ ضرور اس کو چھوڑ دے گا۔ پھر حضرت یزید بن ابی سفیان کو بلا کر فرمایا: آپ میری طرف سے دمشق کی کفایت کریں۔

شرح:

وشکا۔ یعنی جلدی۔ آپ کہتے ہیں۔ وشک ضمہ کے ساتھ یوشک وشکا۔ یعنی اس نے جلدی کی۔

اس بات کا بیان کہ گورنر آپ کا احترام کیا کرتے تھے اور ام المومنین کی وصیت کہ ان کے وصال پر وہ ان کی نماز جنازہ پڑھائیں۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرمایا: معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مروان بن الحکم کی طرف مدینہ میں لکھا کہ وہ ان کے بیٹے یزید کے لیے

بیعت لیں۔ تو اہلِ شام میں سے ایک آدمی نے کہا: آپ کو کونسی چیز منع کرتی ہے؟

فرمایا: یہاں تک کہ سعید بن زید آئے تو ان کی بیعت کی جائے گی پس وہ اہلِ بلد کا سردار ہے جب وہ بیعت کریں گے تو لوگ بھی بیعت کریں گے اس نے کہا کیا میں جا کر اسے بُلا نہ لُوں؟ تو وہ شامی آیا اور میں اپنے باپ کے ساتھ گھر میں تھا تو اس نے کہا چل کر بیعت کرو۔

تو انہوں نے فرمایا:

آپ چلے جائیں میں عنقریب آ کر بیعت کروں گا۔ اس نے کہا: کیا آپ چلتے ہیں یا میں آپ کی گردن ماروں؟

آپ نے فرمایا: کیا آپ میری گردن ماریں گے؟

قسم بخدا! آپ مجھے ان اقوام کی طرف بلا رہے ہیں جن کے ساتھ میں نے اِسلام جنگ کی ہے۔

فرماتے ہیں: تو وہ مروان کی طرف واپس لوٹا اور اس کو خبر دی۔ تو مروان نے اسے کہا: خاموش ہو جا۔

فرماتے ہیں! تو امّ المومنین کا وصال ہوا۔

میرا خیال ہے کہ وہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ تو انہوں نے وصیّت فرمائی کہ ان کی نماز جنازہ سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھوائیں گے تو اس شامی نے مَروان سے کہا: آپ کو کونسی چیز منع کر رہی ہے کہ آپ ام المومنین کی نماز جنازہ پڑھائیں؟ اس نے کہا: میں اس آدمی کا انتظار کر رہا ہوں جس کی گردن مارنے کا آپ نے ارادہ کیا تھا۔

پس انہوں نے وصیت فرمائی ہے کہ وہی ان کی نماز جنازہ پڑھائے۔ تو شامی نے کہا: استغفر اللہ اس کو بغوی نے اپنی معجم اور فضائلی نے تخریج کیا ہے اور ابن الضحاک نے اس میں سے بیعت کے قصّہ کو روایت کیا ہے اور کہا: اہلِ مدینہ نے پوچھا۔۔ الخ اور نماز جنازہ کا قصہ ذکر نہیں کیا۔

نویں فصل

آپ کی وفات اور اس کے مُتعلّقات

آپ کا وصال عقیق میں اپنی زمین میں ہوا اور ان کو اٹھا کر مدینہ لایا گیا اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا ۵۰ ہجری یا ۵۱ ہجری میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے دَور خلافت میں جبکہ ان کی عمر ستر سے کچھ زائد سال تھی اور آپ کی قبر میں سعد اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اترے۔ اس کو الصفوۃ میں ابوعمر اور فضائلی نے روایت کیا ہے۔

دسویں فصل

آپ کی اَولاد کے بیان میں

آپ کی اولاد اکتیس افراد تیرہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں تھیں۔

بیٹوں کا بیان

عبداللہ الاکبر، عبداللہ الاصغر اور عبدالرحمٰن الاکبر وعبدالرحمٰن الاصغر و ابراہیم الاکبر و ابراہیم الاصغر وعمر الاکبر وعمر الاصغر اور اسود وطلحہ ومحمد وخالد اور زید۔

بیٹیوں کا بیان

اُمّ الحسن الکبریٰ واُمّ الحسن الصُغریٰ واُمّ حبیب الکبریٰ واُمّ زید الصغریٰ وعائشہ وعاتکہ وحفصہ وزینب واُمّ سلمہ واُمّ موسیٰ واُمّ سعید واُمّ نعمان واُم الخالد واُمّ صالح وام عبدالحو اور رجلہ۔

دسواں باب

ابُوعبیدہ بِن الجراح رضی اللہ عنہ کے مناقب میں

اس میں دس فصلیں ہیں۔

فصل اوّل

آپ کے نسب کے بارے میں

عشرۃ کے باب میں شجرہ کے بیان میں اس کا ذکر ہو چکا ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ فہر بن مالک میں جا کر مل جاتے ہیں اور فہر کی طرف منسوب ہیں۔ پس کہا جاتا ہے قرشی فہری، آپ کی ماں بنوحرث بن فہر سے تھیں جنہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ یہ ابنِ قتیبہ نے کہا ہے۔

دُوسری فصل

آپ کے نام کے بارے میں

آپ کا نام زمانہ جاہلیت و اسلام میں عامر رہا اور آپ کی کُنیّت ابُوعبیدہ اور اسی کے ساتھ آپ نے شہرت پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو ''امین ھٰذہ الامۃ'' کا لقب عطا فرمایا۔ اور یہ عنقریب آپ کے خصائص میں آئے گا۔

تیسری فصل
آپ کا حُلیہ مُبارک

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دراز قامت کمزور، دُبلے چہرے والے، سامنے والے اوپر کے دونوں دانت ٹوٹے ہوئے خفیف داڑھی والے تھے۔ آپ مہندی اور کتم سے خضاب لگاتے تھے۔ اس کو ابن الضحاک نے بیان کیا ہے۔

آپ کے دونوں دانتوں کے ٹوٹنے کا سب یہ تھا کہ آپ نے وہ دونوں تیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی سے اُحد کے روز اپنے سامنے والے دانتوں سے نکالے تھے تو وہ دونوں گر گئے اور عنقریب اس کا بیان آتا ہے اور یہ بھی روایت کہا جاتا ہے کہ آپ ہی نے خود کی دونوں کڑیاں نکالیں تھیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ خُود کی کڑیاں دونوں تیروں نے گاڑی ہوں تو آپ نے سب کو نکالا۔ تو اس وجہ سے وہ دونوں دانت گر گئے۔ پس کوئی بھی اہم (جس کے اگلے دو دانت گر گئے ہوں) کو ابُوعبیدہ سے خوبصورت نہیں دیکھا گیا۔ اس کو ابنِ قتیبہ اور ابُوعمر وغیرہما نے تخریج کیا ہے۔

شرح:

الاثرم: جس کے سامنے والے دانت گرے ہوں اور اسی طرح اھتم بھی اور ان دونوں کا ذکر اس کی نظیر میں مناقب عبدالرحمٰن میں گزر چکا ہے اور مر وق الوجہ کی شرح ابوبکر کے اوصاف میں گذر چکی ہے۔

چوتھی فصل

آپ کے اسلام کے بارے میں

آپ قدیم الاسلام ہیں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اسلا
لائے اور آپ ان چھ افراد میں سے ہیں جو حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوئے جیسا کہ اس کا بیان گذر چکا ہے۔

پانچویں فصل

آپ کی ہجرت کے بارے میں

واقدی نے کہا: حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت
فرمائی اور ابن عقبہ نے اس کو حکایت نہیں کیا اور نہ کسی اور نے پھر آپ نے مدینہ منورہ کی طرف
ہجرت کی۔

چھٹی فصل

آپ کے خصائص کے بارے میں

آپ کی یہ خصوصیت کہ آپ اس امت کے امین ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ عل
وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر اُمّت کا کوئی نہ کوئی امین ہوتا ہے اور ہمارا امین اُمّت ابو عبیدہ بن

الجراح ہے۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور اس کو ترمذی و ابو حاتم نے روایت کیا اور ان دونوں کے الفاظ یہ ہیں:

ہر اُمت کا کوئی نہ کوئی امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن الجراح ہے۔ اس کو نجیر نے روایت کیا اور یہ اضافہ کیا اور آپ کے پہلو میں طاعون کا پھوڑا نکلا اور فرمایا: یہ مومن پہلو ہے۔

حقیقی امین

اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اہلِ نجران کو فرمایا: میں ضرور حقیقی امین بھیجوں گا تو آپ کے صحابہ کرام نے جھانکنا شروع کیا۔ تو آپ نے حضرت ابُو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اس کو بخاری نے تخریج کیا ہے۔

ابُو عبیدہ امین ہیں

اور انہیں سے مَروی ہے سیّد اور عاقب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئے تو ان دونوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ ہمارے ساتھ اپنے امین کو بھیجیں۔ تو آپ نے فرمایا! میں عنقریب آپ کی طرف ایک امین بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہوگا تو لوگ اس کے لیے جھانکنے لگے تو آپ نے ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ اس کو دونوں نے تخریج کیا ہے“۔

اور ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: فرمایا! جب عاقب اور سید نجران والے آئے ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ لعان کرنے کا ارادہ کیا تو ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو کہا: آپ اس کے ساتھ لعان نہ کریں پس قسم بخُدا! اگر یہ نبی ہوا تو ہم نے اس کے ساتھ لعان کرلیا۔ نہ ہم فلاح پائیں گے نہ ہی ہمارے بعد میں آنے والے کبھی فلاح پاسکیں گے۔

فرمایا! پس وہ دونوں آپ کے پاس آئے اور آپ سے عرض کی: ہم آپ کے ساتھ

لعان نہیں کرتے، لیکن ہم آپ کو وہ کچھ دیں گے جس کا آپ مطالبہ کریں گے پس آپ ہمارے ساتھ ایک امین شخص کو بھیجیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں ضرور ایک امین شخص کو بھیجوں گا جو حقیقی امین ہوگا۔

فرماتے ہیں: تو اس کے لیے صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف دیکھنے لگے تو آپ نے فرمایا اے ابوعبیدہ بن الجراح! اٹھو فرمایا پس جب وہ دونوں رُکے آپ نے فرمایا: یہ اس اُمت کا امین ہے اس کو امام احمد نے تخریج کیا ہے اور اس کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا: تو آپ نے ابُوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ اے ابُوعبیدہ اُٹھو کی جگہ اور اس کے مابعد کو بیان نہیں کیا۔

اور ابنِ اسحٰق نے اس کے معنیٰ کو محمد بن جعفر سے روایت کیا ہے فرمایا! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میرے پاس شام کو آنا۔ میں آپ کے ساتھ قوی امین کو بھیجوں گا۔

فرماتے ہیں: تو حضرت عُمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے۔ میں نے کبھی بھی امارت کو پسند نہیں کیا۔ جتنا کہ میں نے اس دن اس کو پسند کیا اس اُمید کے ساتھ کہ شاید وہ میں ہی ہوں گا۔ تو میں ظہر تک خوش وخرم گیا جلدی لوٹتے ہوئے پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی تو آپ نے دائیں بائیں دیکھنا شروع کیا۔ تو میں نے گردن لمبی کرنا شروع کی تا کہ آپ مجھے دیکھ لیں۔ تو آپ اپنی نگاہوں سے تلاش کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے ابُوعبیدہ بن الجراح کو دیکھ لیا تو انہیں بُلایا تو فرمایا! ان کے ساتھ نکلو تو ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو جس میں ان کا اختلاف واقع ہو۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تو اس کو ابُوعبیدہ لے گئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ اہلِ یمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کی، آپ ہمارے ساتھ کسی آدمی کو

بھیجیں جو ہمیں تعلیم دے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابُوعبیدہ بن الجراح کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ یہ اس اُمّت کا امین ہے اس کو ابُوعمر نے تخریج کیا ہے۔

اور اس کو صاحب الصفوۃ نے تخریج کیا۔

اور کہا: اہل یمن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ سے اُنہوں نے درخواست کی کہ آپ ان کے ساتھ ایک آدمی کو بھیجیں جو انہیں سُنّت اور اسلام کی تعلیم دے اور بقیہ حدیث بیان کی۔

آپ کی یہ خصوصیّت کہ آپ کو بعض اَوقات امارت (گورنری) دی جاتی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک سَریہ بھیجا اور اس کا امیر حضرت ابُوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا تا کہ ہم قریش کے قافلہ کو پائیں اور ہمیں آپ نے کھجوروں کی ایک جراب، چمڑے کا ایک برتن) زادِ راہ عنایت فرمائی۔ اس کے علاوہ آپ نے ہمارے لیے کچھ بھی نہ پایا۔ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں ایک ایک کھجور دیتے تو ان سے کہا گیا تم ان کے ساتھ کیا کرتے تھے؟

فرمایا! ہم انہیں اس طرح چوستے تھے جس طرح بچہ چوستا ہے پھر ہم اس پر پانی پیتے تھے تو ہمیں اس روز رات تک کفایت کر جاتی تھی۔ اور ہم اپنی لاٹھیوں سے بیری کے پتے جھاڑتے تو انہیں کھاتے۔

فرماتے ہیں: اور ہم ساحل سمندر پر سے چلے تو اس نے ہمارے لیے ساحِل سمندر پر ایک بہت بڑے ٹیلے کی مثل اُچھال دیا۔ تو ہم اس کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ ایک چوپایہ تھا جسے عنبر کہا جاتا ہے۔

ابُوعبیدہ نے کہا۔ یہ مردار ہے پھر فرمایا: نہیں بلکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرستادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہیں اور تم حالتِ اضطرار میں ہو۔ پس تم کھاؤ۔

فرماتے ہیں تو ہم اس پر ایک ماہ تک قیام کیے رہے حالانکہ ہماری تعداد تین سو تھی۔ یہاں تک کہ ہم موٹے ہوئے اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ہم اس آنکھوں کے گڑھوں سے مٹکے سے چربی بھرتے تھے اور ہم اس سے اتنی مِقدار گوشت کاٹتے جیسے بیل یا کہا بیل کی مقدار اور ہم میں سے تیرہ آدمی ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لیے تو ان کو اس کی آنکھوں کے گڑھے میں بٹھایا اور اس کی پسلیاں میں سے ایک پسلی کو لیا تو اس کو سیدھا کیا پھر ہم میں سے سب سے بڑے اُونٹ والا سوار ہوا تو وہ اس کے نیچے سے گُذرا اور ہم نے اس کے گوشت سے اُبال کر بطور زادِراہ لیا۔ پس جب ہم مدینہ منوّرہ پہنچے تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپ کے پاس اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا رزق تھا جو اس نے تمہارے لیے نکالا۔ کیا تمُہارے پاس اس کے گوشت میں سے کوئی چیز موجود ہے تو تم ہمیں بھی کھلا دو۔

فرماتے ہیں تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اس میں سے بھیجا تو آپ نے بھی اس کو تناول فرمایا۔ اس کو مُسلم نے تخریج کیا ہے۔

شرح:

العیر : کسرہ کے ساتھ اونٹ کو کہا جاتا ہے جو خوراک اٹھائے ہوں اور جائز ہے کہ اس کی جمع عیرات ہو۔ اور ایکثیب۔ اکٹھی ہونے والی ریت کو کہا جاتا ہے اور یہ ابوبکر صدیق کی ہجرت کی فصل میں گذر چکی ہے۔ اور وقب العین اس کا سوراخ ہے اور وقبت عیناہ کا معنی ہے وہ دونوں پھٹ گئیں اور وشائق وشب کی جمع ہے اور وشیقۃ کی اور یہ وہ گوشت ہے جس کو ابالا جائے تھوڑا سا۔ پھر اس کو خشک کیا جائے اور اس کو سفروں میں اپنے ساتھ رکھا جاتا ہے اور یہ بہت دیر تک باقی رہنے والا خشک گوشت ہوتا ہے۔

ابوعبیدہ نے کہا: اور بعض کا گمان یہ ہے کہ ہنڈیا کے قائم مقام ہوتا ہے جیسے آگ نے

چھوا ہو۔ کہا جاتا ہے وشقت اللحم اشقہ اور اشقتہ اس کی مثل الغدر ہے جو کہ فدرۃ کی جمع ہے اور ٹکڑے کو کہا جاتا ہے۔

حضرت عمر کا آپ کو خلافت کے ساتھ مستحق کرنے کا بیان اگر ان کا انتقال ہو اور آں حالیکہ آپ زندہ ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ سرغ کے مقام پر پہنچے اور انہیں بتایا گیا کہ شام میں شدید وبا پھوٹ پڑی ہے تو آپ نے فرمایا! اگر میں فوت ہو گیا اور ابو عبیدہ زندہ ہوئے تو میں اس کو خلیفہ مقرر کردوں گا اور اگر مجھے اللہ رب العزت نے پوچھا آپ نے انہیں امت محمد پر کیوں خلیفہ مقرر کیا؟

تو میں عرض کروں گا۔ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ تحقیق ہر نبی کا ایک امین ہوتا ہے اور میرا امین ابوعبیدہ بن الجراح ہے اور اگر مجھے موت نے آلیا اور ابوعبیدہ کا وصال ہو چکا ہو تو میں معاذ بن جبل کو خلیفہ مقرر کروں گا۔ پس اگر مجھے اللہ رب العزت نے پوچھا آپ نے اسے کیوں خلیفہ بنایا؟

تو میں کہوں گا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ فرمارہے تھے وہ قیامت کے روز اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے سامنے علماء ایک کنارہ پر ہوں گے۔

شرح: سرغ راء کے فتح کے اور اس کے اسکان کے ساتھ ایک بستی ہے وادی تبوک میں شام کے راستہ کی جانب سے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مدینہ منوّرہ سے تیرہ مراحل کے فاصلہ پر ہے اور بندہ نون کی فتحہ اور اس کے ضمہ کے ساتھ ہے جس کا معنیٰ ایک کنارہ ہے اور حضرت ابوبکر کی خلافت کی فصل میں گذر چکا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے وقت ابوعبیدہ بن الجراح کی بیعت کی طرف جلدی کی تھی لیکن انہوں نے اس سے انکار کر دیا، ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اوّلیت کی بناء پر معذرت کرتے ہوئے اور جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا گیا: رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر خلیفہ نامزد کرتے؟ فرمایا! ابوبکر کو۔

ان سے کہا گیا: پھر کس کو؟

فرمایا! عُمر کو۔

عرض کی گئی! پھر کس کو؟

فرمایا! ابوعبیدہ کو۔

اور یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی فصل میں گذر چکا ہے۔

ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا آپ کو مُختص کرنا

ابوحذیفہ اسحٰق بن بشر نے اپنی کتاب فتُوح الشام میں روایت کیا ہے کہ عربوں کے قبیلوں کے گروہ تمام اَطراف سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے مُسلمانوں کی کمک کے لیے۔ تو آپ ان میں سے کسی ایک آدمی کو ان پر امیر مقرّر کرتے اور انہیں خبر دیتے کہ وہ اس کے امراء میں سے جس کی طرف جانا چاہیں جا کر مل جائیں، پس جب وہ ان سے کہتے: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ! آپ ہمارے لیے اُمیر کا انتخاب کریں تو آپ فرماتے: آپ پر لازم ہے کہ آپ ہین ولین (نرم مزاج) کے ساتھ ملیں جو ظلم کا بدلہ ظلم سے نہیں دیتا اور جب اس کے ساتھ لڑائی کی جائے وہ معاف کر دیتا ہے اور جب اس کے ساتھ قطع تعلقی کی جائے وہ صلہ رحمی کرتا ہے مومنوں کے ساتھ رحیم ہے اور کافروں پر سخت ہے تم پر ابوعبیدہ بن الجراح کی اتباع لازم ہے۔

شرح:

ھین ولین: مخفف ومشدد ہے اور قوم ہینون لینون دونوں کے ساتھ ہے۔

اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی فصل میں گُذر چکا کہ انہوں نے سقیفہ کے روز فرمایا: اور میں نے تمہارے لیے دو آدمیوں میں سے ایک پر راضی ہوں عُمر بن الخطاب

اور ابو عبیدہ بن الجراح۔ جہاں تک ابو عبیدہ بن الجراح کا تعلق ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ ہے اور جہاں تک عمر کا تعلق ہے تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اے اللہ! اس دین کی تائید عمر یا ابو جہل سے فرما۔ الحدیث۔ اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی فصل میں گذر چکی ہے۔

ساتویں فصل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کے لیے جنّت کی گواہی دینے میں

اس فصل کی احادیث اس کی نظیر میں باب العشرہ میں عبدالرحمٰن اور سعید بن زید کی احادیث میں سے گذر چکی ہیں۔

آٹھویں فصل

آپ کے چند ایک فضائل کے ذِکر میں

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے اس وقت ان کی عُمر اکتالیس سال تھی اور اس کے بعد تمام غزوات میں شامل رہے اور بیعت رضوان میں شریک ہوئے اور اُحد کے روز آپ کے ساتھ ثابت قدم رہے اور بدر کے روز اپنے باپ کو حالتِ کُفر میں قتل کیا تو اللہ ربّ العزت نے یہ آیت نازل فرمائی:

لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَلَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَہُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَہُمۡ ..... الآیۃ۔

(سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

آپ اس قوم کو نہیں پائیں گے جو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ دوستی رکھیں ان کے ساتھ جو دشمنی کریں اللہ اور اس کے رسول کی۔ اگرچہ وہ ان کے باپ ہی کیوں نہ ہوں اور آپ ان دس افراد میں سے ایک ہیں جن کے لیے جنّت کی گواہی دی گئی ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر میں چلا کرتے تھے اور فرماتے تھے: آگاہ ہو جاؤ کئی ایک اپنے کپڑوں کو سفید کرنے والے ہیں اور اپنے دین کو گندا کرتے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ تُم میں سے کئی ایک اپنے نفس کے لیے ہیں حالانکہ وہ اس کے لیے حقیر ہے پس تم سابقہ گُناہوں کو نئی نیکیوں سے جلدی دھوؤ۔ پس اگر تم میں سے کوئی ایک زمین و آسمان کے مابین بھی سیئات کرے پھر وہ نیکی کا ایک عمل بھی کرے تو وہ اس کی برائیوں سے برتر ہوگا یہاں تک کہ وہ ان پر غالب آجائے گا۔

ابُوعبیدہ بہترین شخص ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بہترین آدمی ابوبکر ہے، بہترین آدمی عمر ہے، بہترین آدمی ابُوعبیدہ بن الجراح ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

آپ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محبوب ہونے کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ان سے سوال کیا گیا ؟ کونسا صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے ہاں زیادہ محبوب تھا؟

آپ نے فرمایا! ابوبکر؟

کہا گیا! پھر کون؟

فرمایا: ابوعبیدہ بن الجراح۔

اور یہ مادون العشرہ کے باب میں گذر چکا ہے۔

حضرت ابوبکر و عُمر وغیرہما کا آپ کی تعریف کرنے کا بیان

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف خصائص کی فصل اور حضرت عُمر کی تعریف کا ایک حصہ گذر چکا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ اپنے اَصحاب کو ایک روز فرمایا تم تمنا کرو۔ تو ایک آدمی نے کہا: میری خواہش ہے کہ اگر یہ گھر میرے پاس موتیوں اور زَبرجد اور جوھروں سے بھرا ہوتا تو میں اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا اور صدقہ کرتا۔ آپ نے فرمایا: خواہش ظاہر کرو۔ تو انہوں نے کہا: اے اَمیر المومنین ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کیا کہیں؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ اگر یہ گھر ابُوعبیدہ بن الجراح جیسے لوگوں سے بھرا ہوا ہوتا۔

اس کو صاحب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے اور فضائلی نے تخریج کیا اور یہ اضافہ کیا تو ایک آدمی نے کہا: آپ نے اسلام کی کوئی پرواہ نہ کی۔ آپ نے فرمایا! وہی تو میری مُراد ہے۔

شرح:

آلوت: کا معنی ہے آپ نے اس سے کوتاہی کی،

اور عمَرو بن العاص سے مروی ہے فرمایا: قریش میں سے تین آدمی لوگوں میں سے خُوبصورت ترین ہیں چہرے کے اعتبار سے اخلاق کے اعتبار سے احسن ترین اور بہت زیادہ حیاء دار ہیں۔ اگر وہ آپ سے بات کریں تو آپ کو جھُوٹ نہیں کہیں گے اور اگر آپ ان سے بات کریں گے تو آپ کو نہیں جھٹلائیں گے۔ ابوبکر صدّیق، عثمان بن عفاّن اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم۔ اس کو فضائلی نے روایت کیا ہے۔

حضرت عُمر کا ابوعبیدہ کی مخالفت کرنے کو ناپسند کرنا

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف نکلے اور انہیں خبر دی گئی کہ وہاں وباء پھوٹ پڑی ہے تو انہوں نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جمع فرمایا اور ان سے مشورہ کیا تو ان کا اختلاف ہوا تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے بھی واپس لوٹ جانے والوں کی رائے کے موافق تھی تو آپ واپس لوٹ گئے۔ تو آپ کو ابوعبیدہ بن الجراح نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے بھاگتے ہو؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اے ابُوعبیدہ اگر یہ بات آپ کے علاوہ کوئی دُوسرا کہتا۔ اور حضرت عمر آپ کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے۔ اہاں! ہم اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے اگر آپ کے اُونٹ ہوں تو آپ وادی میں اُتریں جس کے دو کنارے ہوں ان میں سے ایک سرسبز وشاداب میں چروائیں تو بھی اللہ کی تقدیر سے ہوگا اور اگر آپ خُشک میں چروائیں تو بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہوگا۔

اس کو دونوں نے تخریج کیا ہے۔

شرح:

العدوۃ: عین کی ضمہ کے ساتھ اور اس کی کسرہ کے ساتھ وادہ کا کنارہ یعنی اس کی ایک جانب ہے۔

آپ کے زُھد کا بیان

عروۃ بن الزبیر سے مروی ہے فرمایا: حضرت عُمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام آئے تو آپ کے اخبار کے امراء کی آپ سے مُلاقات ہوئی اور اس سرزمین کے بڑے بڑے لوگوں سے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: میرا بھائی کہاں ہے؟

انہوں نے کہا: کون؟

آپ نے فرمایا! ابوعُبیدہ بن الجراح؟

انہوں نے کہا! وہ ابھی ابھی آپ کے پاس آتا ہے پس جب وہ آئے تو سواری سے اترے تو ان کے گلے ملے پھر ان کے گھر میں داخل ہوئے تو ان کے گھر میں سوائے تلوار، ڈھال اور ان کے کجاوے کے کچھ بھی نہ دیکھا تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا! کیا آپ نے وہ کچھ نہیں بنایا جو آپ کے ساتھیوں نے بنایا ہے؟ (یعنی مال واسباب) تو انہوں نے کہا! اے امیر المومنین! یہ چیز مجھے قیلولہ کرنے کی جگہ پہنچا دیتا ہے۔

اس کو الصفوۃ میں فضائلی نے تخریج کیا ہے اور اس کے اس قول کے بعد: وہ ابھی ابھی آپ کے پاس آتے ہیں تو وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آئے جس کی نکیل ایک رسی تھی۔

اَبُوعبیدہ کا فقر اور گورنری

ایک روایت میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فرمایا: آپ میرے ساتھ اپنے گھر چلیں آپ نے کہا! اور آپ وہاں کیا کریں گے؟

آپ صرف اپنی آنکھیں مجھ پر نچوڑنا چاہتے ہیں؟

فرماتے ہیں: تو وہ ان کے گھر داخل ہوئے تو وہاں کوئی بھی چیز نہ دیکھی تو فرمایا! آپ کا ساز وسامان کہاں ہے؟ میں تو صرف کجاوہ ایک دونگا اور چند اشیاء دیکھتا ہوں حالانکہ آپ امیر (گورنر، سالار) ہیں۔ آپ کے پاس کھانا ہے تو ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چمڑے سے منڈی ہوئی ایک ٹوکری کی طرف اٹھے تو اس سے کچھ ٹکڑے لیے تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے تو ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں نے آپ کو کہا تھا کہ آپ مُجھ پر اپنی آنکھوں کو نچوڑیں گے (روئیں گے) اے اَمیر المومنین اور اس سب کو بعض الفاظ کے تغیّر کے ساتھ صاحب فتوح الشام نے تخریج کیا ہے۔

اور ابو حذیفہ نے بھی فتوح الشام میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ جب وصال کر گئے جبکہ شام کا والی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھا۔ اور حضرت عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تو انہوں نے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت کی
ولایت کا فرمان لکھا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کر دیا۔ تو ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے اس خط کو چھپایا خالد رضی اللہ تعالیٰ ونہ وغیرہ سے یہاں تک کہ جنگ ختم ہوگئی اور خالد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ دمشق کے لیے امان نامہ لکھ دیا حالانکہ ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر
تھے حالانکہ انہیں علم ہی نہ تھا پھر جب حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا علم ہوا اس کے بعد
کہ تقریباً بیس دن گذر چکے تھے تو وہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس داخل ہوئے تو
انہیں کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے آپ کے پاس امیر المومنین کی جانب سے ولایت کا
خط آیا تو آپ نے مجھے اس سے آگاہ نہیں کیا اور آپ میرے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں حالانکہ
سلطنت آپ کی ہے؟

تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جواب دیا اور اللہ تعالیٰ آپ کی بھی
مغفرت فرمائے، میں انشاء اللہ آپ کو آگاہ کرنے والا نہ تھا یہاں تک کہ آپ اس کو میرے علاوہ
کسی دوسرے سے بہتر جانتے اور میں آپ پر آپ کی جنگوں کو توڑنے والا نہیں تھا، یہاں تک
کہ وہ ساری ختم نہ ہو جائیں اور میں انشاء اللہ آپ کو آگاہ کر دیتا حالانکہ مجھے دنیاوی بادشاہت
کی کوئی خواہش نہیں ہے اور نہ میں دنیا کے لیے کام کرتا ہوں اور ہم جو کچھ دیکھتے ہیں وہ عنقریب
زوال پذیر ہو جائے گا اور مُنقطع ہو جائے گا اور ہم بھائی بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اَمر کو نافذ
کرنے والے ہیں اور آدمی کے۔ لیے یہ بات باعث ضرر نہیں ہے کہ اس پر اس کا دینی بھائی والی
بن جائے حالانکہ اس کی دُنیا بلکہ والی بھی جانتا ہے کہ قریب ہے کہ وہ ان دونوں کی وجہ سے فتنہ
کے زیادہ قریب ہے اور زیادہ غلطی کا اِرتکاب کر سکتا ہے جس کی بناء پر وہ ہلاکت میں پڑ سکتا ہے
سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ بچائے اور وہ بہت کم لوگ ہیں تو اس وقت حضرت ابُوعبیدہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خط حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا۔

آپ کے خوفِ خُدا کا بیان

امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ایک آدمی داخل ہوا آپ رو رہے تھے تو اس نے کہا: آپ کو کس چیز نے رُلایا ہے اے ابو عبیدہ؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے یہ چیز رُلا رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دن اس فتح کا ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عطا فرمائے گا یہاں تک کہ آپ نے شام کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اے ابو عبیدہ! اگر آپ اس وقت تک زندہ رہے تو آپ کو خادموں میں سے تین خادم کافی ہیں۔ ایک وہ جو آپ کی خدمت کرے اور ایک وہ جو آپ کے ساتھ سفر کرے اور ایک وہ جو آپ کے گھر والوں کی خِدمت کرے اور ان کی حفاظت کرے۔

اور آپ کو تین سواریاں کافی ہیں، آپ کے کجاوے کا جانور، سواری کا جانور اور آپ کا بوجھ اُٹھانے والا جانور۔ اور آپ کے غلام کے لیے سواری کا جانور پھر میں اپنے گھر کی طرف دیکھتا ہوں جو غلاموں سے بھرا ہوا ہے اور اپنے اصطبل کی طرف دیکھتا ہوں وہ گھوڑوں اور چوپایوں سے بھرا ہوا ہے اور میں کیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس کے بعد مُلاقات کروں گا اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ تم میں سے میرا محبوب ترین اور میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجُھ سے اس حال میں ملاقات کرے گا جس پر میں اس سے جُدا ہوا تھا۔

آپ کی تواضع اور اپنی رعیت کے لیے انصاف اور ان کے لیے مساوات کا بیان

ابو حذیفہ نے فتوح الشام میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ افراد کی معیت میں بھیجا اور اسے فرمایا: اے عمرو یہ آپ کی قوم کے معززین ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے نکل رہے ہیں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لیے فروخت کرتے ہوئے تو تُو نکل اور لشکر تیار کر یہاں تک کہ میں لوگوں کو آپ کے ساتھ جانے پر اُبھاروں گا۔ تو حضرت عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ! کیا میں لوگوں پر والی نہیں ہوں گا؟

آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ بلکہ تو ان کا سالار ہوگا جن کو میں آپ کے ساتھ بھیجوں گا یہاں سے تو انہوں نے کہا بلکہ ان پر بھی جو مُجھ سے پہلے آپ نے بھیجے ہیں مسلمانوں میں سے۔ فرماتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں۔ لیکن آپ ایک سالار ہوں گے پس اگر جنگ نے آپ سب کو جمع کیا تو ابو عبیدہ تم سب کے امیر ہوں گے تو حضرت عمرؓو خاموش۔ پھر جب ان کے کوچ کر جانے کا وقت ہوا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو ان سے کہا: اے ابو حفص! آپ جنگ میں میری نُصرت کو جانتے ہیں اور دُشمن میں میرے مناقب کو اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس میری قدر و منزلت کو بھی دیکھا ہے اور میں دیکھتا ہُوں کہ حضرت ابوبکر صدیق آپ کی بات کو نہیں ٹالتے۔ تو آپ انہیں مشورہ دیں اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے کہ وہ مجھے شام میں ان فوجوں کی کمان (امارت) دے دے۔ پس میں اُمّید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ہاتھوں ان ملکوں کو فتح کرے گا اور اللہ تعالیٰ آپ کو اور مسلمانوں کو وہ کچھ دکھائے جس سے تُم خوش ہو گے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں آپ سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میں اس بارے میں ان سے بات نہیں کروں گا اور وہ اس میں میری موافقت بھی نہیں کریں گے۔

کہ وہ آپ کو اُبوعبیدہ پر امیر بنا کر بھیجے حالانکہ اُبوعبیدہ ہمارے نزدیک آپ سے قدر و منزلت کے اعتبار سے افضل ہے انہوں نے کہا: اس چیز سے اُبوعبیدہ کی قدر و منزلت میں کوئی کمی نہ ہوگی اگر وہ مجھے ان پر امیر مقرر کریں۔

فرماتے ہیں: پس جب حضرت عمرو ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس
ئے تو ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں کہا: آپ کو خُوش آمدید ہو اے اُبوعبداللہ! بسا
وقات آپ مسلمانوں کے لیے مبارک ہوتے ہیں اپنی رائے کی وجہ سے اور اپنے حاضر ہونے
ی وجہ سے اور باعث غنیمت اور میں بھی ان میں سے ایک ہوں اور میں اگرچہ تم پر والی
وں کوئی بھی فیصلہ تمہارے بغیر نہیں کرتا پس آپ مجھے اپنی رائے سے آگاہ کرنا پس میں آپ
سے بے نیاز نہیں ہوں۔

فرماتے ہیں: تو عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں ایسا ہی کروں گا اللہ تعالیٰ آپ کو اس
یز کی توفیق دے جس سے مسلمانوں کی اصلاح ہو اور آپ اس سے دشمن کے لیے مصیبت بن
جائیں۔

اور ابو حذیفہ نے فتوح الشام میں ہی روایت کیا ہے کہ رومیوں نے ابوعبیدہ بن الجراح
کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم آپ کی طرف ایک ایسے آدمی کو بھیجیں گے اپنے میں سے جو آپ کو صلح
کی پیشکش کرے گا اور آپ کو نصف کی طرف دعوت دے گا، پس اگر آپ نے اس کی پیشکش کو
قبول کر لیا شاید وہ آپ کے لیے بھی بہتر ہو اور ہمارے لیے بھی۔ اور اگر آپ نے انکار کر دیا
پس ہمارا خیال ہے کہ وہ آپ کے لیے شر ہی ہوگا۔ تو آپ نے انہیں کہا: تم جس کو چاہو بھیج دو۔ تو
انہوں نے ایک دراز قد سرخ (گورے) نیلی آنکھوں والے آدمی کو بھیجا تو وہ آیا تو جب وہ
مسلمانوں کے قریب ہوا تو وہ قوم میں اُبوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ پہچان سکا اور اسے اس کا
بھی علم نہ ہو سکا کہ آپ ان میں موجود بھی ہیں یا نہیں ہیں؟ اور نہ اسے امیروں میں سے کسی امیر
(سالاروں میں سے کسی جرنیل) کی جگہ مرعوب کر سکی۔ تو اس نے کہا! اے گروہ عرب! تمہارا
سالار لشکر کہاں ہے؟ تو انہوں نے اسے کہا: وہ یہ ہیں۔ تو اس نے دیکھا تو اچانک اس نے ابو
عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیٹھا ہوا پایا جس پر زرہ تھی اس وقت وہ گھوڑے کو پکڑے ہوئے تھے
اور ان کے ہاتھ میں نیزے تھے جنہیں وہ اُلٹ پلٹ کر رہے تھے اور آپ مٹی پر بیٹھے ہوئے تھے

تو اس نے آپ سے کہا۔ کیا آپ ان کے سالار وامیر ہیں؟

آپ نے فرمایا: ہاں!

اس نے کہا! آپ کو کس چیز نے مٹی پر بٹھایا ہوا ہے؟

آپ کی کیا رائے ہے اگر آپ تکیہ پر بیٹھے ہوتے یا آپ کے نیچے قالین ہوتا۔ کیا یہ چیز آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ کم کرنے والی ہے؟ اور کیا یہ چیز آپ کو احسان سے دور کرنے والی ہے؟

تو ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا! اللہ تعالیٰ حق بات کو بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا۔ میں آپ کو ضرور سچ سچ کہوں گا۔ میں نے صبح نہیں کی مگر یہ کہ میں اپنی تلوار اپ گھوڑے اور اپنے اسلحہ کا مالک تھا۔ اور مجھے کل ضرورت پڑی کچھ نفقہ کی تو میں نے اپنے اس بھا سے کچھ چیز قرض لی یعنی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ حالانکہ اس کے پاس کچھ موجود تو میں نے قرض لے لیا اگر میرے پاس قالین ہوتے یا تکیہ ہوتا تو بھی میں اس پر نہ بیٹھتا اور میر اس پر اپنے مسلمان بھائی کو بٹھاتا جس کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے کہ شاید وہ مجھ سے زیاد قدر ومنزلت کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہو روئے زمین پر۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں ہم زمین پر چلتے ہیں اور اس پر بیٹھتے ہیں اور اس پر کھاتے ہیں اور اسی پر لیٹتے ہیں او یہ چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے لیے کسی چیز کو کم نہیں کرتا بلکہ اس سے ہمیں اجر عظیم حاصل ہوتا ہے اور ہمارے درجات بلند ہوتے ہیں تو اپنی حاجت بیان کر جس کے لیے تو آیا ہے۔

اور ابُو حذیفہ ہی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فوجوں میں ان کے ساتھ ملاقات کی اور اُس وقت وہ اونٹنی پر سوار تھے آپ نے ایک عباء پہنی ہوئی تھی جس اونٹنی کی نکیل بالوں کی رسی تھی اپنا اسلحہ پہنے ہوئے تھے اپنی کمان اپنے کندھوں کے ساتھ لٹکائی ہوئی تھی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طاعون کے زمانہ میں جو شام میں پھیلا تھا حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

طرف لکھا ہمیں ایک ضرورت پیش آ گئی ہے جس میں ہمیں آپ کی ضرورت ہے پس جب آپ کے پاس میرا یہ خط آئے تو میں آپ پر لازم کرتا ہوں کہ آپ کے پاس اگر رات کے وقت خط پہنچے تو صبح کرنے سے پہلے چلے آئیں اور اگر دن کے وقت پہنچے تو شام سے پہلے میری طرف سوار ہوں۔

پس جب آپ نے اس خط کو پڑھا فرمایا۔ میں نے اُمیر المومنین کی حاجت کو جان لیا ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ مجھ سے سبقت کرے اس کی طرف جو باقی نہیں رہے پھر آپ نے لکھا: میں نے آپ کی حاجت کو جان لیا ہے اے امیر المومنین آپ مجھے اپنے عزم سے چھوڑ دیں پس میں مسلمانوں کے لشکروں میں سے ایک لشکر میں ہوں، میں ان کو چھوڑ کر اپنی جان میں رغبت نہیں رکھتا۔ پس جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خط کو پڑھا تو روے۔ تو ان سے پوچھا گیا کیا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا؟

فرمایا! نہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف لکھا تھا کہ اردن ایک نمناک زمین ہے اور جابیہ نزہت والی جگہ ہے پس تو مسلمانوں کو لے کر جابیہ چلا جا پس جب ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط پڑھا فرمایا: اس میں ہم امیر المومنین کی بات کو سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے اس کو ابو حذیفہ اور فضائلی نے تخریج کیا ہے۔

شرح:

طاعُون، وباء کی وجہ سے موت ہے یہ مرض عام ہے ہوا کے خراب ہونے کی وجہ سے جس سے مزاج فاسد ہو جاتے ہیں بدن بھی، کہا جاتا ہے طعن الرجل فھو مطعون وطعین۔ اور، اردن ھمزہ کے ضمہ اور نون کی تشدید کے ساتھ ایک شہر اور ایک ضلع جو بالائی شام میں واقع ہے اور جابیہ دمشق کی ایک بستی ہے اور غمصہ غین معجمہ کے ساتھ ہے یعنی وہ پانی کے قریب ہے اور نمی اور آبادی کے قریب ہے اور انعمق ہوا کے خراب ہونے کو کہا جاتا ہے اور اس کی خراب زیادہ نمی

کی وجہ سے ہوتی ہے تو اس سے وبا پھُوٹ پڑتی ہے اور انعمق ندی پر سوار ہونے کو بھی کہا جاتا ہے اور نزہتہ ۔ یعنی پانی سے دُور ہے تو اس میں وباء کم پڑتی ہے ابن السکیت نے کہا: اور وہ چیز جس کو لوگ اس کی جگہ پر نہ رکھیں ان کا یہ قول: ہم تنزہ حاصل کرتے ہوئے نکلے، راغوں کی طرف۔ کہا: جہاں تک تنزہ کا تعلق ہے تو وہ پانیوں اور سبزہ زار سے دُوری کو کہا جاتا ہے اور اسی سے ہے فلاں تنزہ عن الاقذار یعنی وہ ان سے دور ہوتا ہے۔

عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ طاعون عمواس سے حضرت ابُوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محفوظ تھے اور ان کے گھر والے بھی تو انہوں نے فرمایا اے اللہ! اس کا حِصّہ آل ابی عبید کو بھی حاصل ہو تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خنصر (چھنگلی) میں ایک چھوٹا سا پھوڑا نکلا تو آپ نے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا تو آپ سے کہا گیا؛ یہ کچھ بھی نہیں ہے تو آپ نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے گا۔ جب وہ کسی قلیل چیز میں برکت ڈالے تو وہ کثیر ہو جاتی ہے اس کو فضائلی اور ابوحذیفہ نے تخریج کیا ہے۔

طاعون عمواس: جوہری نے کہا، یہ اسلام میں پھیلنے والا پہلا طاعُون ہے جو شام میں پھیلا۔ اور البثرۃ تھوڑے سے پھوڑے کو کہا جاتا ہے اس کی جمع بثور آتی ہے اور اس بارے اشعار ہیں کہ طاعون کی تفسیر اس کے علاوہ سے بھی کی گئی ہے جو ابھی اس کی تفسیر کی گئی اور اس کا اول خراج ہے یا اس کا غیر اس کو طاعون کہتے ہیں اور یہ بعید ہے کہ وہ مرض جو عام ہو وہ خراج کی وجہ سے ہو یا اس کا غیر ہو اسے طاعون کہا جائے اور یہ طاعون اسی طرش کا تھا۔ واللہ اعلم۔

آپ کے اہتمام کا بیان جب حضرت عمُر نے قحط کے سال آپ کو برانگیختہ کیا روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو گئے تو آپ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط لکھا اور اس وقت آپ شام میں تھے، الغوث الغوث۔ مدد کریں مدد کریں مسلمانوں کو آپس تو ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی طرف لکھا۔

اے امیر المومنین ! آپ نے میری طرف الغوث الغوث لکھا حالانکہ آپ کی طرف قافلہ آگیا
ہے جس کا اوّل آپ کے پاس ہے اور اس کا آخر شام میں ہے۔

نویں فصل

آپ کی وفات اور اس کے متعلقات

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاعون عمواس میں سرزمین شام میں اُردن کے مقام پر فوت ہوئے اور وہیں آپ کی قبر ہے، ۱۸ ہجری میں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ خلافت میں جبکہ ان کی عمر اس وقت اُٹھاون سال تھی۔ اور ان کی نماز جنازہ مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا کی اور آپ کی قبر میں معاذ بن جبل و عمرو بن العاص وضحاک بن قیس اُترے اس کو ابُوعمر اور صاحب الصفوۃ نے تخریج کیا ہے۔

اور مدائنی نے عجلانی سے اور انہوں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن حسان سے روایت کیا فرمایا۔ طاعون عمواس میں پچیس ہزار افراد فوت ہوئے اور کہا گیا جب طاعُون پھیلا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ یہ عذاب ہے تو تُم اس سے مُتفرّق ہو جاؤ۔ تو یہ خبر شرجیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو اُنہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم کی صُحبت کی حالانکہ عمْرو اپنے گھریلو اُونٹ سے بھی زیادہ گمراہ ہے یہ تمہارے نبی کی دعوت اور تمہارے رَب کی طرف سے رحمت ہے اور صالحین کی تُم سے پہلے موت ہے پس تم اس کے لیے اکٹھے رہو اور اس سے مُتفرّق نہ ہو، تو یہ بات عمْرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی، تو انہوں نے فرمایا، اس نے سچ کیا۔

اور ابو قلابہ نے کیا، میں نے شہادت اور رحمت کو جان لیا اور میں اس بات کو نہ جان سکا کہ یہ تُمہارے نبی کی دعوت ہے سے کیا مُراد ہے؟

تو میں نے اس بارے سوال کیا، تو کہا گیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دُعا

فرمائی کہ آپ کی اُمت کا فناء ہونا طاعون کے ذریعے ہو جب آپ نے یہ دُعا فرمائی کہ وہ آپس میں جنگ نہ کریں تو آپ کو اس سے منع کیا گیا، تو آپ نے یہ دُعا مانگی۔ اہلِ علم نے کہا: یہ اس کے لیے شہادت ہے جس نے اِس پر صبر کیا اجر طلب کرتے ہوئے یہ جانتے ہوئے کہ اسے جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ اس سے خطا کرنے والا نہ تھا اور جو اُسے حاصل نہ ہوا وہ اُسے حاصل ہونے والا نہ تھا، جہاں تک اِس کا تعلّق ہے جو اِس سے بھاگ گیا تو اُسے اُس نے آلیا تو وہ شہید نہیں ہوگا۔ مدائنی کے قول سے یہاں تک قلعی نے تخریج کیا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی وصیّت کا بیان

سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا۔ جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُردن میں طاعُون میں مشاہدہ ہوئے تو آپ نے ان مُسلمانوں کو بُلایا جو وہاں موجود تھے اور فرمایا: میں تمہیں ایک وصیّت کرنے والا ہوں اگر تُم نے اِس کو قبول کر لیا تو تم ہمیشہ خیَر میں رہو گے۔ نماز قائم کرو اور رمضان کا مہینہ روزے رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور حج کرو اور عمرہ کرو اور ایک دوسرے کو نصیحت کرو اور اپنے اُمراء کے لیے مخلص رہو۔ اور تم انہیں کمزور نہ کرنا اور تمہیں دُنیا غرور میں مبتلا نہ کرے۔ اگر کوئی شخص ہزار سال بھی زندہ رہے تو اس کے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ وہ میرے اس پچھاڑے جانے کی جگہ نہ ہو جائے جس کو تم دیکھ رہے ہو۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے بنو آدم پر موت کو لکھ دیا ہے پس انہوں نے مرنا ہے تو ....

سب سے زیادہ عقلمند ان میں سے اپنے رب کا سب سے زیادہ مطیع و فرمانبردار ہے اور اپنے معاد یعنی آخرت کے لیے سب سے زیادہ کام کرنے والا ہے۔ والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اَے معاذ بن جبل! لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں کھڑے ہوئے تو فرمایا: اَے لوگو! تُم اپنے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توَبہ کرو جو بھی شخص اللہ تعالیٰ سے توَبہ کرتے ہوئے مُلاقات کرے گا تو اللہ

ِالٰی پر حق ہے کہ وہ اس کی مغفرت فرمائے گا جس کسی پر کوئی قرض ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کو ا کرے پس آدمی اپنے دین میں مرتہن گروی) ہے اور جو بھی شخص تم میں سے اپنے بھائی سے نارہ کشی اختیار کرتے ہوئے صبح کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے ساتھ ملاقات کرے اور ں کے ساتھ صُلح کرے۔ اور کسی مُسلمان کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ کنارہ کش ہو جائے۔ اَے مسلمانو! تم اس آدمی سے غمزدہ کر دیئے گئے ہو میرا خیال ہے کہ میں نے اس سے زیادہ دل کے اِعتبار سے نیکو کار دیکھا ہو اور نہ باطنی کینہ سے اس سے یادہ کوئی دُور ہونے والا ہو اور نہ اُمت کے لیے اس سے زیادہ محبّت کرنے والا ہو اور نہ اس سے زیادہ مُخلص۔ پس تم اُن پر رحمت کرو اور ان کی نماز جنازہ میں حاضر ہو جاؤ۔

دسویں فصل

آپ کی اولاد کے بارے میں

آپ کی اولاد میں سے یزید و عمیر تھے دونوں کی ماں ہند بنت جابر تھی وہ دونوں فوت ہو گئے تھے، آپ نے اپنے پیچھے کوئی بھی اولاد نہ چھوڑی۔ واللہ اعلم

اللہ تبارک و تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نت کاملہ کے صدقہ سے ریاض النضرہ فی مناقب عشرہ مبشرہ کی جُز چہارم کا ترجمہ اختتام پذیر ہوا۔

"الحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ المُرسَلِینَ وَعَلٰی آلِہِ الطَّاہِرِینَ وَصَحبِہٖ اَجمَعِینَ"

نیاز آگین

صائم چشتی

عربی متن

الرياض النضرة فی مناقب العشرة

المحب الطبری

أبو جعفر أحمد بن عبد الله الطبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 694ھ)

الباب الثالث

فی مناقب أمير المؤمنين عثمان بن عفان رضی الله عنه وفيه اثنا عشر فصلا الأول فی نسبه، الثانی فی اسمه و كنيته، الثالث فی صفته، الرابع فی إسلامه، الخامس فی هجرته، السادس فی خصائصه، السابع فی أفضليته، الثامن فی شهادة النبی صلی الله عليه وسلم له بالجنة، التاسع فی فضائله، العاشر فی خلافته، الحادی عشر فی مقتله، الثانی عشر فی ولده.

الفصل الأول

فی نسبه

وقد تقدم ذكر آبائه فی ذكر الشجرة فی إثبات العشرة، وينسب إلى أمية بن عبد شمس فيقال الأموی، يجتمع مع رسول الله صلی الله عليه وسلم فی عبد مناف، وهو أقربهم إلى رسول الله صلی الله عليه وسلم بعد علی بن أبی طالب رضی الله عنهم. أمه أروی ابنة كريز بن ربيعة بن حبيب بن عبد شمس بن عبد مناف، أسلمت، رواه أبو بكر بن مخلد فی الآحاد والمثانی عن ابن عباس. أمها: البيضاء - أم حكيم - بنت عبد المطلب عمة رسول الله صلی الله عليه وسلم شقيقه أبی طالب.

الفصل الثانی

فی اسمه و كنيته

ولم يزل اسمه فی الجاهلية والإسلام عثمان، ويكنى أبا عبد الله وأبا عمرو، كنيتان مشهورتان، وأبو عمرو أشهر. قيل: إنه ولدت له رقية ولداً سماه عبد الله فاكتنى به فمات، ثم ولد له عمرو فاكتنى به إلى ان مات. وقيل: إنه كان يكنى أباليلی، وكان يقال له ذو النورين.

وعن علی رضی الله عنه وقد سئل عن عثمان قال فذاك امرؤ يدعی فی الملأ ذا النورين، كان ختن رسول الله صلی الله عليه وسلم علی ابنته، ضمن له رسول الله صلی الله عليه وسلم بيتا فی الجنة، خرجه ابن السمان.

وعن المهلب بن أبی صفرة وقد قيل له: لم قيل لعثمان ذو النورين؟ قال لأنه لم يعلم أحد تزوج ابنتی نبی غيره.

وحكى الإمام أبو الحسين القزوينی الحاكمی فی تسميته بذلك ثلاثة أقوال: أحدها - هذا، والثانی لأنه كان يختم القرآن فی الوتر، فالقرآن نور وقيام الليل نور، والثالث لأنه كان له سخاءان، أحدهما قبل الإسلام والثانی بعده.

وذكر الحافظ أبو بكر محمد بن عمر بن النجار - عن وكيع بن الجراح - أنه إنما سمی ذا النورين لأنه ذو كنيتين يكنى أبا عمرو وأبا عبد الله، قال وقال بعض العلماء: إنما سمی بذلك لأنه إذا دخل الجنة برقت له برقتين، فلذلك سمی ذا النورين. فتحصلنا فی سبب تسميته ذا النورين على

...سة أقوال.

الفصل الثالث

في صفته

...ان رضى الله عنه رجلا ربعة، ليس بالقصير ولا بالطويل، حسن الوجه، بوجنتيه نكتات ...دري، أقنى.

...قال البغوى: مشرف الأنف من أجمل الناس، رقيق البشرة، عظيم اللحية طويلها، أسمر ...لون، كثير الشعر، له جمة أسفل من أذنيه، ولكثرة شعر رأسه ولحيته كان أعداؤه يسمونه ...عثلا، ضخم الكراديس، بعيد ما بين المنكبين، وكان أصلع، وكان يصفر لحيته.

...ن عبد الرحمن بن سعد قال: رأيت عثمان بن عفان على بغلة رسول الله صلى الله عليه وسلم ...هو بين الزوراء قد صفر لحيته، أخرجه ابن الضحاك. وقيل كان يختصب بالسواد. وقيل: ما ...صب به قط بل كان أبيض اللحية، حكاهما الخجندى.

...كان وتد أسنانه بالذهب، وكان محبباً فى قريش، وفيه يقول قائلهم أحبك الرحمن حب ...يش عثمان، ذكر ذلك كله ابن قتيبة وأبو عمر وصاحب الصفوة. وكان يقال له اللين ...رحيم، ذكره الخجندى.

...شرح نعثل: اسم رجل طويل اللحية، كان إذا نيل من عثمان سمى بذلك. ونعثل أيضاً اسم ...ذكر من الضباع.

...عن الحسن- وقد سئل عن صفة عثمان- فقال: كان خفيف الجسم عظيم الأرنبة، شعر رأسه ...أنصاف أذنيه. خرجه ابن الضحاك وروى انه كان من أجمل الناس.

...عن اسامة قال: بعثنى رسول الله صلى الله عليه وسلم بصحفة فيها لحم إلى عثمان فدخلت ...ليه وإذا هو جالس مع رقية- ما رأيت زوجا أحسن منهما- فجعلت مرة أنظر الى عثمان ومرة ...ظر إلى رقية فلما رجعت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: دخلت عليهما؟ قلت نعم. ...ل: هل رأيت زوجاً أحسن منهما؟ قلت لا. وقد جعلت مرة أنظر إلى رقية ومرة أنظر الى ...ثمان- خرجه البغوى فى معجمه والحافظ الدمشقى.

الفصل الرابع

فى إسلامه

...ن عمرو بن عثمان قال كان إسلام عثمان فيما حدثنا عن نفسه قال: كنت رجلا مستهتراً ...نساء. وإنى ذات ليلة بفناء الكعبة قاعد فى رهط من قريش إذ أتينا فقيل لنا إن محمداً قد ...كح عتبة بن أبى لهب رقية. وكانت رقية ذات جمال رائع قال عثمان: فدخلتنى الحسرة لم لا ...ون أنا سبقت إلى ذلك، فلم ألبث أن انصرفت إلى منزلى فأصبت خالة لى قاعدة وهى سعدى

بنت كريز وكانت قد طرقت وتكهنت عند قومها فلما رأتني قالت:

أبشر وحييت ثلاثاً تترى أتاك خير ووقيت شراً

أنكحت والله حصاناً زهراً وأنت بكر ولقيت بكراً

وافيتها بنت عظيم قدراً بنت أمرىء قد أشاد ذكراً

قال عثمان فعجبت من قولها فقلت يا خالة ما تقولين؟ فقالت: يا عثمان لك الجمال ولك اللسان، هذا نبي معه البرهان أرسله بحقه الديان فاتبعه لا تغتالك الأوثان. قال قلت: يا خالة إنك لتذكرين شيئاً ما وقع ذكره في بلدنا فأبينيه لي قالت: محمد بن عبد الله رسول من عند الله جاء بتنزيل الله يدعو إلى الله ثم قالت: مصباحه مصباح ودينه فلاح وأمره نجاح وقرنه نطاح دانت له البطاح: ما ينفع الصياح لو وقع الذباح وسلمت الصفاح ومدت الرماح. قال ثم انصرفت ووقع كلامها في قلبي فجعلت أفكر فيه وكان لي مجلس عند أبي بكر فأتيته فأصبته في مجلس ليس عنده أحد فجلست إليه فرآني مفكراً فسألني عن أمري وكان رجلاً متأنياً فأخبرته بما سمعت من خالتي فقال: ويحك يا عثمان إنك لرجل حازم ما يخفى عليك الحق من الباطل ما هذه الأوثان التي يعبدها قومنا أليست من حجارة صم لا تسمع ولا تبصر قلت بلى والله إنها كذاك! فقال والله لقد صدقتك خالتك، هذا رسول الله محمد بن عبد الله قد بعثه الله تعالى برسالته إلى خلقه. فهل لك أن تأتيه فتسمع منه؟ قلت بلى!! فو الله ما كان أسرع من أن مر رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه علي بن أبي طالب يحمل ثوباً فلما رآني أقبل علي فقال: يا عثمان أجب الله إلى جنته، فإني رسول الله إليك وإلى خلقه قال: فو الله ما تمالكت حين سمعت قوله أن أسلمت وشهدت أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله، ثم لم ألبث أن تزوجت رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم، وفي إسلام عثمان تقول خالته - سعدى بنت كريز -.

هدى الله عثماناً بقولي إلى الهدى وأرشده والله يهدي إلى الحق

فتابع بالرأي السديد محمداً وكان برأي لا يصد عن الصدق

وأنكحه المبعوث بالحق بنته فكان كبدر مازج الشمس في الأفق

فدى لك يا ابن الهاشميين مهجتي وأنت أمين الله أرسلت للخلق

ثم جاء الغد أبو بكر بعثمان بن مظعون وأبي عبيدة بن الجراح وعبد الرحمن بن عوف وأبي سلمة بن عبد الأسد والأرقم بن أبي الأرقم فأسلموا، وكانوا مع من اجتمع مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ثمانية وثلاثين رجلا، خرجه الفضائلي، وخرج صاحب فضائله طائفة منه، وأسلمت أخت عثمان - آمنة بنت عفان - وأسلم إخوته لأمه: الوليد وخالد وعمارة - أسلموا يوم الفتح وأم كلثوم: بنو عقبة ابن أبي معيط بن عمرو بن أمية، أمهم كلهم أروى المتقدم ذكرها

فصل نسبه، وذكر ذلك الدارقطنى فى كتاب الأخوة، وذكر أن أم كلثوم من المهاجرات الأول، يقال: إنها أول قرشية بايعت النبى صلى الله عليه وسلم وأنكحها زيد بن حارثة، ثم حلف عايها عبد الرحمن بن عوف ثم تزوجها الزبير بن العوام.

الفصل الخامس
فى هجرته

قال أبو عمر: هاجر عثمان إلى أرض الحبشة فاراً بدينه مع زوجته رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان أول مهاجر إليها، ثم تابعه سائر المهاجرين إلى أرض الحبشة، ثم هاجر الهجرة الثانية إلى المدينة.

عن أنس قال: أول من هاجر إلى أرض الحبشة عثمان، وخرج بابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فأبطأ على رسول الله صلى الله عليه وسلم خبرهما فجعل يتوكف الخبر، فقدمت امرأة من قريش من أرض الحبشة فسألها فقالت: رأيتها، فقال على أى حال رأيتها؟ قالت رأيتها وقد حملها على حمار من هذه الدواب وهو يسوقها، فقال النبى صلى الله عليه وسلم: صحبهما الله!! أن كان عثمان لأول من هاجر إلى الله عز وجل بعد لوط، خرجه خيثمة بن سليمان فى فضائل عثمان، والملأ فى سيرته، والظاهر أن قدومه من الحبشة كان قبل هجرة النبى صلى الله عليه وسلم إلى المدينة أو بعدها، وقبل وقعة بدر، لأنه صح أنه كان فى وقعة بدر متخلفا بالمدينة على زوجته رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت مريضة، وضرب له رسول الله صلى الله عليه وسلم بسهمه وأجره منها، وسيأتى ذكر ذلك فى خصائصه، وكانت وقعة بدر لسنة من الهجرة وثمانية أشهر وسبع عشرة ليلة خلت من شهر رمضان. وكان قدوم أكثر مهاجرى الحبشة-جعفر وأصحابه-موافقاً لفتح خيبر؟ فأسهم صلى الله عليه وسلم لهم منها، وما أسهم لاحد غاب عن فتح خيبر من غنائمها إلا لجعفر وأصحاب سفينته، وكان فتح خيبر لست سنين من الهجرة وثلاثة أشهر وأحد عشر يوما.

الفصل السادس
فى خصائصه

تقدم من ذلك اختصاصه بأنه أول من هاجر إلى أرض الحبشة فى الذكر قبله.

ذكر اختصاصه بعظيم الشرف وشرف المنقبة بتزوج ابنتى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله أوحى إلى أن أزوج كريمتى عثمان بن عفان، خرجه الطبرانى. وخرجه خيثمة ابن سليمان عن عروة بن الزبير عن عائشة وزاد بعد قوله كريمتى يعنى رقية وأم كلثوم.

وعن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أتانى جبريل فأمرنى أن أزوج عثمان

كريمتي، وقالت عائشة: كن لما لا ترجو أرجى منك لما ترجو، فإن موسى عليه السلام خر
يلتمس ناراً فرجع بالنبوة. خرجه الحافظ أبو الحسين بن نعيم البصري.

وعن أبي هريرة قال: لقي النبي صلى الله عليه وسلم عثمان عند باب المسجد فقال: يا عثمان هذ
جبريل أخبرني أن الله قد أمرني أن أزوجك أم كلثوم بمثل صداق رقية، وعلى مثل صحبته
خرجه ابن ماجه القزويني والحافظ أبو بكر الاسماعيلي وأبو سعيد النقاش وأبو الحسن الخلع
وأبو القاسم الدمشقي والإمام أبو الخير القزويني الحاكمي.

وعنه قال: قال عثمان: لما ماتت امرأته بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم بكيت بكا
شديداً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما يبكيك؟ قلت: أبكي على انقطاع صهري
منك. قال: فهذا جبريل يأمرني بأمر الله عز وجل أن أزوجك أختها.

وعن ابن عباس معناه- وزاد فيه- والذي نفسي بيده لو أن عندي مائة بنت تموت واحدة بعد
واحدة زوجتك أخرى حتى لا يبقى من المائة شيء، هذا جبريل أخبرني ان الله عز وجل يأمرني أن
أزوجك أختها وأن أجعل صداقها مثل صداق أختها. خرجه الفضائلي.

وعن علي رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لو كان عندي
أربعون بنتاً لزوجت عثمان واحدة بعد واحدة حتى لا يبقى منهن واحدة. خرجه أبو حفصة عم
بن شاهين وابن السمان، ولا تضاد بين هذا وبين حديث ابن عباس قبله، بل يحمل على تكرر
القول منه صلى الله عليه وسلم. وعن إسماعيل ابن عيلة قال: أتيت يونس بن خباب لأسمع
منه فقال: من أين أنت؟ فقلت من أهل البصرة. فقال من أهل المدينة الذين يحبون عثمان
بن عفان وقد قتل ابنتي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت. قتل واحدة فلم زوجه
الثانية؟ خرجه الحافظ السلفي.

ذكر اختصاصه بأنه من أشبه الصحابة خلقاً بالنبي

عن أبي هريرة قال: دخلت على رقية بنت النبي صلى الله عليه وسلم وفي يدها مشط فقالت
خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم من عندي آنفاً رجلت رأسه فقال: كيف تجدين أبا عبد
الله؟ قلت خير الرجال. قال: أكرميه فإنه من أشبه أصحابي بي خلقاً خرجه الدولابي والبغوي
وخرج خيثمة بن سليمان منه قوله صلى الله عليه وسلم في عثمان إنه أشبه أصحابي بي خلقاً
وخرجه الملأ عن معاذ بن جبل بزيادة ولفظه: قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان
عثمان بن عفان أشبه الناس بي خلقاً وخلقاً وديناً وسمتاً. وهو ذو النورين زوجته ابنتي، وهو
معي في الجنة كهاتين وحرك السبابة والوسطى.

ذكر اختصاصه بكثرة الحياء وبأنه أصدق الأمة حياء

عن أنس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: أصدق أمتي حياء عثمان خرجه في

المصابيح الحسان.

وعن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عثمان أحيا أمتى وأكرمها خرجه الملأ فى سيرته.

وعن عائشة قالت: استأذن أبو بكر على النبى صلى الله عليه وسلم وأنا معه فى مرط واحد فأذن له. فقضى حاجته وهو على تلك الحال فى المرط. ثم استأذن عليه عمر فأذن له فقضى حاجته وهو على تلك الحال فى المرط. ثم استأذن عثمان فأصلح ثيابه وجلس فقضى إليه حاجته ثم خرج. قالت عائشة: قلت يا رسول الله استأذن عليك أبو بكر فقضى إليك حاجته وأنت على حالك، ثم استأذن عليك عمر فقضى إليك حاجته وأنت على تلك الحال، ثم استأذن عليك فأصلحت ثيابك واحتفظت. فقال: يا عائشة: إن عثمان رجل حى، ولو أذنت له على تلك الحال خشيت أن لا يقضى حاجته. خرجه أحمد وأبو حاتم. وخرجه مسلم ولفظه: استأذن أبو بكر على النبى صلى الله عليه وسلم وهو مضطجع على فراشه لابس مرط عائشة فأذن له. ثم ذكر الحديث وقال فى عثمان. فجلس وقال: يا عائشة اجمعى عليك ثيابك وقال: لم يبلغ إلى حاجته مكان أن لا يقضى.

شرح- المرط- بالكسر كساء من صوف أو خز يؤتزر به وجمعه مروط. ولا تضاد بين الحديثين، بل يحمل الثانى على أنه صلى الله عليه وسلم كان لابساً مرط عائشة وهى معه فيه. وقوله. اجمعى عليك ثيابك. يؤيد هذا. فإنه لما جمع عليه ثيابه وخرج من المرط أمرها بمثل فعله صلى الله عليه وسلم.

وعن الحسن وذكر عثمان وشدة حيائه فقال: إن كان ليكون فى البيت والباب عليه مغلق فما يضع عنه الثوب ليفيض عليه الماء يمنعه الحياء أن يبم صلبه. خرجه أحمد وصاحب الصفوة.

ذكر اختصاصه باستحياء الملائكة منه

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مضطجعاً فى بيته كاشفاً عن فخذيه أو عن ساقيه فاستأذن أبو بكر فأذن له وهو على تلك الحال فتحدث. ثم استأذن عمر فأذن له وهو على تلك الحال فتحدث. ثم استأذن عثمان فجلس رسول الله صلى الله عليه وسلم وسوى ثيابه فدخل فتحدث. فلما خرج قالت عائشة يا رسول الله دخل أبو بكر فلم تهتش له ولم تبال به. ثم دخل عمر فلم تهتش له ولم تبال به. ثم دخل عثمان فجلست وسويت ثيابك؟ فقال النبى صلى الله عليه وسلم: ألا استحى من رجل تستحى منه الملائكة. خرجه أحمد ومسلم وحاتم؛ وعند مسلم أنه قال لعائشة: أجمعى عليك ثيابك.

شرح- تهتش- من الهشاشة وهى الارتياح والخفة للمعروف. تقول: هششت لفلان بالكسر أهش هشاشة إذا خففت إليه وارتحت له.

وعن حفصة قالت: دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضع ثوبه بين فخذيه فجاء أبو بكر يستأذن فأذن له وهو على هيئته، ثم جاء عمر يستأذن فأذن له وهو على هيئته، ثم جاء عثمان يستأذن فتجلل ثوبه ثم أذن له، فتحدثوا ساعة ثم خرجوا، قلت: يا رسول الله دخل أبو بكر وعمر وعلى وأناس من أصحابك وأنت على هيئتك لم تتحرك فلما دخل عثمان تجللت ثوبك؟ قال: ألا أستحى ممن تستحى منه الملائكة؟ خرجه أحمد، وخرجه رزين مختصراً وقال البخارى قال محمد: ولا أقول ذلك فى يوم واحد.

ذكر اختصاصه بالتوصية إليه ألا يخلع قميصاً ألبسه الله إياه

عن النعمان بن بشير عن عائشة أنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعثمان ذات يوم: يا عثمان: إن الله لعله يقمصك قميصا، فإن أرادوك على خلعه فلا تخلعه ثلاثاً قال قلت: يا أم المؤمنين أين كنت عن هذا الحديث؟ قالت: يا بنى أنسيته كأنى لم أسمعه قط. خرجه أبو حاتم والترمذى، وقال: حسن غريب، وفى رواية يا عثمان: إن الله يقمصك قميصاً فإن أرادك المنافقون على خلعه فلا تخلعه ولا كرامة لهم يقولها مرتين أو ثلاثاً.

وفى رواية قالت: أرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى عثمان فأقبل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فكان آخر كلام كلمه أن ضرب منكبه وقال: يا عثمان إن الله عسى أن يلبسك قميصاً فإن أرادك المنافقون على خلعه فلا تخلعه حتى تلقانى فذكره ثلاث مرات. خرجهما أحمد.

وفى رواية أنها قالت إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يا عثمان إن ولاك الله تعالى هذا الأمر يوما فأرادك المنافقون على أن تقلع قميصك الذى قمصك الله فلا تخلعه، يقول ذلك ثلاث مرات. قال النعمان بن بشير: فقلت لعائشة ثم ذكر معنى ما تقدم، خرجه أبو الخير القزوينى الحاكمى. وفى رواية عن عبد الله بن عمر يا عثمان: إن كساك الله قميصاً وأرادوك على خلعه فلا تخلعه، فو الذى نفسى بيده لئن خلعته لا ترى الجنة حتى يلج الجمل فى سم الخياط خرجه الصوفى من حديث يحيى بن معين.

ذكر اختصاصه بتمنيه محادثته فى بعض الأحوال

عن عائشة قالت: كنت عند النبى صلى الله عليه وسلم ذات يوم وأنا وحفصة فقال صلى الله عليه وسلم: لو كان عندنا رجل يحدثنا؟ فقلت يا رسول الله أبعث إلى أبى بكر فيجىء فيحدثنا قالت: فسكت صلى الله عليه وسلم؛ قالت: فدعا رجلا فأسر إليه شيئاً دوننا فذهب فجاء عثمان وأقبل عليه بوجهه.

وعنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى مرضه: وددت أن عندى بعض أصحابى قالت: فقلت يا رسول الله، ألا ندعو لك أبا بكر فسكت، قلنا عمر فسكت، قلنا: عليا فسكت،

سخت شاق گزرا تو ہم نے حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی۔

اُنہوں نے کہا! حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دُنیا میں رغبت نہیں رکھتے، اُنہوں نے آپ کے جسموں پر وہ لباس دیکھا جو نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہنا تھا اور نہ اُن کے بعد اُن کے خلیفہ نے پہنا تھا۔'' ہم لوگ یہ سُن کر اپنے گھروں میں آئے اور وہ لباس اُتار دیا اور اُس ہیئت میں حاضر ہوئے جو ہمارا اپنا لباس تھا، پس آپ کھڑے ہوئے اور ہم میں سے ایک ایک کو سلام کیا اور ایک ایک کو گلے لگایا گویا کہ اُنہوں نے ہمیں نہیں دیکھا تھا۔''

پھر ہم نے آپ کی خدمت میں مالِ غنیمت پیش کیا تو اُنہوں نے ہم میں برابر تقسیم کر دیا، ہم نے غنائم میں سے حلوے جیسی زرد اور سُرخ رنگ کی مٹھائی اُن کی خدمت میں پیش کی۔ اُنہوں نے اُسے چکھا تو مزیدار اور خُوشبودار پایا، پس اُنہوں نے ہماری طرف رُخ موڑ کر کہا! اَے معشرِ مہاجرین وانصار! اس کھانے پر تمہارا بیٹا باپ کو اور بھائی بھائی کو قتل کر دے گا، پھر حکم دیا کہ اسے اُن مسلمانوں کی اولاد اُٹھالے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے شہید ہوئے تھے، بعد ازاں آپ واپس تشریف لے گئے اور اُس مال سے اپنے لئے کوئی چیز نہ لی۔

قیصر وکِسریٰ کے خزانوں کی تقسیم

روایت ہے کہ جب عراق فتح ہوا اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خِدمت میں کسریٰ وقیصر کے خزانے پیش ہوئے تو بیت المال کے خازن نے اُنہیں کہا بیت المال میں داخل کر لوں؟

فرمایا! نہیں! خُدا کی قسم جب تک میں اِن خزانوں کو تقسیم نہیں کروں گا چھت کے نیچے پناہ نہیں لُوں گا، پھر جب مسجد میں اُن خزانوں کو کھولا گیا تو سونے اور جواہرات کا عظیم منظر دیکھا تو فرمایا! یہ مال کس امین کے حوالے کیا ہے؟

لوگوں نے کہا! آپ اللہ کے امین ہیں اور اُنہوں نے آپ کی طرف بھیجا ہے جو

اللہ تعالیٰ کی طرف ادا کیا جائے گا، پس جب آپ ٹیڑھے ہو جائیں گے تو وہ بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ مال تقسیم کر دیا اور اپنی ذات کے لئے کوئی چیز نہ لی۔

(خرجہ فی فضائلہ)

باریک لباس کیسے پہنوں

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تقریباً پچاس صحابہ مسجد میں جمع تھے تو اُنہوں نے کہا! آپ نے اس شخص کے زُہد اور اُس کے حال کو دیکھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر قیصر و کسریٰ کے دیارِ شرق و غرب کے کونے فتح فرمائے، اور اُن کے پاس عرب و عجم کے وفود آتے ہیں تو ان کے جسم پر یہ جبہ دیکھتے ہیں جسے بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں، اگر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ اُن سے پوچھیں کہ وہ اس جُبے کی بجائے نرم کپڑے کا جبہ پہن لیں تو اُن کا رُعب بڑھ جائے گا۔"

نیز یہ کہ اُن کے لئے معیشت کو وسیع کر دیا جائے اور مہاجرین و انصار اُن کے وسیع دستر خوان پر اُن کے ساتھ کھانا تناول کریں۔"

حاضرین مجلس نے کہا! یہ کام حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سوا کوئی نہیں کر سکے گا، پھر اُنہوں نے آپ سے اس کے بارے میں گفتگو کی تو اُنہوں نے فرمایا میں یہ کام نہیں کر سکتا، البتہ آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج کے پاس جائیں وہ مومنوں کی مائیں ہیں وہی اس پر جرأت کر سکیں گی۔"

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: پھر لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں عرض کی اور وہ دونوں ایک ہی جگہ تشریف فرما تھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا کہ اُن سے پوچھیں، اُنہوں نے فرمایا ! میں یہ کام نہیں کرسکتی، آپ پوچھ لیں، پھر دونوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئیں اور قریب جا کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ! کیا مجھے بات کرنے کی اجازت ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اے اُم المومنین ارشاد فرمائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے پروردگار کی جنت اور رضوان میں تشریف لے گئے تو دنیا کی طرف تشریف نہیں لائے اور نہ ہی لائیں گے اور ایسے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے تو واپس نہ آئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر قیصر وکسریٰ کے خزائن و دیار فتح فرمائے اور اُن کے اموال آپ کے پاس لائے گئے اور یہ مشرق ومغرب کے کنارے ہیں۔''

اور میں اللہ تعالیٰ سے مزید فتوحات کی اُمید رکھتی ہوں۔ آپ کے پاس عجم کے قاصد اور عرب کے وفود آتے ہیں اور آپ یہ جبہ پہنتے ہیں جسے بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں، اگر آپ اسے نرم وملائم کپڑے سے تبدیل کرلیں تو آپ کا رعب اور دبدبہ قائم ہوجائے گا اور آپ کی معشیت وسیع ہوجائے جس سے آپ اور آپ کے پاس بیٹھے ہوئے مہاجرین وانصار کھائیں۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سُنی تو زور زور سے رونا شروع کردیا، پھر فرمایا ! میں آپ سے خُدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دس روز یا پانچ روز یا تین روز یا صبح شام کو اکٹھا کرکے شکم سیر ہوکر روٹی کھائی تھی، یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جاملے؟

اُنہوں نے فرمایا! نہیں۔

حضرت عُمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ جانتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا تو

خوان زمین سے ایک بالشت اُونچا ہوتا اور آپ زمین پر کھانا رکھنے کا حکم دیتے تو فرماتے خوا
اونچا رکھو۔

اُنہوں نے فرمایا! ہاں

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! آپ دونوں حضور رسالتمآب ص
اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواجِ مُطہرات اور مومنوں کی مائیں ہیں۔ آپ کا مومنوں پر بِالعموم اور مُ
پر بالخصوص حق ہے ولیکن آپ مُجھے دُنیا کی طرف رَاغب کرتی ہیں اور میں جانتا ہُوں کہ رسو
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُون کا جُبہ زیب تن فرماتے جس کی کھردراہٹ سے بسا اوقات آ
کے جسمِ اطہر پر خراشیں آجاتی تھیں، کیا آپ اس امر کو جانتی ہیں؟

اُنہوں نے فرمایا ! ہاں

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کیا آپ جانتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ عل
وآلہٖ وسلم بوریے کی ایک چٹائی پر سوتے تھے تو آپ کے پہلو مبارک میں چٹائی کے نشان
جاتے تھے؟

اَے حفصہ ! کیا تُو نے دیکھا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جس چٹائی
رات کو استراحت فرماتے تھے اُس میں نرمی نہ ہوتی حالانکہ آپ اُس پر سوتے تھے اور بلال
اذان پر بیدار ہوتے تھے،

آپ مجھے فرماتے: اَے حفصہ ! تُو یہ کیا کرتی ہے کہ بستر پر لیٹتی ہے تو صبح تک سو
رہتی ہے، جو میرے لئے ہے دُنیا کے لئے نہیں اور جو دُنیا کے لئے ہے میرے لئے نہیں۔ اَ
حفصہ ! تم لوگ مجھے نرم بستر میں مشغول کرتے ہو۔

اَے حفصہ ! کیا آپ جانتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اوّل وآخر مغفور ہ
اور آپ ہمیشہ بھوکے رہتے، نرمی کرتے اور رکوع وسجود فرماتے اور دن رات روتے اور زار
کرتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ورضوان کی طرف تشریف لے گئے۔

عُمر آپ کے شوہر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوۂ مبارکہ کے مطابق نہ اچھی خوراک
ھائے گا اور نہ نرم لباس پہنے گا اور نہ ایک وقت میں دو سالن جمع کرے گا، سوائے روغن زیتون
ر پانی کے اور نہ ہی گوشت کھائے گا مگر مہینے میں ایک مرتبہ۔''

اُمّہات المومنین فرماتی ہیں: ہم نے واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے
حاب کو یہ بات بتادی اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزّ وجل کے پاس پہنچ جانے تک
یسے ہی وقت گزارتے رہے۔

اراضگیٔ محبوب کاڈر

حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
والات کو ناپسند فرماتے تھے جب لوگوں نے آپ پر بہت سے سوال کر دیئے تو آپ غضبناک
کر فرمایا! جو چاہتے ہو مجھ سے پوچھ لو۔

ایک شخص نے پُوچھا میرا باپ کون ہے؟

آپ نے فرمایا! حذافہ۔

دوسرے نے پُوچھا یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟

آپ نے فرمایا ! تیرا باپ مولیٰ شیبہ ہے،

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُخِ
ور پر خفگی کے آثار دیکھے تو عرض کی یارسول اللہ! میں اللہ عزّ وجل کے حضور میں اس امر میں
بہ کرتا ہوں۔''

(بخاری مسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
ارے پاس ناراضگی کی حالت میں تشریف لائے، ہم نے دیکھا کہ جبریل علیہ السلام آپ
کے ساتھ ہیں یہاں تک کہ آپ منبر شریف پر تشریف فرما ہو گئے اور ہم نے اُس روز آپ کو

اس سے زیادہ روتے نہیں دیکھا۔"

آپ نے فرمایا ! مجھ سے پوچھو! خُدا کی قسم ! جو پوچھو گے میں تمہیں بتادوں گا۔

ایک شخص نے کہا یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟

آپ نے فرمایا ! حذافہ۔

دوسرے شخص نے کھڑے ہوکر پوچھا یارسول اللہ! کیا میں جنت میں جاؤں گا یادوزخ میں؟

آپ نے فرمایا! دوزخ میں۔

ایک شخص نے کہا! یارسول اللہ! کیا حج ہم پر ہر سال فرض ہے؟

آپ نے فرمایا! اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور اگر فرض ہو جاتا تو تم ہر سال ادا نہ کر سکتے۔ اور اگر تم نہ ادا کر سکتے تو تمہیں عذاب دیا جاتا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! ہم اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر خوش ہیں، آپ ہمارے رازوں کو نہ کھولیں اور ہمیں معاف فرمادیں، اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔

کہا اُن سے الگ ہو کر دیوار کی طرف متوجہ ہو کر کہا آج کے دن کی طرح خیر وشر نہیں دیکھا، کیا تو نے اس دیوار کے پار جنت اور دوزخ کو دیکھا۔

حافظ دمشقی نے "موافقات" میں اس تمام سیاق کے ساتھ اس روایت کی تخریج کی اور گروہ محدثین کا اس پر اتفاق ہے اور ابن ماجہ نے اسے آخر تک حج کے واقعہ میں نقل کیا۔"

حضرت ابی قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روزہ کے بارے میں پُوچھا گیا تو آپ ناراض ہو گئے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے رَبّ ہونے، دین کے اسلام ہونے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر خُوش ہیں۔"

اِس روایت کی تخریج مسلم نے کی۔"

تیرا باپ بہتر تھا

حضرت ابی بردہ ابن ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کیا آپ جانتے ہیں میرے باپ نے آپ کے باپ کو کیا کہا تھا ؟

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا! میرے باپ نے آپ کے باپ حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کیا آپ خوش ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اسلام لائے، ہماری ہجرت آپ کے ساتھ ہوئی، ہماری شہادت آپ کے ساتھ ہے اور ہمیں سب کچھ آپ نے سکھایا اور ثابت قدم رکھتے ہوئے ہر وہ عمل جس پر ہم نے آپ کے بعد عمل کیا ہماری اُس سے نجات ہوگی اور ہمارا برابر سرابر رہنا ہمیں کافی ہے۔

تیرے باپ نے میرے باپ سے کہا! نہیں خُدا کی قسم ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد جہاد کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور بہت سی بھلائیوں والے عمل کیئے، ہمارے ہاتھوں پر بہت سے لوگ اسلام لائے اور ہم اس کی اُمید رکھتے ہیں، میرے باپ نے کہا ! ولیکن قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے میں ثابت قدمی کو محبوب رکھتا ہوں اور ہر وہ چیز جس پر ہم نے آپ کے بعد عمل کیا ہماری نجات کے لئے کافی ہے میں نے کہا! خُدا کی قسم تیرا باپ میرے باپ سے بہتر تھا۔

(بخاری)

مخالفتِ رسول کا صدمہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں دیباج کی قباء ھدیۃً پیش کی گئی تو آپ نے اُسے پہن کر اُتار دیا اور پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھجوا دی اور فرمایا مجھے جبریل علیہ السلام نے اسے پہننے سے منع کر

دیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہم نے تمہیں پہننے کے لئے نہیں دی بلکہ فروخت کرنے کے لئے بھیجی ہے چنانچہ اُسے ایک ہزار درہم میں فروخت کر دیا گیا۔

(مسلم)

ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ جب صُلح حدیبیہ کا دن واقع ہوا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سھیل بن عمرو کے درمیان سلسلہ کلام طویل ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُنہیں فرمایا! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں؟

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہاں کیوں نہیں۔"

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پُوچھا! کیا ہم مُسلمان نہیں ہیں؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہاں کیوں نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: کیا یہ مُشرکین ہیں؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہاں کیوں نہیں اور کہا! ہمارے دین میں دُنیا نہیں دی گئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے عمر نافرمانی کے بعد اطاعت لازم ہے۔ ہم نے گواہی دی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اِسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئے تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یارسول اللہ کیا آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہاں کیوں نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ! ہاں کیوں نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: کیا وہ لوگ مُشرکین نہیں ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہاں کیوں نہیں۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: تو کیا ہمارے دین میں دُنیا عطا کی گئی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں میں ہرگز ہرگز اُس (یعنی اللہ تعالیٰ) کے خلاف نہیں کر سکتا اور وہ مُجھے ضائع کرے گا۔

کہا! پس حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے: میں نے اپنے اِس کلام کی ۔۔ش کی بنا پر صدقہ دیا، روزے رکھے، نمازیں پڑھیں اور اُس روز جو غُلام خریدا اُسے آزاد کیا ۔۔اں تک کہ مُجھے اپنی بھلائی کی اُمید ہوگئی۔

۔۔وف اور اُمید کی شاندار مثال

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت ہے کہ حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۔۔ایا! اگر منادآسمان سے نداء کرے اے لوگو! سوائے ایک شخص کے کوئی جہنم میں داخل نہیں ۔۔ا تو میں اللہ تعالیٰ کے خوف کی بنا پر کہوں گا کہ وہ شخص میں اور اگر نداء کرے ایک شخص کے سوا ۔۔سب جہنم میں جاؤ گا تو میں اُس کی رحمت کی اُمید پر کہوں گا کہ وہ ایک شخص میں ہوں۔"

۔۔اش مَیں تِنکا ہوتا

(۱) حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے حضرت عمر ۔۔ی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اُنہوں نے زمین سے گھاس پکڑ کر کہا کاش میری ماں مجھے جنم نہ دیتی، ۔۔ں مَیں کوئی چیز نہ ہوتا، کاش مَیں نسیاً منسیاً ہوتا۔

(۲) حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اگر ۔۔دا افرات کے کنارے ریگستان میں مرجاتا اور اللہ تعالیٰ خشیّت کے لئے اُس کے ساتھ

طلب کرتا۔''

(۳) عبداللہ بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ رونے کی زیادتی سے حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رُخساروں پر دو سیاہ لکیریں بن گئی تھیں۔''

یہ روایات صاحب صفوت نے نقل کی ہیں۔

اپنی آوازیں حضور سے بُلند نہ کریں

حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ میرے نبی کی آواز سے اپنی آوازیں اُونچی نہ کرو تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے (اُونچی آواز میں) بات نہیں کی، وہ آپ کی بات سُنتے اور اپنی پست آواز سے اُسے سمجھتے تو اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ آیت نازل فرمائی:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

ترجمہ! وہ لوگ جو رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں۔

اس روایت کی تخریج وحدی نے کی اور پیشِ ازیں باب الشیخین میں بیان ہوئی۔

کیا میں اُن سے ہُوں

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اُن کے پاس حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور عرض کی: امیّ جان! میں اپنے مال کی کثرت کی بنا پر اپنی ہلاکت سے ڈرتا ہوں، میرے پاس تمام قریش سے زیادہ مال ہے، مَیں نے کہا اے بیٹے اسے خیرات کردو، مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے۔

ان من اصحابی من لا یرانی بعد ان انارقه

ترجمہ! یعنی میرے اصحاب میرے بعد مال کی مفارقت نہیں دیکھیں گے۔

حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مل کر یہ بات بتائی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمّ المومنین اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا خُدا کے لئے بتائیں میں اُن میں سے ہوں؟

آپ نے فرمایا! نہیں اور تیرے بعد کسی کے لئے یہ کلمہ کبھی نہیں کہوں گی۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات پہنچی تو وہ تیزی سے اُمّ المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: آپ خُدا کی قسم! کھا کر بتائیں مَیں اُن میں سے ہوں؟

فرمایا! نہیں اور تیرے بعد کبھی کسی کے لئے یہ اَمر نہیں کہوں گی۔"

(خرجہ ابو عمر)

خلافتِ عُمر پر حسنین کی گواہی

حضرت ابی جعفر سے روایت ہے کہ مَیں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ مُنوّرہ کے ایک راستے سے گزر رہا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مُلاقات ہوگئی اور اُن کے ساتھ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جنہیں اُنہوں نے دائیں بائیں اپنے دونوں کندھوں پر بٹھا رکھا تھا، ان لوگوں کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونا شروع کر دیا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! آپ کیوں روتے ہیں ؟

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! مُجھ سے زیادہ رونے کا کون حقدار ہے، مُجھے اس اُمّت کا والی بنایا گیا اور مَیں لوگوں کے فیصلے کرتا ہوں اور مَیں نہیں جانتا کہ وہ اچھے ہوتے ہیں یا بُرے ہوتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! خُدا کی قسم! آپ نے اَیسے میں اِنصاف کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سُن کر بھی روتے رہے تو حضرت اِمام حسن علیہ السلام نے اُن کی خلافت اور اِنصاف کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے چاہا باتیں کیں مگر حضرت عُمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ پھر بھی روتے رہے پھر حضرت حُسین علیہ السلام نے جنابِ اِمام حسن علیہ السلام جیسی گفتگو کی تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونا بند کر دیا اور دونوں شہزادوں سے کہا اے بچو! آپ اِس امر کی گواہی دیتے ہیں؟

حسنَین کریمین علیہ السلام نے خاموش ہو کر باپ کی طرف دیکھا، علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! یہ دونوں گواہ ہیں اور میں ان دونوں کے ساتھ گواہ ہوں۔"

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے "الموافق" میں کی۔"

حضرت عُمر کے دُرّے کی ہَیبت

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں حضرت عُمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک شخص کی بیوی اُسے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درے کے بارے میں بتا رہی تھی۔

اُس شخص نے کہا! اَے امیر المومنین! یہ میری بیوی ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے پاس تشریف لائے اور اُنہیں یہ بات بتائی۔

اُنہوں نے کہا: اے امیر المومنین! آپ تادیباً ایسا کرتے ہیں اور اِس پر کوئی گرفت نہیں، اگر آپ چاہیں تو مَیں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سُناؤں جو مَیں نے آپ سے سُنی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: قیامت کے دن نِداء کرنے والا نِدا کرے گا اِس اُمّت سے کوئی شخص حضرت ابُو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے اپنے اعمال نہ اُٹھائے۔

اِس روایت کی تخریج ابنِ غطریف نے کی اور ملاء نے اسے اِس قول تک بیان کیا کہ یہ میری بیوی ہے اور اس کے بعد کی عِبارت نقل نہیں کی اور یہ کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے فرمایا: اپنی بیوی کے ساتھ راستے میں کھڑا نہ ہو، تم دونوں کی غیبت کی طرف

مسلمان تعرض کریں گے۔

اُس نے کہا اے امیر المومنین! ہم ابھی ابھی مدینہ منورہ میں داخل ہوئے ہیں اور مشورہ کررہے ہیں کہ کہاں ٹھہریں، پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس پر دُرّہ بلند کرتے ہوئے فرمایا! اُے اللہ کے بندے میرے سامنے درست واقعہ بیان کر۔

اُس نے کہا اے امیر المومنین! یہی بات ہے، آپ نے اُسے دُرّہ لگا کر فرمایا لے اور واقعہ بیان کر اور تین دُرّے لگا کر فرمایا! یہ اللہ کے لئے ہیں اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے اس میں یہی فرمایا ہے۔

نرمی سختی خدا کے لئے

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے رُعب اور سختی کی وجہ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عُثمان و طلحہ اور زبیر و سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِشاروں کے ساتھ بات کرتے اور بسا اوقات حاجتمند کو اُس کی ضرورت بیان کرنے سے روک دیتے۔

پھر فرمایا: خُدا کی قسم! مَیں لوگوں سے نرمی کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اور اگر سختی کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے، پس نکلنا اِس جگہ سے ہے اور وہ روتے ہوئے اپنی چادر گھسیٹ کر اُٹھ کر کھڑے ہوئے۔"

خوفِ قیامت

اُنہی سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیتِ کریمہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ یعنی جب دھوپ سمیٹی جائے۔" (سورۃ التکویر آیت ۱)

کی تلاوت کرتے ہوئے آیتِ کریمہ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ

(سورۃ التکویر آیت ۸)

یعنی اور جب نامۂ اعمال کھولے جائیں تک پہنچے تو اُن پر غش طاری ہو گیا'' بعد ازاں آپ گنتی کے دن زندہ رہے۔

شرابی بُوڑھے سے حُسنِ سلوک

اُن ہی سے روایت ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شب حضرت عبدالرحمٰن بن مسعود کے ساتھ گشت پر نکلے تو آگ کی روشنی کے پیچھے چلتے ہوئے ایک گھر میں داخل ہو گئے، وہاں پر ایک بوڑھا شخص اپنے سامنے شراب رکھے براجمان تھا اور ایک مغنیہ بناؤ سنگھار کیئے اُس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی مگر ابھی اُس نے گانا نہیں شروع کیا تھا''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! مَیں نے ایسا قبیح تر بوڑھا نہیں دیکھا جس کا موت انتظار کر رہی ہو۔

بُوڑھے نے سر اُٹھا کر کہا! اے امیر المومنین! میں نے آپ جیسا قبیح تر آدمی نہیں دیکھا جو لوگوں کی جاسوسی کرتا ہو، حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جاسوسی کرنے سے منع فرمایا ہے اور آپ بغیر اجازت کے داخل ہوئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے روک رکھا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تُو نے سچ کہا ہے، پھر آپ نے اپنی چادر کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے فرمایا کہ اگر عمر کا رب اُسے نہ بخشے تو وہ اپنی ماں کے سامنے مر جائے۔

بعد ازاں آپ واپس آ گئے تو وہ بوڑھا آپ کی مجلس میں حاضر ہو گیا، آپ نے اُسے قریب بُلا کر فرمایا مَیں نے اور میرے ساتھی مسعود نے تُجھے جس حالت میں دیکھا اُسے کسی پر ظاہر نہیں کیا۔

بوڑھے نے کہا! قسم ہے اُس ذات کی جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں وہ سب کچھ چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔''

ان دونوں روایات کی تخریج فضائلِ عمر بن خطاب میں کی گئی۔

بیت المال کی بجائے دُوسروں سے قرض لینا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چار سو درہم بطور قرض منگوائے۔

تو حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا! آپ مجھ سے قرض لے رہے ہیں حالانکہ آپ کے پاس بیت المال ہے، آپ وہاں سے لے لیتے اور پھر لوٹا دیتے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں ڈرتا ہوں کہ اگر مجھے موت آ گئی تو آپ اور آپ کے ساتھی کہیں گے اُمیر المومنین کو یہ رقم چھوڑ دو اور میں قیامت کے دن میزان پر پکڑا جاؤں گا لیکن میں آپ کے بارے میں جانتا ہوں کہ اگر مجھے موت آ گئی تو آپ میری وراثت سے وصول کر لیں گے۔

اِس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ہاتھ میں گوشت دیکھ کر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہنے فرمایا اے جابر یہ کیا ہے؟

مَیں نے کہا! مجھے گوشت کی خواہش ہوئی تو میں نے خرید لیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے جابر کیا ہر وہ چیز جس کی تجھے خواہش ہو گی خرید لے گا؟ اے جابر تجھے اِس آیت کا کچھ خوف نہیں۔

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا

فرمایا جائے گا تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دُنیا ہی کی زندگی میں فناہ کر چکے اور برت چکے۔

(سورۃ الاحقاف آیت ۲۰)

اِس روایت کی تخریج واحدی نے مُسند میں کی۔"

محاسبۂ نفس

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں نے عُمر بن خطاب کی
آواز سُنی تو ایک احاطے میں داخل ہوا، میرے اور اُن کے دَرمیان دیوار حائل تھی اور وہ احاطے
کے اندر کہہ رہے تھے

مومنوں کا امیر عُمر بن خطاب شاباش آفرین خُدا کی قسم اللہ خطاب کے بیٹے کو بچالے
تُجھے عذاب کرے۔

ابن ابی الدنیا نے اِس روایت کی تخریج محاسبۃ النفس میں کی اور روایت ہے کہ حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے میں نے جو آج بنایا ایسے بنایا، پھر اپنی پُشت پر دُرّے کی
ضرب لگائی۔

اِس روایت کی تخریج ''فضائل عمر بن خطاب'' میں کی گئی۔

حضرت عُمر کی پرہیز گاری

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عُمر صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم کے پاس بیٹھ کر پرہیزگاری کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔

حضرت سلمہ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی خدمت میں مال لایا گیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو مخاطب
کرتے ہوئے فرمایا!

اَئے امیر المومنین! اگر آپ یہ مال بیت المال میں روکیں گے تو آپ کے نائب کے
لئے کیا ہوگا یا جو امر وہ پیدا کرے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یہ وہ کلمہ ہے جس سے شیطان بھاگتا ہے، میں
اُس حُجت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مُلاقات کروں گا، اللہ تعالیٰ مُجھے اس کے فتنے سے بچائے

اور مقابل کے عام خوف سے اللہ مجھے محفوظ رکھے وہ اللہ کے ڈر سے زیادہ عادل ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

ترجمہ! اور جو اللہ سے ڈرے اُس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اُسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اُس کا گمان نہ ہو۔

(سورۃ الطلاق آیت ۲۔۳)

اور تُو میرے بعد سے فتنے پر ہے۔

(خرجہ فضائلی)

اپنے بیٹے کی تنخواہ کم کر دی

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہاجرین اوّلین کی چار ہزار فی کس تنخواہ مقرر فرمائی اور ابنِ عمر یعنی اپنے بیٹے کی تنخواہ کیوں کم کر دی ہے جبکہ یہ پہلے مہاجرین سے ہیں؟

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اِس نے اپنے باپ کے ساتھ ہجرت کی ہے اور ذاتی طور پر ہجرت نہیں کی۔"

(بخاری)

یہ تقویٰ یہ پرہیز گاری

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے اُونٹ خریدا اور اُسے اُس چراگاہ میں لے گئے جس میں جانور چرانے کی اجازت نہ تھی، جب وہ اُونٹ موٹا ہو گیا تو اُسے لے آئے، حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں تشریف لائے تو موٹا تازہ اونٹ دیکھ کر فرمایا یہ کس کا ہے؟

آپ کو بتایا گیا کہ ابن عمر کا ہے۔

آپ نے فرمایا! شاباش امیر المومنین کا بیٹا! آپ اِس جُملہ کی تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابن عُمر نے آپ کے پاس آ کر عرض کی امیر المومنین کیا بات ہے؟

آپ نے فرمایا ! یہ اُونٹ کس کا ہے؟

ابن عمر نے کہا ! میں نے یہ کمزور اُونٹ خرید ا تھا پھر اسے مخصوص چراگاہ میں لے گیا جہاں دُوسرے مسلمان اپنے جانور نہیں چراتے۔

آپ نے فرمایا! امیر المومنین کے بیٹے کا اونٹ چراؤ، امیر المومنین کے بیٹے کے اونٹ کو پانی پلاؤ، پھر فرمایا اے عبداللہ بن عُمر اس اُونٹ پر خرچ کی گئی رقم اپنے پاس رکھ کر باقی رقم بیت المال میں جمع کراؤ۔

بیوی کو مِلا ہُوا تحفہ بیت المال میں

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شاہِ روم کا قاصد آیا تو اُن کی بیوی نے ایک دینار قرض لے کر شاہِ رُوم کی بیوی کے لئے عطر خریدا اور اسے ایلچی کے ہاتھ بھیج دیا۔"

شاہِ روم کی بیوی نے اس کے جواب میں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی کو جواہرات کا تحفہ بھیجا۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان جواہرات کا پتہ چلا تو آپ نے اُنہیں فروخت کر دیا اور ایک دینا اپنی بیوی کو دے کر باقی رقم بیت المال میں جمع کرادی۔"

(خرجہٗ فضائلی)

مُجھے دو چادروں اور روٹی کی ضرُورت ہے

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عُمرِ فارُوق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا عُمر کے لئے بیت المال سے دو چادریں حلال ہیں ایک سردیوں کے لئے اور ایک گرمیوں کے لئے اور جو حج اور عمرہ کے موقع پر جسم کو ڈھانپ سکیں اور میرے گھر والوں کے لئے وہ خُوراک جو امیروں جیسی ہو اور نہ مُحتاجوں جیسی بلکہ جو عام ایک قریشی کی ہوتی ہے، پھر میں مسلمانوں سے ایک شخص ہوں جو اُن کو پہنچتا ہے وہی مُجھے۔

برتن اِستعمال کرنے کی اِجازت دے دو

حضرت بَراء بن معرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز منبر پر تشریف لائے اور کہا: میرے پاس شہد ہے اور برتن بیت المال میں ہے اگر آپ لوگ مجھے اجازت دے دیں تو میں لے لوں ورنہ مُجھ پر حرام ہے، پس لوگوں نے آپ کو اجازت دے دی.

(خرجہ الرازی والفضائلی)

گھی یا زَیتون

حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! مَیں اپنے لئے تمہارے اس مال سے جائز نہیں پاتا مگر جیسا کہ مَیں اپنے مال سے روٹی اور زیتون اور روٹی اور گھی کھایا کرتا تھا، بسَا اَوقات میرے پاس زیتون کا برتن آتا ہے تو اُس کے ساتھ گھی بھی ملا ہوتا ہے تو میں اُسے قوم کی طرف پھیر دیتا ہوں، پھر فرمایا! میں عربی شخص ہوں اور ہمیشہ یہ زیتون استعمال نہیں کرسکتا۔

بیٹے کا خرچ

حضرت عاصم بن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اُن کی بیوی نے بیت المال سے ایک ماہ مُجھ پر خرچ کیا تو فرمایا اَے یرقا اسے چھوڑ دے۔ پھر مُجھے بُلا کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا اَے بیٹے! میرے مال سے پُرانی عُمدہ کھجوریں ہیں، انہیں

فروخت کر کے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا خرچ پورا کر۔

یہ دونوں روایات ابو معاویہ ضریر نے نقل کی ہیں۔''

ہر بات پر رونا آیا

ابی سنان بن الدولی سے روایت ہے کہ میں حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُن کے پاس مہاجرین اوّلین سے ایک صحابی تشریف فرما تھے، حضرت عمر نے عراق کے قلعہ سے لائی گئی ایک صندوقچی منگوائی، اُس میں ایک انگوٹھی تھی جو آپ نے اپنے بیٹے سے لی تھی۔

آپ نے وہ انگوٹھی اپنے مُنہ میں ڈال کر نکال دی اور رونے لگے۔ آپ کے پاس بیٹھے ہُوئے صحابی نے فرمایا! نہ روئیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو دشمنوں پر فتح عطا فرما کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کی ہیں۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو سُنا آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کسی کے ہاتھ پر دُنیا کو فتح نہیں فرماتا مگر قیامت کے دن تک اُن کے درمیان نفرت اور دشمنی ڈال دیتا ہے تو میں اس سے ڈرتا ہوں۔''

دوپٹہ دھو ڈالو

اِس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے پاس غنیمت کی کستوری لائی گئی تو اُنہوں نے اُسے مُسلمانوں میں تقسیم کرنے کا حکم فرمایا، پھر آپ نے اُسے اُسی وقت بند کر دیا، آپ سے اس بارے میں پُوچھا کیا اس کا خُوشبو کے علاوہ بھی نفع ہے؟

ایک روز آپ اپنی بیوی کے پاس گئے تو اُن کے پاس کستوری کی خُوشبو پائی، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے ؟

اُنہوں نے عرض کی: میں نے بیَت المال کی کستوری اپنے ہاتھوں سے تول کر دی تھی تو وہ میری اُنگلی کو لگ گئی اور وہ اُنگلی میں نے اپنے دوپٹے سے صاف کر لی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اپنے دوپٹے کو پانی سے دھو کر مٹی میں ملو اور پھر اُس وقت تک پانی سے دھوتی رہو جب تک یہ خُوشبو ختم نہیں ہو جاتی۔

یہ دونوں روایات ملاء نے ''سیرت'' میں بیان کی ہیں۔

صدقہ دے کر واپس نہ لو

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی راہ میں گھوڑا دیا جو لینے والے کے پاس جا کر کمزور ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے سستے داموں خریدنے کا ارادہ کیا اور اُس کے متعلق حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔

آپ نے فرمایا! اپنے صدقہ کو نہ خرید، نہ ہی واپس لے، اگرچہ وہ تُجھے ایک درہم میں ملتا ہو، ہبہ کی ہوئی چیز کو خریدنا ایسے ہے جیسے قَے کر کے چاٹنا۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے پڑھا:

وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا (سورۃ عبس آیت ۳۱) کہا پس اب کیا ہے؟

پھر کہا نہ ہم اس کے مکلّف ہیں نہ ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے۔

(بخاری)

ہم مکلّف نہیں

حضرت انس ہی سے روایت ہے کہ میں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا، اُن کے جسم پر قمیص تھی جس پر چار پیوند لگے ہوئے تھے تو اُنہوں نے وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا (سورۃ عبس آیت ۳۱) آیت کے بارے میں پُوچھا تو اب کیا ہے ؟

پھر کہا ! ہمیں تکلیف سے روکا گیا ہے۔

پھر کہا ! اے عُمر اگر یہ تکلیف کے لئے ہے اور تجھ پر نہیں مگر تو جانتا ہے کہ اب کیا ہے۔"

اس روایت کی تخریج بغوی نے کی اور ذہبی نے تخلیص کی۔"

اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ فرماتے

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا کے بارے میں پُوچھا تو فرمایا ! یہ ہوائیں ہیں اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہ سُنا ہوتا تو وہی کہتا جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے یعنی ہواؤں کی بجائے زاریات ہی کہتا۔"

پُوچھا ! فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا کیا ہے؟

فرمایا ! یہ بادل ہیں، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ نہ سُنا ہوتا تو وہی کہتا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

پوچھا ! فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا کیا ہے ؟

(سورۃ الذاریات آیت ۲۔۴)

فرمایا ! یہ ملائکہ ہیں، اگر میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے نہ سُنا ہوتا تو وہی کہتا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِس روایت کی تخریج اُن کے فضائل میں کی گئی"

حضرت عُمر کی تواضع

پیش ازیں پہلی فصل میں آپ کی صالحیت کے بارے میں بیان ہوا۔"

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ فرحت وشکر میں اللہ سے ڈریں اور وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ اُمراء پر رحم فرمائے، ہم

پر ہمارے عیوب کی ہدایت دیتے ہیں۔

(خرجہ فی فضائلہٖ)

ہمیں اِسلام نے عزّت دی ہے

حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام میں اپنے لشکروں سے ملے تو آپ نے تہبند باندھ رکھا تھا پاؤں میں چمڑے کے جوتے اور سر پر عمامہ تھا، آپ نے ہاتھوں میں اُونٹنی کی مہار پکڑ رکھی تھی اور جوتے اُتار کر بغل میں دبائے اور پانی میں گُھس گئے۔

لوگوں نے کہا ! اَے امیر المومنین آپ اس وقت لشکروں سے مل رہے ہیں، اور شام کے رَاستے میں آپ اس حال میں ہیں؟

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! ہم وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اِسلام سے عزّت دی ہے۔ میں اس کے سوا کسی کی عزّت کا مُلتمس نہیں ہوں۔"

اِس روایت کی تخریج ملاء اور صاحبِ فضائل نے کی۔"

نَفس کو ذِلّت دینا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنے کاندھے پر مشکیزہ اُٹھا رکھا تھا، آپ کے صحابہ نے کہا! اَے امیر المومنین آپ نے کاندھے پر کیا اُٹھا رکھا ہے؟

آپ نے فرمایا! میرا نفس مجھے عاجز کر رہا تھا، میں نے چاہا میں اِسے ذلیل کروں۔

یہ روایت بھی فضائلی نے نقل کی ہے۔"

اِصلاحِ نفس

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عُمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ پر کپڑا دیکھا جس پر سترہ پیوند لگے ہوئے تھے، میں یہ دیکھ روتا ہوا اپنے گھر آ گیا، پھر آپ دوبارہ مجھے راستے میں ملے تو آپ نے اپنے کاندھے پر پانی کا مشکیزہ اُٹھا رکھا تھا اور وہ لوگوں میں سے گزر رہے تھے۔"

میں نے کہا ! اے امیر المومنین آپ نے مجھے فرمایا ! خاموش رہ اور میری بات سُن، میں آپ کے ساتھ چلنے لگا، یہاں تک کہ ایک بُوڑھی خاتون کے گھر پہنچا کر اپنے گھر کو واپس لوٹ آئے، میں نے اس بارے میں کہا تو فرمایا! تیرے جانے کے بعد میرے پاس رُوم اور فارس کے ایلچی آئے تو اُنہوں نے کہا! اے عمر اللہ کے ہاں آپ کی خُوبی ہے۔ لوگ آپ کے علم و فضل اور عدل و انصاف پر جمع ہیں۔ جب وہ چلے گئے تو مجھ پر بشری نفسانیت وارد ہو گئی، پس میں اُٹھا اور اپنے نفس کے ساتھ کیا جو کیا۔"

میں چرواہا تھا

محمد بن عمر مخزومی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو صلوٰۃِ جامع کے لئے بلوایا، بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو اُنہوں نے منبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود پڑھنے کے بعد فرمایا! اے لوگو مجھے دیکھو میں بنی مخزوم سے اپنی خالاؤں کے اونٹ چرایا کرتا تھا، مجھے کھجوریں اور خُشک انگور ملتے تو میرا دِن سایہ دار ہوتا اور کونسا دن؟ پھر آپ منبر سے اُتر آئے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے امیر المومنین آپ اپنے نفس پر زیادتی نہ کریں۔

آپ نے فرمایا! اے ابنِ عوف میں اپنے نفس کے ساتھ تنہا ہوتا ہُوں، تو یہ مجھے یہ کہتا ہے تو مومنوں کا امیر ہے، پس تجھ سے کون افضل ہے؟

میں نے چاہا اپنے نفس کو پہچان کراؤں۔

یہ روایت بھی فضائلی نے نقل کی ہے۔

دُوسری روایت

اُن ہی سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آخری حج سے واپس تشریف لائے تو فرمایا! تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیئے ہیں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جسے چاہے جو چاہے عطا فرمائے، میں مکہ معظمہ کی اس وادی کے آس پاس اپنے باپ خطاب کے اُونٹ چرایا کرتا تھا اور شدید بد خُلق تھا۔ میں کام کروں تو میری اِتباع کرو اور کمی کروں تو مُجھے مارو۔ خواہ میری صبح ہو خواہ میری شام ہو اور سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ کسی سے نہ ڈرے۔

مجھے سیدھا کردیتے ہیں

روایت ہے کہ ایک دن حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سُر کو جُھکاتے ہوئے منبر پر فرمایا! اَے معاشرِ المسلمین اگر میرا سر دُنیا کی طرف اس طرح جھک جائے تو تُم کیا کہو گے؟

ایک شخص ننگی تلوار لے کر اُٹھا اور کہا! ہاں ہم تلوار کے ساتھ ایسے کہتے ہیں اور تلوار کے ساتھ آپ کا سر کاٹنے کی طرف اشارہ کیا، یعنی ہم آپ کا سر کاٹ دیں گے۔

آپ نے فرمایا! کیا تُو یہی بات کرلے گا؟

اُس نے کہا! ہاں آپ سے یعنی آپ کے قَول کے ساتھ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین بار اُسے جھڑکا اور اُس نے اُنہیں جھڑکا۔"

پھر آپ نے فرمایا! تمام تعریفیں اُس ذات کے لئے ہیں جس نے میری رَعیت میں یسے لوگ پیدا کیئے کہ جب میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو مُجھے سیدھا کردیں۔

اِس روایت کو ملاء نے "سیرت" میں بیان کیا۔"

میری بیٹی سے نِکاح کرلو

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری بیٹی حفصہ خنیس بن

حذیفہ سہمی کی زوجیت میں تھی جو کہ بدر میں موجود تھے، وہ فوت ہو گئے پس میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مُلاقات کی اور کہا اگر آپ چاہیں حفصہ سے نکاح کر لیں۔ اُنہوں نے فرمایا غور کروں گا، پھر وہ مُجھے ملے تو اُنہوں نے کہا! میں آج شادی کر سکتا ہوں۔

پھر میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مِل کر حفصہ سے نکاح کر لینے کو کہا تو وہ خاموش رہے۔ پھر اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُن کے نِکاح کا واقعہ بیان کیا۔" یہ واقعہ مناقب اُمہات المومنین میں مناقبِ حفصہ کے باب میں آئے گا۔

(نوٹ! مناقب اُمہات المومنین مصنف کی دوسری تصنیف ہے۔ مترجم)

مسئلہ پُوچھنے چل کر جاتے ہیں

محمد بن زبیر ایک بہت ہی بڑے صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے ایک مسئلہ پُوچھا تو اُنہوں نے فرمایا! میرے پیچھے چلے آؤ، یہاں تک کہ ہم حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے فرمایا! مَرحبا اے اَمیر المومنین۔ پھر آپ کی خدمت میں مسئلہ بیان کیا، آپ نے فرمایا آپ مُجھے پیغام بھیج دیتے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں آپ کے پاس آنے کا زیادہ حقدار تھا۔

ابن بختری نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل میں آنے والی طویل حدیث میں یہ واقعہ بیان کیا۔"

صحابی کے حضور سَر جھکا دیا

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یمن سے چادر آئی، آپ نے خیال فرمایا اگر ایک صحابی کو دیتا ہوں تو دُوسرا ناراض ہو جائے گا، چُنانچہ آپ نے ایک نَوجوان حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دی۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا یہ چادر کیسی ہے؟

حضرت مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! یہ مُجھے امیر المومنین نے اوُڑھائی ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُنہیں ساتھ لیکر امیرِ المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا ! یہ چادر مُجھے اوڑھاتے، مسور بھتیجا اُن سے افضل ہے جسے چادر دی گئی ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! اے ابا اسحاق میں اسے ناپسند کرتا تھا کہ کسی بڑے شخص کو چادر دوں، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب ناراض ہوں۔ اس لئے نیک نوجوان کو دے دی تا کہ اُسے وہم نہ گزرے کہ وہ آپ لوگوں سے افضل ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں نے قسم کھائی ہے کہ یہ چادر لے کر آپ کے سر پر ماروُں گا۔

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر جُھکاتے ہوئے فرمایا! بوُڑھا بوُڑھے کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آتا ہے۔

حضرت اوُیس سے دُعا کرانا

حضرت اسید بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اہلِ یمن کی امداد آئی تو آپ نے فرمایا ! تم لوگوں میں حضرت اوُیس بِن عامر ہیں؟

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا! آپ ویس بن عامر ہیں؟

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ہاں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: آپ مراد سے پھر قَرن سے ہیں؟

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! ہاں

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! آپ کو برص کا مرض تھا جو ختم ہو گیا اور ایک درہم کے برابر نشان باقی رہ گیا؟

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! ہاں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! آپ کی والدہ ہیں؟

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! ہاں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا' تُمہارے پاس اہلِ یمن کی امداد کے ساتھ اویس بن عامر آئیں گے وہ مُراد اور قَرن سے ہونگے اُن کو برص کے مرض سے نجات مل کر ایک درہم کے برابر نشان رہ گیا ہوگا، اُن کی والدہ حیات ہونگی، جس کے لئے وہ نیکی کریں گے، اگر وہ نیکی پر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ اُن کی قسم کو پُورا فرمائے گا، پس اگر تجھ میں طاقت ہو تو وہ تیرے لئے اِستغفار کریں، پس آپ میرے لئے ایسا کریں۔ تو حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے لئے استغفار کیا۔''

پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں فرمایا ! کہاں جانے کا ارادہ ہے ؟

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کُوفہ جاؤں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اگر آپ چاہیں تو وہاں کے گورنر کو آپ کے بارے میں لکھ دوں؟

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! مُجھے لوگوں سے الگ رہنا زیادہ پسند ہے۔

پھر حج کے دنوں میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا ایک سردار ملا تو آپ نے اُس سے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پُوچھا تو اُس نے کہا! اُنہوں نے گھر بار متاعِ قلیل اور ناکارہ دُنیا کو چھوڑ دیا ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے

سُنا ہے اور حدیث بیان کی کہ اگر تجھے ملیں تو اُن سے کہنا تیرے لئے استغفار کریں۔

پھر حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس شخص کے پاس تشریف لائے تو اُس نے کہا آپ میرے لئے اِستغفار کریں۔"

حضرت اویس نے فرمایا ! آپ نیک سفر میں ہیں اِس لئے آپ میرے لئے استغفار کریں، اُس نے کہا آپ میرے لئے استغفار کریں۔

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر کہا! آپ نیک سفر میں ہیں آپ میرے لئے استغفار کریں۔اور فرمایا تجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے تھے؟

اُس نے کہا ! ہاں۔

حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کے لئے استغفار کیا تو لوگوں نے سمجھ لیا۔"
(خرجہ مسلم)

اہلِ بدر کا اِحترام

حضرت قیس بن حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہلِ بدر کو پانچ پانچ درہم دے کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! یہ اپنے بعد ولوں سے افضل لوگوں کے لئے ہیں۔(بخاری)

اُمہات المؤمنین کا اِحترام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں بحرین سے واپس آیا تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مُجھ سے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جس کی میں نے انہیں خبر دی،

پھر اُنہوں نے فرمایا ! میرے پاس وہاں سے کیا لایا ہے؟

میں نے کہا ! پانچ لاکھ

اُنہوں نے فرمایا !تُو جتنی رقم کہہ رہا ہے کیا تُو اُسے جانتا ہے؟

میں نے کہا ! ہاں ''سو ہزار، سو ہزار، سو ہزار، سو ہزار اور سو ہزار۔

اُنہوں نے فرمایا ! تُجھے نیند آ رہی ہے اپنے گھر ولوں کے پاس جا'' تو میں گھر میں

آ کر سو رہا، صبح ہوئی تو اُنہوں نے مُجھے طلب کیا اور فرمایا تو میرے پاس کیا لایا ہے؟

میں نے کہا ! میں آپ کے پاس پانچ لاکھ لایا ہُوں۔

اُنہوں نے فرمایا ! کیا تو جو بات کہتا ہے اُسے جانتا ہے۔ تُجھ پر افسوس ہے۔

میں نے کہا ! میں سو ہزار یعنی ایک لاکھ کو جانتا ہوں اور اُسے میں نے پانچ مرتبہ گنا ہے۔

اُنہوں نے فرمایا ! أطیب! یعنی کیا تو جانتا ہے؟

میں نے کہا میں اس کے سوا نہیں جانتا۔

اُنہوں نے فرمایا ! کچہری لگاؤ اور مہاجرین کو پانچ ہزار اور چار ہزار اور اُمہات

المومنین کو بارہ ہزار درہم دیئے جائیں۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ میری قوم کے لوگوں کے پاس تشریف لائے اور بنی طے کے ہر شخص کو دو دو ہزار روپے دیئے

اور مُجھ سے احتراز فرمالیا، میں اُن کے سامنے آیا تو اُنہوں نے پھر مجھ سے رُخ پھیر لیا، میں پھر

بہانہ بنا کر آپ کے سامنے آیا تو آپ نے پھر اعراض کر لیا پھر جب چوتھی مرتبہ میرے سامنے

آنے پر اُنہوں نے اعراض فرمایا تو میں نے کہا ! اَے امیر المومنین کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسکرا کر فرمایا !خُدا کی قسم میں تُجھے تب سے جانتا

ہوں جب لوگوں نے انکار کیا اور تُو نے اسلام قبول کیا اور لوگ پُشتیں پھیر گئے اور تُو نے استقبال

کیا اور جب لوگوں نے غدّاری کی تو تُو نے وفاداری دکھائی۔''

قاریٔ قرآن کا مقام

ابی الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نافع بن

عبدالحارث حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقامِ عسفان پر ملے اور مکہ معظّمہ میں آپ کے گورنر تھے۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا ! اہلِ وادی پر کون امیر ہے؟

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! ابن ابزی۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا ! ابنؒ ابزی کون ہے؟

حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے کہا ابن ابزی ہمارے مَوالی میں سے ایک مولیٰ ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے اُن پر مَولیٰ یعنی آزاد کردہ غُلام کو امیر بنا رکھا ہے؟

حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے کہا ! وہ قُرآن کا قاری اور فرائض کو جاننے والا ہے،

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! ہاں آپ کے نبی کا ارشاد ہے، بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں کو اس کتاب قُرآنِ مجید کے ساتھ بُلندی عطا فرمائے گا اور اس کے ساتھ آخرین کو وضع فرمائے گا۔

(مسلم)

حضرت لیث بن ابی سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجُھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کو دُشواری میں ڈال رکھا تھا، وہ دن کو لوگوں کے اُمور میں مصروف رہتے اور رات کو اپنی آخرت کے اُمور میں کوشش فرماتے اور لوگوں کو فرماتے: اگر میں دن کو سوتا ہوں تو رعایا ضائع ہو جاتی ہے اور اگر رات کو سو جاؤں تو میری اپنی جان ضائع ہو جاتی ہے، تو ان دونوں کے ساتھ میں کس طرح سو سکتا؟

اِس روایت کو نظام الملک نے "امالی" میں نقل کیا۔

صحابہ کی اولاد کا خیال

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بازار میں گیا تو اُنہیں ایک نوجوان عورت ملی اور اُس نے کہا !

اے امیر المومنین! میرا شوہر فوت ہو گیا ہے، اُس نے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں، خُدا کی قسم! نہ ان کے لئے بکری ہے، نہ گائے ہے، نہ گھوڑے کا بچہ ہے اور نہ کھیتی ہے اور میں اُن کے ضائع ہو جانے سے ڈرتی ہوں اور میں حفاف بن ایمن غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہوں میرا باپ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں موجود تھا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس خاتون کے پاس رُک گئے اور فرمایا! مرحبا آپ کی قریبی نسبت ہے، پھر آپ اپنے گھر تشریف لائے اور اپنے اُونٹ پر دو بوریاں بار کیں جن میں کھانے کا سامان بھرا ہوا تھا اور اُن کے درمیان کپڑے اور دیگر ضروریاتِ زندگی کا سامان رکھا اور اونٹ کی مہار پکڑ کر فرمایا اِس کجاوے کا سامان ختم نہیں ہوگا یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں بہتری عطا فرمائے۔"

ایک شخص نے کہا! اے امیر المومنین یہ اس کے لئے زیادہ ہے۔

آپ نے فرمایا! تیری ماں تجھے روئے خُدا کی قسم! میں نے اِس کے باپ اور اِس کے بھائی کو دیکھا ہے، ایک زمانہ میں ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا پھر ہم نے صبح کی تو دونوں شہید ہو چکے تھے۔

اِس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔

یہ ہیں امیر المومنین

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ اسلم سے روایت کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو گشت کر رہے تھے کہ ایک گھر میں ایک خاتون کو دیکھا جس کے گرد بیٹھے ہوئے بچے رو رہے تھے اور اُس نے چُولہے پر کوئی چیز چڑھا رکھی تھی۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کے قریب جا کر پُوچھا: اے اللہ کی بندی! ان بچوں کو کونسی چیز رُلاتی ہے؟

اُس نے کہا! یہ بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا ! تم نے چولہے پر کیا چڑھا رکھا ہے ؟

اُس نے کہا ! برتن میں پانی ڈال کر رکھا ہوا ہے تا کہ یہ اس خیال سے سو جائیں کہ کھانے کے لئے کوئی چیز پک رہی ہے۔

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنا تو بیٹھ کر رونے لگے پھر دارِ صدقہ میں تشریف لائے، گھی، چربی، کھجوریں، کپڑے اور رقم بھر کر مجھے فرمایا! اسلم مُجھے یہ اُٹھوا دو۔

میں نے عرض کی! اَے امیر المومنین میں آپ سے زیادہ بوجھ اُٹھا سکتا ہوں۔"

آپ نے فرمایا! اَے اسلم یہ تیرے لئے نہیں اسے میں اُٹھاؤں گا، کیونکہ آخرت میں اس کا جواب دہ میں ہوں۔ پھر آپ نے وہ بوری اپنے کاندھے مُبارک پر اُٹھائی اور اس میں سے آٹا چربی اور کھجوریں وغیرہ لے کر برتن میں ڈال کر چُولہے پر رکھ دیئے اور چُولہا جلانے کے لئے پھونکنی مارنے لگے۔

حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: آپ کی داڑھی مبارک بھاری تھی، میں نے دیکھا کہ آپ کی داڑھی مبارک سے دُھواں اُٹھ رہا تھا یہاں تک کہ آپ نے اُن کے لئے کھانا تیار کیا، پھر اپنے ہاتھوں سے اُن بچّوں کو کھانا کھلایا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے تو آپ واپس تشریف لے آئے۔

(خرجہ فضائلی)

جو لوگ کھاتے ہیں وہی کھاؤں گا

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قحط کے دنوں میں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور شام کے وقت آپ کے پاس زیتون کے تیل میں بھگوئے ہوئے روٹی کے ٹکڑے آتے یہاں تک کہ ایک روز لوگوں نے اونٹ ذبح کر کے کھایا اور آپ کے لئے اُس کے عُمدہ حصّہ کوہان اور دل کلیجی وغیرہ لائے، آپ نے فرمایا! یہ کیا ہے ؟

لوگوں نے کہا: اے امیر المومنین! ہم نے آج اونٹ ذبح کیا ہے۔"

آپ نے فرمایا! آفرین ہے میں بُرا حاکم ہوں، کیا میں اِس کے عُمدہ حصے کھاؤں اور لوگ اس کے کرادیش کھائیں، یہ برتن اُٹھالو اور ہمارے لئے اس کھانے کے علاوہ لاؤ۔

پس آپ کے لئے زیتون کا تیل اور روٹی لائی گئی تو آپ نے روٹی توڑ کر تیل میں ڈالی اور ثرید بنا کر اپنی بیوی کو فرمایا! اے یرقا! اس پیالے کو اُٹھالو۔

اِس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے کی۔"

گھی کھانا چھوڑ دیا

روایت ہے کہ قحط کے دنوں میں لوگ سخت بُھوک میں مُبتلا ہو گئے تو بھوکے رہنے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جَو زیتون کا تیل اور کھجوروں کی بجائے گھی موافق آتا، آپ نے قسم کھالی کہ میں گھی کے ساتھ روٹی نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ یہ سال مُسلمانوں پر کھل جائے۔

چُنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور جب جَو کی روٹی زیتون کے تیل کے ساتھ کھاتے تو سالن نہ ہونے کی وجہ سے مجلس میں بیٹھے ہوئے آپ کی آنتوں میں قَرقَر کی آواز پیدا ہوئی، آپ نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا ! خواہ قرقر کر یا قرقر نہ کر تیرے لئے میرے پاس سالن اُسی وقت ہو گا جب اللہ تعالیٰ مُسلمانوں پر کھول دے گا۔

دوسری روایت

ایک روایت میں ہے کہ آپ کی بیوی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے گھی خریدا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! یہ کیا ہے ؟

اُس نے کہا! یہ میں نے آپ کے خرچ سے نہیں اپنے مال سے خریدا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! میں اسے اُس وقت تک نہیں چکھوں گا جب تک

لوگوں کے پاس نہیں آئے گا۔"

اِن دونوں روایات کی تخریج "فضائل عمرِ فاروق" میں کی گئی۔

بھُوک کی ہولنا کی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قحط کے دنوں گشت پر نکلے تو ایک گھر میں بیس شخص لڑ رہے تھے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! تمہارے پاس کیا آیا ہے ؟

اُنہوں نے کہا بھُوک کی شدّت بڑھ جانے سے ہم مُردہ جانور کا چمڑہ بھون کر کھا رہے ہیں اور اُس کی ہڈیاں پیس کر سفوف پھانک رہے ہیں۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو اپنی چادر اُتار کر پھینک دی اور مطبخ میں جا کر اُن کے لئے کھانا تیار کیا پھر اُنہیں کھانا کھلایا، یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے۔

پھر آپ نے حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منوّرہ میں بھیجا اور وہ اُن کے لئے اُونٹ لائے۔

قوم کا مددگار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام کے ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے، جب آپ اَبوا کے مقام پر پہنچے تو راستے میں ایک بوڑھے شخص کو قرعہ اندازی کرتے ہوئے دیکھا، بُوڑھے نے کہا ! اَے سوار ٹھہر جائیں۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی رُک گئے تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا شیخ ! کیا بات ہے؟

اُس نے کہا ! آپ لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں؟

لوگوں نے کہا ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وصال مُبارک ہو گیا ہے۔

اُس نے کہا ! کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہو گیا ؟

لوگوں نے کہا! ہاں، یہ سُنتے ہی بوڑھا شخص اس قدر رویا کہ ہمیں گُمان ہونے لگا کہ اُس کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر جائے گی۔

پھر اُس نے کہا ! اُن کے بعد اُمّت کا والی کون بنا ؟

لوگوں نے کہا ! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اُس نے کہا ! نجیبِ بنی تیم ؟

لوگوں نے کہا ! ہاں

اُس نے کہا ! کیا وہ آپ لوگوں میں موجُود ہیں؟

لوگوں نے کہا! اُن کا وصال ہو گیا ہے۔

اُس نے کہا! کیا وہ رحلت فرما گئے ہیں؟

لوگوں نے کہا ! ہاں اُن کا وصال ہو چُکا ہے۔ پس وہ رونے لگا یہاں تک کہ رونے سے اُس کی ہچکی بندھ گئی۔

پھر اُس نے کہا! اُن کے بعد اُمّت کا والی کون بنا؟

لوگوں نے کہا! عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اُس نے کہا ! بنی اُمیہ کے ابیض سے عُثمان بن عفّان کہاں ہیں؟ بے شک وہ بہت زیادہ نرم اور قریبی ہیں'' پھر کہا !

اگر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست ہیں تو مُسلمانوں کی بھلائی ہے، کیا وہ تم میں ہیں؟

لوگوں نے کہا! وہ اس وقت آپ سے ہم کلام ہیں۔''

اُس نے کہا! جب میں کسی کو مددگار نہ پاؤں میری اُس وقت مدد کریں۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! آپ کون ہیں جو آپ کی مدد کی جائے؟

اُس نے کہا میں بنی ملیک میں سے ایک شخص ہوں'' اور میرا نام ابو عقیل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے میری مُلاقات ہوئی تو آپ نے مُجھے اِسلام کی دعوت دی، میں آپ کے ساتھ ایمان لایا اور جو آپ لے کر آئے تھے اُس کی میں نے تصدیق کی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہلے خود ستُّو پیئے اور پھر مُجھے پلائے۔

پس بُھوک پیاس اور گرمی کے وقت اُس کی سیرابی اور ٹھنڈک باقی رہی۔

اُس نے کہا ! میں اپنے شب و روز میں پانچ نماز پڑھتا رہا ہوں، رمضان شریف کے روزے رکھتا رہا ہوں اور حج کے دِنوں مناسکِ حج ادا کرتے ہوئے بکری کی قُربانی دیتا رہا ہوں اور اس سال آپ لوگ ہمارے پاس تشریف لے آئے ہیں۔

ہمارے پاس ایک بکری باقی تھی جس کے دُودھ سے نفع حاصل کرتے تھے، گزشتہ شب اُس پر بھیڑیئے نے حملہ کر دیا، ہم نے اُس کو ذبح کیا اور کھالیا، اب میں آپ کے پاس آیا ہُوں کہ آپ میری مدد کریں، اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! تُجھے مدد گار مل گیا، تجھے مدد گار مل گیا، مُجھے کنویں پر دیکھنا، راوی کہتا ہے کہ ہم اپنی منزل پر پہنچے تو گویا کہ میں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا کہ وہ راستے پر قانع ہیں اور بغیر کھانا کھائے اُونٹنی کی مہار پکڑے بوڑھے کے منتظر ہیں۔''

جب لوگ چلنے لگے تو آپ کنویں والے کے پاس تشریف لے گئے تو اُسے بُوڑھے کا حُلیہ بتا کر فرمایا! جب وہ تیرے پاس آئے تو اُس پر اور اُس کے اہل وعیال پر خرچ کرنا، انشاء اللہ تعالیٰ میں تیرے پاس واپس آؤں گا۔ پھر جب آپ حج کی ادائیگی کے بعد واپس تشریف لائے تو اُس منزل پر نزول اجلال فرمایا اور کنویں والے کو بُلا کر پوچھا کیا تو نے اُس بوڑھے سے اچھا سلوک کیا تھا؟

اُس نے کہا ! ہاں اَے امیر المومنین وہ آپ کے وعدے کے مطابق میرے پاس

آیا تو تین دن بیمار رہ کر دارِ فانی سے راہیٔ مُلکِ بقا ہو گیا۔ پس میں نے اُس کی تدفین کی اور یہ

اُس کی قبر ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا کہ آپ اُٹھے اور

راستے کو پھلانگتے ہوئے اُس کی قبر پر گئے اور اُس بُوڑھے پر نمازِ جنازہ پڑھی اور قبر سے لپٹ کر

رونے لگے۔ پھر فرمایا! اللہ تعالیٰ نے اُس کے لئے تمہارا ملنا ناپسند کیا اور اُسے اپنے ہاں پسند

فرمالیا، پھر اُس کے گھر والوں کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اور جب تک بقیدِ حیات رہے اُن کے

اخراجات پورے کرتے رہے۔

نیکوں کی دُعاؤں سے بخشا جاؤں گا

اُن ہی سے روایت ہے کہ جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چاروں طرف

سے وفود آئے تو آپ نے اُن سے وہاں کے لوگوں کا حال احوال پوچھا۔

لوگوں نے کہا! فلاں شہر کے لوگ امیر المومنین سے ڈرتے ہیں اور اُس کی سطوت و

عقوبت سے خوف زدہ ہیں اور فلاں شہر کے لوگ مال و دولت جمع کرنے میں مَصروف ہیں اور

آپ کی طرف متوجہ ہیں اور فلاں شہر میں ہم نے ایک عابد کو پایا جو مسجد کے ایک گوشے میں

سجدہ ریز ہے اور اپنے سجود میں کہتا ہے: الٰہی! امیر المومنین کی لغزش معاف فرما اور اُس کے

درجات بُلند فرما۔''

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! رہے وہ لوگ جو مُجھ سے خائف ہیں تو اگر اُن

کا اِرادہ عمر کے ساتھ بھلائی ہے، اُس سے نہ ڈریں۔ رہے اموال جمع کرنے والے تو وہ

مُسلمانوں کا مال ہے، نہ وہ عمر کے لئے ہے اور نہ آلِ عمر کے لئے۔

رہی وہ دُعا جو تم نے غَیب سے ظاہر ہوتے سُنی تو بیشک اُس سے میں پُراُمید ہوں کہ اللہ

تبارک وتعالیٰ صالحین کی دُعاؤں اور برکتوں سے مُجھے نوازے گا تو میری بخشش ہو جائے گی۔''

حضرت عروہ بن رویم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ لوگوں سے اُن کے لشکروں کے امیروں کا حال معلوم کر رہے تھے جب آپ اہلِ حمص کے پاس سے گزرے تو اُن سے پُوچھا کہ تُم اور تمہارے امیر کیسے ہیں؟

اُنہوں نے کہا اے امیر المومنین! امیر اچھا ہے سوائے اِس کے اُس نے اپنی رہائش کے لئے محل تعمیر کرایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط لکھ کر قاصد کے حوالے کیا اور اُسے حکم دیا کہ محل کے دروازے پر ایندھن جمع کر کے بالا خانے کا دروازہ جلا دو، قاصد نے وہاں پہنچ کر آپ کے حکم کی تعمیل کی اور بالا خانے کے دروازے کو آگ لگا دی۔

لوگوں نے امیرِ حمص کو بتایا کہ ایک شخص نے آپ کے بالا خانے کا دروازہ جلا دیا ہے،

اُس نے کہا! وہ امیر المومنین کا فرستادہ ہے اُسے بُلاؤ۔

قاصد نے آ کر اُسے خط دیا تو وہ خوف کی وجہ سے اُس کے ہاتھ سے گر گیا، پھر وہ سوار ہو کر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُسے دیکھ کر آپ نے لوگوں کو حکم دیا اِسے مُجھ سے تین روز تک دُور رکھو اور یہ تین دن اِسے سُورج تلے گزارنے ہیں، پس تین دن تک اُسے آپ کی مُلاقات سے روکا گیا، تین دن کے بعد آپ نے اُسے فرمایا! مُجھے حرہ میں ملو، حرہ میں آپ نے صدقہ کے اُونٹ اور بکریاں رکھی ہوئی تھیں، جب وہ حرہ میں آیا تو اُس پر مُلاقات ہوئی پھر آپ نے فرمایا! اپنے کپڑے اُتار دے اور اس کے ساتھ پھر اُسے ڈول دے کر فرمایا اس اُونٹ کو پانی پلا، جب وہ بڑی مُشکل سے اُونٹ کو پانی پلا کر فارغ ہوا تو آپ نے فرمایا!

اَے ابن قرط! تیرے ساتھ اس کا وعدہ کب کیا تھا؟

اُس نے کہا! اَے امیر المومنین کونسے زمانے اور وقت کا وعدہ۔

آپ نے فرمایا! اس بالا خانہ کی تعمیر کا، جس کے ساتھ تو مُسلمانوں یتیموں اور بیواؤں پر اپنی سرداری دکھاتا ہے، اپنی گورنری پر واپس جا اور پھر اِس دُشواری کو آواز نہ دینا اور ہمیں تھکن نہیں مس کرنا چاہیے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آپ کا کوئی عامل آتا تو بیمار اور کمزور نہ ہوتا۔"

دونوں روایتیں سعید بن منصور نے اپنی سُنن میں بیان کی ہیں۔

مُسلمانوں کے بچّوں کی تنخواہ

حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجروں کی ایک جماعت مسجد میں اُتری تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ! رات کو انہیں چوری سے محفوظ رکھنے کے لئے آپ کے پاس کیا تجویز ہے؟

پھر وہ دونوں اُن کی حفاظت کرنے لگے، اور جو اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کے لئے لکھا تھا پڑھنے لگے۔ اِسی اثناء میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سُنی تو آپ اُس کی طرف آئے اور اُس کی ماں سے کہا! اللہ سے ڈر اور اپنے بچے سے اچّھا سلوک کر۔

پھر اپنی جگہ پر واپس آگئے جب رات کا آخری پہر ہوا تو پھر بچّے کے رونے کی آواز سُنی تو آپ نے اُس کی والدہ کے پاس جا کر فرمایا ! میں تُجھے اپنے بچے کے لئے ایک بُری ماں دیکھتا ہوں، جو میرے پاس ہے وہ میں تیرے بچے کے لئے اِس وقت رات کو مقرّر نہیں کرسکتا۔

اُس نے کہا! اے اللہ کی توحید بیان کرنے والے یہ مُجھے اس وقت تنگ کرتا ہے، میں نے چار روز سے اس کا دودھ چھڑا رکھا ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تو نے ایسا کیوں کیا ہے؟

اُس نے کہا ! کیونکہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوائے دُودھ چھڑائے بچّے کے تنخواہ نہیں دیتے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! اِس کی کتنی عمر ہے؟

خاتون نے کہا ! اتنے اور اتنے مہینے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اس کے لئے جلدی نہ کر، پھر آپ نے فجر کی نماز پڑھی اور لوگوں سے بیان نہیں کیا تھا کہ پھر بچّے کے رونے کی آواز سُنی تو سلام پھیر کر فرمایا! عمر کو موت کی اطلاع نہیں، کتنے مُسلمانوں کی اولاد قتل کرتا ہے۔

پھر آپ نے مناد کو حکم دیا کہ لوگوں میں منادی کردے اپنے بچوں کا دودھ چُھڑانے میں جلدی نہ کریں میں اسلام میں ہر مولود کی تنخواہ مقرر کرتا ہوں اور یہ چاروں طرف لکھ کر بھیج دیا کہ اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کو تنخواہ دی جائے گی۔"

اِس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے کی۔"

ایک چادر کا حِساب دو

روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یمن سے چادریں آئیں تو آپ دو دو چادروں کو پھاڑ کر لوگوں میں ایک ایک چادر تقسیم کردی اور پھر منبر پر تشریف لائے تو اُن میں سے ایک حُلہ آپ کے اُوپر تھا، آپ نے خُطبہ دیتے ہوئے فرمایا! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، سُنیں!

لوگوں میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: خُدا کی قسم! نہیں سُنوں گا، خدا کی قسم! نہیں سنوں گا۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! اَے اللہ کے بندے کیوں نہیں سنو گے۔

اُس شخص نے کہا! اے عُمر آپ ہم پر دُنیا کے ساتھ فضیلت رکھتے ہیں، آپ نے ہمیں ایک ایک چادر پھار کردی ہے اور خُود اُن میں سے حُلہ یعنی دوہری چادر اوڑھ رکھی ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! عبداللہ بن عُمر کہاں ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! اَے امیر المومنین یہاں ہوں۔

آپ نے فرمایا! جو مجھ پر دو چادریں ہیں ان میں سے ایک، کس کی ہے؟

حضرت ابِن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: ایک چادر میری ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس شخص کو فرمایا! اے اللہ کے بندے آپ نے مُجھ پر جلدی کی ہے میں نے اپنی بوسیدہ چادر کو دھویا تو عبداللہ نے مُجھے بغیر مانگنے کے یہ چادر دے دی۔

اُس نے کہا! اب آپ فرمائیں آپ کی بات سُنوں گا اور آپ کی اطاعت کروں گا۔"

(خرجہ ملاء فی سیرتہ)

امیر المومنین کی بیوی بدوی زچّہ کی کفیل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین ایک شب لوگوں کی خبر گیری کے لئے نکلے تو ایک اعرابی کے پاس بیٹھ گئے جو خیمے کے پاس بیٹھا ہوا تھا، آپ نے اُس سے گفتگو کی اور اُس سے پوچھا اِس بلاد میں کیسے آنا ہوا۔ اسی اثناء میں خیمے کے اندر سے کراہنے کی آواز آئی تو آپ نے پوچھا یہ کراہ کس کی سُنائی دی ہے ؟

اعرابی نے کہا یہ آپ کے بس کی بات نہیں، میری بیوی کے ہاں بچّہ پیدا ہونے والا ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے اپنے گھر واپس تشریف لے آئے اور اپنی بیوی سے کہا اے اُم کلثوم چادر اوڑھ کر میرے پیچھے پیچھے چلی آؤ، پھر آپ اِعرابی کے پاس آئے اور فرمایا! کیا اس عورت کو اجازت ہے کہ وہ آپ کی بیوی کی کفالت کرے۔

اُس نے اجازت دے دی تو اُن کی بیوی اندر چلی گئی، ابھی آپ بیٹھے بھی نہ تھے کہ اُن کی بیوی نے کہا اے امیر المومنین آپ کو لڑکے کی خوشخبری ہو۔

اعرابی نے جب امیر المومنین کا لفظ سُنا تو ایک دم کھڑا ہو گیا، پھر آپ کے سامنے بیٹھ کر معذرت طلب کی، آپ نے فرمایا ! تُجھ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ صُبح ہمارے پاس آنا، جب وہ صبح کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اَولاد کے کھاتا میں اُس کے بچّے کی تنخواہ مقرر کر دی اور اُسے عطا کر دی۔"

خبر گیری نہ کر سکنے کی قیمت اَدا کر دی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام سے مدینہ منوّرہ میں واپس تشریف لائے تو لوگوں سے ایک ایک کا حال پُوچھا پھر ایک کبیر السن خاتون کے خیمہ میں جا کر حال پُوچھا تو اُس نے کہا اَے شخص! عمر کیا کر رہا ہے؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! وہ اب شام سے واپس آیا ہے۔

خاتون نے کہا! اللہ تعالیٰ اُسے میری طرف سے جزائے خیر نہ عطا فرمائے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! کیوں بی بی کیا بات ہے؟

خاتون نے کہا! خدا کی قسم وہ جب سے خلیفہ بنا ہے مجھے اُس سے اِس روز تک نہ کوئی دینار پہنچا ہے اور نہ کوئی درہم ملا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! آپ اس جگہ رہتی ہیں کیا عُمر آپ کے حال کو جانتا ہے؟

خاتون نے کہا! سبحان اللہ کیا تیرا یہ گمان ہے کہ جو شخص لوگوں پر حاکم ہوتا ہے وہ اپنی حکومت کے مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ ہے اُسے نہیں جانتا؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور فرمایا! اَے عمر تجھ پر افسوس، تیری مخاصمت پر افسوس، اَے عمر تجھ سے ہر ایک زیادہ فقیہ اور زیرک ہے، پھر فرمایا! آپ اُس سے اپنے ساتھ ہونے والی نافرمانی کتنے میں فروخت کریں گی تا کہ میں اُسے آگ سے بچا لوں؟

خاتون نے کہا ! خدا آپ رحم فرمائے ہم سے مذاق نہ کریں۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! یہ مذاق نہیں، اور پھر آپ مُسلسل اُس سے یہ بات کرتے رہے یہاں تک کہ اُس کے ساتھ ہونے والی ناانصافی پچیس دینار میں خرید لی۔

اسی اثناء میں حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں پر تشریف لے آئے اور دونوں نے کہا: اَے امیر المومنین! آپ پر سلام ہو، جب اُس خاتون کو معلوم ہوا کہ میں اَمیر المومنین سے بات کرتی رہی ہوں تو اُس نے اپنے آپ سے کہا! افسوس تیری بُرائی! تو اَمیر المومنین کو اُن کے سامنے بُرا بھلا کہتی رہی ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے فرمایا! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تیرا کوئی قصور نہیں، پھر آپ نے اُس خاتون سے کیا ہوا معاہدہ تحریر کرنے کے لئے چمڑا طلب کیا، جب نہ ملا تو آپ نے اپنے لباس پر لگا ہوا چمڑے کا پیوند اُتارا اور اُس پر لکھا۔"

بسم اللہ الرحمنِ الرحیم!

"عمر کے دَورانِ خلافت میں فلاں خاتون کے ساتھ جواب تک ناانصافی ہوئی ہے وہ اُس نے پچیس دینار کے معاوضے سے خرید لی ہے۔"

جب میں قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونگا تو یہ خاتون مُجھ پر دعویٰ نہیں کرے گی اور میں اس سے بَری ہونگا۔"

اِس پر حضرت علی ابن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما گواہ ہیں۔

پھر آپ نے یہ تحریر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حوالہ کرتے ہوئے فرمایا! جب میں آپ سے پہلے اِنتقال کروں تو یہ تحریر مِرے کفن میں رکھ دینا۔

حضرت عُمر کے راز جاننے والے

حضرت اوزاعی سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رات کے اندھیرے میں پہلے ایک گھر میں اور پھر دوسرے گھر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا، صبح ہوئی تو حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس گھر میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک اندھی بُڑھیا بیٹھی ہوئی تھی، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! وہ شخص آپ کے پاس کس لئے آیا تھا؟

بڑھیا نے جواب دیا وہ میرے ساتھ اُس وقت ایسا اور اَیسا معاہدہ کرنے آئے تھے اور بتایا کہ اُنہوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا اور میں نے اُنہیں یہ تکلیف پہنچائی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود سے کہا! تیری ماں تجھے روئے کیا تو عمر کا بھید جاننے کے لئے اُن کا پیچھا کرتا ہے؟

اس روایت کی تخریج فضائلی اور صاحب صفوت نے کی۔''

حضرت اَوزاعی ہی سے روایت ہے، حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کا حال جاننے کے لئے مدینہ منوّرہ سے باہر نکلے اور مدینہ منوّرہ سے دُور جا کر ایک دَرخت کے نیچے ظہر کی نماز ادا کی اور پھر وہیں ایک ساعت کے لئے اُس دَرخت کے نیچے سر رکھ کر اِستراحت فرمائی، اسی اَثناء میں شاہِ فارس کا، کافر ایلچی وہاں سے گُزرا تو آپ کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور کہا اے عمر! آپ کتنے اچھے ہیں، انصاف کیا اور سو گئے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو اُس نے آپ کے پاؤں چوم کر اسلام قبول کر لیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے اور کہا: اَے پروردگار! اگر تو اس پر رحم نہ فرمائے تو عمر ہلاک ہو جائے۔

بیماروں سے ہمدردی

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حدودِ حرم میں گھاس کاٹتے دیکھا تو فرمایا! کیا تو نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

اُس نے کہا! نہیں، اور ساتھ ہی اپنی حاجت اُن کے سامنے بیان کر دی، آپ نے اُسے کوئی چیز دے دینے کا حکم صادر فرما دیا۔''

(خرجہ المخلص الذہبی)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ اُنہوں نے پانی کا برتن منگوا کر معیقیب کو دیا اور وہ شخص تیزی

سے آنے والی بیماری میں مبتلا تھا، حضرت عمر فاروق نے باقی ماندہ پانی اُس سے لے لیا اور اُسی جگہ منہ لگا کر پانی پیا جہاں اُس مریض نے منہ لگا کر پانی پیا تھا"

میں نے جان لیا کہ آپ اپنے نفس میں داخل ہونے والے اُس اپنے دشمن کو اس طرح بھگا دیتے ہیں، پھر آپ نے اُس شخص کے لئے تمام اَطباء کو دعوت دی تو آپ کے پاس یمن کے دو شخص آئے، آپ نے فرمایا! تمہارے پاس اس نیک شخص کی بیماری کا اعلاج ہے، اسے تیزی سے درد اُٹھتا ہے؟

اُنہوں نے کہا: اس پر ہمیں قدرت نہیں، تاہم اسے ہم دوا دیتے ہیں جس سے بیماری بڑھنے سے رُک جائے گی۔"

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اگر بیماری ٹھہر جائے اور زیادہ نہ ہو تو یہ بہت بڑی عافیت ہے۔

اُنہوں نے کہا! آپ کی زمین میں حنظل یعنی اندرائن کا پھل ہوتا ہے؟

آپ نے فرمایا ! ہاں

اُنہوں نے کہا! ہمارے لئے اُسے اکٹھا کرائیں۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حنظل کے دو بڑے ڈھیر لگوا دیئے۔

اُنہوں نے حنظل کے دو دو ٹکڑے کئے اور معیقیب کو لٹا کر دونوں نے ایک ایک ٹکڑے سے اُس کے ایک ایک پاؤں کو نیچے سے رگڑنا شروع کر دیا، جب حنظل کے ایک ٹکڑے کا پانی ختم ہو جاتا تو دُوسرا ٹکڑا اُٹھا لیتے یہاں تک کہ معیقیب کو ہم نے دیکھا کہ سبز کڑواہٹ نے اُسے بدہضمی کر دی تو اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا کہ اب اس کی بیماری میں کبھی اضافہ نہیں ہوگا۔"

کہا کہ خدا کی قسم معیقیب کا مرض رُک گیا اور اُس کی زندگی کے آخری سانس تک اُسے کبھی یہ بیماری لاحق نہیں ہوئی، اس روایت کی تخریج ابُو مسعود احمد بن فرات الضبی نے کی ہے۔"

فوجی اپنی بیوی سے کب تک علیحدہ رہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منوّرہ سے باہر گئے ہوئے لوگوں کو اُن کی بیویوں کی طرف سے خطوط لکھے کہ وہ اُن کے پاس لوٹ آئیں یا اُن کے پاس واپس آجائیں یا اُنہیں طلاق دے دیں یا اُن کی طرف خرچ بھیجیں۔ اور جو شخص طلاق دے وہ مطلقہ کو اپنے ترکہ سے خرچ بھیجے۔"

(خرجہ الاابہری)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شب مدینہ منوّرہ میں گشت کر رہے تھے کہ ایک خاتون کو یہ کہتے ہوئے سُنا:

ألا طال هذا الليل وازور جانبه

وليس إلى جنبي خليل ألاعبه

فوالله لولا الله تخشى عواقبه

لزعزع من هذا السرير جوانبه

مخافة ربي والحياء يردني

وأكرم بعلي أن تنال مراكبه

ولكنني أخشى رقيباً موكلا

بأنفسنا لا يفتر الدهر كاتبه

اُسے مُجھ سے علیحدہ کر دیا گیا ہے، رات طویل ہوگئی ہے اور میرے پہلو میں میرا دوست نہیں ہے۔

خُدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ کے عوَاقب کا ڈر نہ ہوتا تو یہ چارپائی مُتحرّک ہوتی۔

مُجھے خُدا کا خوف اور اپنے لوٹنے کا ڈر اور اپنے شوہر کا اِکرام پیشِ نظر ہے کہ وہ سوار آئے گا۔"

ولیکن میں رقیب موکل سے ڈرتی ہوں، ہماری جانوں کے ساتھ اُس نے زمانے کی نرمی تحریر نہیں کی۔"

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عَورتوں سے پُوچھا بیوی اپنے شوہر کے بغیر کتنا عرصہ صبر کرسکتی ہے؟

اُنہوں نے کہا! دو ماہ اور تیسرے مہینے صبر کے لئے کہا جاتا ہے اور چوتھے ماہ صبر کا پیمانہ چھلک جاتا ہے، حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سُن کر لشکروں کے سالاروں کو یہ لکھا کہ کسی شخص کو اُس کی بیوی سے چار ماہ سے زیادہ نہ روکا جائے۔

ایسی ہی دُوسری روایت

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کو یہ کہتے ہوئے سُنا

دعتنی النفس بعد خروج عمرو
إلی اللذات تطلع اطلاعا
فقلت لها عجلت فلن تطاعی
ولو طالت إقامته رباعا
أحاذر أن أطیعك سب نفسی
ومخزاةً تجللنی قناعا

عمرو کے جانے کے بعد میرے نفس نے لذات کی طرف دعوت کی اطلاع دی۔

میں نے اُسے کہا جلدی کرے گا تو میں ہر گز تیری بات نہیں مانوُں گی، اور اگر اُس کی اقامت چار روز ہو گی۔"

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے فرمایا! تُجھے اِس سے کس چیز نے روکا ہے؟

اُس نے کہا! حیاء نے اور اپنے شوہر کے اِکرام نے۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! زندگی میں رنگینیاں ہیں، جو حیاء کر

ہے وہ چھپاتا ہے جو چھپاتا ہے وہ پرہیزگار اور متقی ہے اور جو متقی ہے وہ بچ جاتا ہے۔

اس روایت کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی ہے۔

قُریشی عورت کا موالی سے نِکاح

شعبی سے روایت ہے کہ قریشی کے ایک شخص کو ایک موالی نے اُس کی ہمشیرہ سے نکاح کی درخواست کی اور اُسے بہت سا مال دیا تو قُریشی نے اُس کی تزویج سے اِنکار کر دیا،

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریشی کو فرمایا! آپ کو اس شادی سے کونسی چیز روکتی ہے جبکہ وہ نیک شخص ہے اور آپ کی ہمشیرہ کو حسین تُحفہ پیش کرتا ہے۔

قریشی نے کہا! اے امیر المومنین ہمارا حسب نسب اعلیٰ ہے اور وہ ہمارا کفو نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ کے پاس دُنیا و آخرت کا حسب آیا ہے، رہا دُنیا کا حسب تو وہ مال ہے، رہا آخرت کا حسب تو وہ تقویٰ ہے۔ اگر تیری بہن خُوش ہو تو اس شخص سے اُس کی شادی کر دے۔

قُریشی نے اپنی ہمشیرہ کے پاس آ کر پُوچھا تو اُس نے اظہارِ رضا مندی کیا اور اُس نے اُسے اُس شخص سے بیاہ دیا"

مُسلمانوں کے مال کی حفاظت کرنا

پیشِ ازیں اِس سلسلہ میں اس فصل کے آغاز میں بیان ہوا پھر اُن کے زُہد و ورع اور نیکیوں کا تذکرہ ہوا اور ایسے ہی اِن معنوں کی بہت سی اَحادیث اس ضمن میں بیان ہو چکی ہیں۔

حضرت ابی بکر عبسی سے روایت ہے کہ میں حضرات عُمر و عُثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بیت المال کے مکان میں داخل ہوا تو حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سائے میں تشریف فرما ہو گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اُن کے سرہانے کھڑے ہو کر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سُننے لگے جبکہ حضرت عُمر شدید گرمی کے دِن میں سورج کے نیچے

کھڑے تھے اور اُن کے اوپر دو سیاہ چادریں تھیں ایک کے ساتھ اُنہوں نے خُود کو ڈھانکا ہوا تھا اور دُوسری سر پر لپیٹ رکھی تھی اور وہ صدقہ میں آنے والے اُونٹوں کا رنگ اور عمریں لکھ رہے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا! کیا آپ نے اللہ عزوجل کی کتاب میں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی کا یہ ارشاد سُنا ہے۔

يَآ أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ ۚ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ

ترجمہ! اے میرے باپ ان کو یعنی موسیٰ علیہ السلام کو نوکر رکھ لیں بیشک بہتر نوکر وہ ہے جو طاقتور اور امانتدار ہو۔

(سورۃ القصص آیت ۲۶)

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ قوی الامین یعنی طاقتور اور امانتدار ہیں۔

اس روایت کو المخلص اور ابن سمان نے ''الموافق'' میں نقل کیا ہے۔

مخصوص چراگاہ کی حفاظت

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولیٰ محمد بن علی بن حسین سے روایت ہے کہ میں ایک گرم اور لُو والے دن میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا اور وہ کھجوروں کے باغ میں تھے اسی اثناء میں ہم نے ایک شخص کو دیکھا جو گرمی کی وجہ سے زمین پر فراش کی طرح چادر اوڑھے دونو جوان اونٹوں کو ہانکتا ہوا آ رہا تھا۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! یہ ہم پر کیا آ رہا ہے؟

میں نے دیکھ کر عرض کی ایک شخص چادر میں لپٹا ہوا دو اونٹوں کو ہانکتا آ رہا ہے۔ پھر جب وہ ہمارے قریب آئے تو میں نے کہا یہ امیر المومنین ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازے سے سر باہر نکال کر دیکھا بادِ سُموم

تھپیڑا آیا، آپ نے سر اندر کر لیا یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا آپ اس وقت کیوں نکلے ہیں؟

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! بیت المال کے اُونٹوں سے دو اُونٹ بھاگ آئے تھے اُن کے پیچھے آنا پڑا، کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ یہ مخصوص چراہ گاہ میں گھس کر اُسے ضائع نہ کردیں چنانچہ میں نے ان دونوں کے مل جانے کی اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا کی۔"

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اَے امیر المومنین تشریف لائیں تا کہ آپ کو پانی پلائیں اور سایہ دار جگہ پر بٹھائیں۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اپنا سایہ میری طرف لوٹا دو۔

میں نے کہا! آپ تشریف لے آئیں ہمارے پاس آپ کے لئے سایہ دار جگہ ہے۔آپ نے فرمایا اپنا سایہ میری طرف لوٹا دو اور تشریف لے گئے، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! جو شخص چاہتا ہے کہ قوی الامین کو دیکھے وہ اس کو دیکھ لے۔

(خرجہ الشافی فی مُسندہ)

گورنروں کو وصیتیں

حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مولیٰ ہنی کو زکوٰۃ کا انچارج بنا کر فرمایا! اے ہنی لوگوں کی طرف سے اپنا بازو ملا کر رکھ اور مظلوم کی بددُعا سے ڈر کیونکہ وہ قبول ہوتی ہے۔اور اُونٹوں اور بکریوں کے قطعات میں داخل ہو جا، نیز ابنِ عفّان اور ابنِ عوف کے جانور اگر آوارہ ہونگے وہ دونوں کھیتی اور نخلستان کی طرف موڑ دیں گے اور اگر اونٹوں یا بکریوں کا کوئی گلہ آوارہ ہو تو اُسے میرے پاس لے آ۔

ہنی نے کہا! اے امیر المومنین کیا البتہ میں اُسے چھوڑ دوں گا؟ آپ کچھ پرواہ نہ کریں پانی اور کھانا سونے چاندی سے آسان ہے، خُدا کی قسم! وہ لوگ دیکھتے ہیں کہ ہم نے اُن پر ظلم کیا ہے اور یہ اُن کا علاقہ ہے اور اُن کا کنواں ہے، وہ دَورِ جاہلیت میں اِس پر لڑتے تھے اور

اسلام میں اِس پر اُنہوں نے سلامتی پائی ہے، خدا کی قسم اگر یہ مال وہ نہ ہوتا جس پر اللہ کی راہ میں اُٹھایا جانا ہے تو لوگوں پر اُن کے علاقہ میں حمیت کوئی چیز نہیں۔

(بخاری)

گورنروں کو ہدایت

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی شخص کو عامل بناتے تو اُس کے ساتھ معاہدہ تحریر کر لیتے اور اُس پر مہاجرین وانصار کی ایک جماعت کو گواہ بنا لیتے، پھر اُسے فرماتے میں تجھے مُسلمانوں کے خُون پر اور اُن کے اعراض واستار پر گورنر نہیں بنایا بلکہ تجھے عامل بنایا ہے کہ تو اُن میں نماز قائم کرے، زکوٰۃ تقسیم کرے اور اُن میں اِنصاف کے ساتھ حکم صادر کرے پھر اُس پر یہ شرط عائد کرتے کہ وہ نہ تو اُونچی قسم کا لباس پہنے گا اور نہ اعلیٰ قسم کے کھانے کھائے گا اور نہ تُرکی گھوڑے پر سواری کرے گا اور نہ لوگوں کی ضروریات پر اپنا دروازہ بند کرے گا، آپ اپنے ساتھیوں کو تنگدستی کا حکم دیتے ہوئے فرماتے، موٹا جھوٹا پہنو کھاؤ اور مضبوط ہو۔"

اِس روایت کو فضائلی نے نقل کیا ہے۔

گورنر کیسا گھر بنائے؟

حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھ کر اپنی رہائش گاہ تعمیر کرنے کی اِجازت طلب کی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کو لکھا: "آپ اپنے لئے صرف ایسا گھر تیار کر سکتے ہیں جس میں آپ سُورج کی تپش اور بارش سے بچنے کے لئے پناہ لے سکیں۔"

(اخرجہ فضائلی)

حضرت ابُوعبیدہ کے نام خط

حضرت عروہ بن رویم نحمی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت

ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کومکتوب تحریر فرمایا جواُنہوں نے جابیہ میں لوگوں کو پڑھ کر سُنایا، اُس میں لکھا تھا:

''اما بعد! بیشک وہ لوگوں میں سوائے دونوں کے اِستحکام اور اعتماد بعیدہ کے امر قائم نہیں کرتے اور نہ اس سے لوگ اخفا پر مُطلع ہوتے ہیں اور نہ حق میں حرہ پر ناراض ہوتے ہیں اور لومہ لائم سے ڈرتے ہیں۔

والسلام علیک''

ایک روایت میں ہے کہ نہ تو قرابتِ مکان پر حق میں محبت رکھتا ہوں اور نہ حق میں حرہ پر ناراض ہوتا ہوں۔''

اور اُن کی طرف یہ بھی لکھا تھا کہ:

میں نے آپ کو خط لکھا ہے اس میں آپ کی آل اور میری ذات کی بہتری نہیں، پانچ خلال لازم رکھیں، آپ کا دین آپ کی سلامتی ہے، آپ افضل خط کے ساتھ محظوظ ہوں جب آپ کے پاس دو آدمیوں کا جھگڑا آئے تو آپ پر ظاہر عدُول اور ایمان قاطِعہ ہے۔ پھر کمزور کو قریب کریں یہاں تک کہ اُس کی زبان کھل جائے اور قلب چلنے لگے اور غریب سے عہد کریں۔ جب وہ دیر تک رُک جائے گا تو اپنی ضرورت ترک کر کے اپنے گھر والوں کی طرف چلا جائے گا اور جس کا حق باطل ہو جائے گا وہ اس کے ساتھ سر نہیں اُٹھا سکے گا اور جو آپ کے لئے ظاہر فیصلہ نہ ہو اُس کے لئے صلح پر حریص ہوں۔ والسلام علیک

اس روایت کی تخریج سمرقندی نے کی۔

ابُوعبیدہ اور معاذ بِن جبل کا خط

حضرت زید ریامی سے روایت ہے کہ حضرت ابُوعبیدہ بن الجراح اور حضرت معاذ بن

الجبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط تحریر کیا جس میں لکھا تھا:

''اما بعد! ہم دونوں کا آپ سے عہد ہے اور آپ کی ذات کا کام آپ کے لئے مہم ہے، جس روز کی صبح آپ اس اُمّت کے سُرخ اور سیاہ کے متولی ہُوئے ہیں آپ کے سامنے شریف و ذلیل اور دوست و دشمن بیٹھیں گے اور ہر ایک کے لئے عدل سے حِصّہ ہے۔ پس اَے عُمر دیکھیں کہ آپ اس کے نزدیک کیسے ہیں؟ ہم آپ کو اُس چیز سے ڈراتے ہیں جس چیز سے آپ سے پہلے اُمتوں کو ڈرایا گیا اور آپ اُس دن سے ڈراتے ہیں جس میں چہرے عاجز اور دل خوفزدہ ہوں گے اور اُس میں بادشاہِ قہار کے غرۃ کے لئے حُجتّیں مُنقطع ہو جائیں گی، وہ اس کے لئے ذلیل و خوار اور اُس کے فیصلے کے منتظر ہونگے اور اُس کی سزا سے ڈرتے ہونگے۔ اور بیشک اُس نے ہمیں خبر دی ہے کہ عَنقریب ایسے لوگوں کا زمانہ آئے گا جس میں بظاہر بھائی اور بباطن دُشمن ہونگے۔ اور ہم اللہ عزوجل کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں کہ ہمارا خط آپ سے اُس منزل کے علاوہ اُترے جس سے ہمارے دلوں سے اُترا ہے اور بیشک ہم نے آپ کی طرف آپ کو نصیحت لکھی ہے۔ والسلام۔''

دونوں کے نام فارُوقِ اعظم کا خط

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن دونوں کے نام خط لکھا:

''اما بعد! آپ دونوں کا تحریر کردہ گرامی نامہ ملا۔ آپ نے میرے ساتھ عہد کی اور میری ذات کی طرف مہم کی اور جو آپ جانتے ہیں اس کے بارے میں بات کی ہے اور آپ نے مجھے اِس اُمّت کے اسود و احمر کے اُمر کی تولیّت کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ میرے سامنے شریف و

ذلیل، دوست و دشمن بیٹھیں گے اور ہر ایک کے لئے عدل سے حصّہ ہے۔

اور بے شک عُمر کے نزدیک سوائے اللہ عزّ وجل کے کوئی قوّت اور طاقت نہیں۔

آپ نے اپنے خط میں مجھے اس چیز سے ڈرایا ہے جس سے پہلی اُمتّوں کو ڈرایا گیا۔ یقیناً یہ رات اور دن کا اختلاف ہے۔ یہاں تک کہ لوگوں کے اعمال نامے اُنہیں جنت یا دوزخ کی طرف لے جائیں۔

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ

ترجمہ! تا کہ اللہ ہر جی کو اُس کی کمائی بدلہ دے، بیشک اللہ تعالیٰ جلد حساب کرنے والا ہے۔

(سورۃ ابراہیم آیت ۵۱)

آپ نے جو لکھا ہے اُسے میں آپ کے لئے بیان کرتا ہُوں کہ بیشک عنقریب لوگوں پر وہ زمانہ آئے گا جس میں اِعلانیہ طور پر بھائی ہونگے اور پوشیدہ طور پر دشمن ہونگے جب کہ نہ تو آپ لوگ وہ وہ لوگ ہیں اور نہ ہی یہ زمانہ وہ زمانہ ہے۔

بیشک جب رغبت اور خوف کا ظہور ہوتا ہے تو بعض لوگ بعض لوگوں کی دُنیا کی اصلاح میں رغبت رکھتے ہیں، اور آپ نے مُجھے لکھا ہے کہ آپ میرے بارے میں اِس اَمر سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں کہ آپ کا خط مُجھے اُس منزل کے علاوہ اُترے جو آپ کے دلوں میں اُترا ہے؟

اور آپ نے مُجھے جو نصیحت فرمائی ہے تو بیشک آپ نے سچّ فرمایا ہے، آپ کے ساتھ معاہدہ تحریر کرتا ہوں پس وہ آپ دونوں سے مستغنی نہیں۔"

اس روایت کی تخریج کتاب التحفہ میں کی گئی ہے۔

بیٹے کے نام خط

حضرت ابو عوانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا:

اما بعد! بیشک جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اُسے وہ بچا لیتا ہے، جو اُس پر بھروسہ کرتا ہے اُس کی وہ کفالت کرتا ہے، جو اُسے قرض دیتا ہے وہ اُسے اُس کا بدلہ دیتا ہے اور جو اُس کا شکر کرتا ہے اُسے وہ زیادہ عطا فرماتا ہے، تقویٰ تیرے عمل کا ستون اور تیرے دل کی جِلاء ہے۔ جس کے لئے نیت نہیں وہ عمل نہیں، جس کے لئے مہربانی نہیں اُس کا عمل نہیں، اور جس کا خلق نہیں اُس کے لئے جدید نہیں۔''

اِس روایت کی تخریج صولی نے کی''

ابو مُوسیٰ اشعری کے نام گرامی نامہ

حضرت ابوعوانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو مُوسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرامی نامہ تحریر فرمایا!

اما بعد! قضاء فریضہ محکم اور سُنّتِ مُتبعہ ہے، جب آپ کی طرف دلیل بھیجی جائے تو غور کریں جب حق واضح ہو جائے تو اُسے نافذ کریں، کیونکہ جس کا حق کے ساتھ نفاذ نہ ہو اُس کے لئے باتیں کرنا بے سُود ہے۔

آپ کے چہرے اور آپ کی مجلس اور آپ کے انصاف میں لوگوں کے درمیان فساد کی بنیاد ہے یہاں تک کہ کمزور آپ کے عَدل سے مایوس نہ ہو اور سردار کو آپ کے حیف میں لالچ نہ ہو، مُدعی سے اُس کی دلیل طلب کریں اور انکار کرنے والے سے قسم لیں اور مُسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے جبکہ یہ صُلح حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہ کرے، کل کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے سے آپ کو رکاوٹ نہیں پس آپ اس میں اپنے نفس کو لوٹائیں اور اس میں اپنی ہدایت سے ہدایت حاصل کریں تاکہ حق کی

طرف رجوع ہو سکے۔

بیشک حق قدیم ہے اور حق کی مراجعت باطل میں کھینچنے سے بہتر ہے اُس معاملے میں بار بار نہ پڑیں جس میں آپ کیلئے اِختلاجِ قلب ہے اور وہ آپ کو کتاب وسُنّت سے نہیں پہنچا۔

اور امثال واشباہ کو پہچان کر اُس کے نزدیک اُمور کی جستجو کریں اور اُس طرف کو لازم کریں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو پسند ہو اور جس میں حق کی مشابہت دیکھیں اور مدعی کے لئے دلیل پکڑیں جو اُس کی طرف منتہی ہو، پس اگر دلیل موجود ہے تو اُس کے لئے اُس کا حق اخذ کریں۔

مُسلمان ایک دوسرے کے عدول ہیں سوائے اُس کے جسے کوڑوں کی حد لگائی گئی ہو اور جس کی جھوٹی گواہی کا تجربہ ہو یا ولاء یا وراثت میں مشکوک ومتہم ہو، بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ تم سے پوشیدگیاں پھیرتا ہے اور تم سے دلائل کو ظاہر کرتا ہے۔ اور تنگی اور غمگینی اور لوگوں کی اِیذاء اور حق کے ان مقامات میں خصُومت کی ناپسندیدگی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نیک اجر اور اچھے ذخیرے کو واجب کیا ہے آپ کے لئے ہوگی" کیونکہ جس کی نیّت میں اصلاح ہے اُس میں اُس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملہ ہے۔ اور اگر اُس کی ذات پر ہے تو اُس کے اور لوگوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کافی ہے اور جو لوگوں کی اُس چیز سے تزئین کرتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے نفرت کرتا ہے پس کیا آپ کا گمان اللہ تعالیٰ کے ثواب اور اُس کے فوری رزق اور اُس کی رحمت کے خزانوں سے ہے؟ والسلام علیک"

اِس روایت کی تخریج دار قطنی نے کی ہے۔"

روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں یہ خط بھی لکھا۔

اما بعد! خوشبخت ترین رَاعی وہ ہے جس کے ساتھ اُس کی رعیت خُوشبخت ہے اور وہ اُن میں بد بخت ترین ہے جس کے ساتھ اُس کی رعیت بد بخت ہے۔ اگر آپ کے اعمال ٹیڑھے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی مثال جانوروں جیسی ہوگی، جو زمین کے سبزہ کو دیکھتا ہے تو اُسے موٹاپے کی ہوا آتی ہے اور بیشک اُس کی مَوت اُس کے موٹاپے میں ہے۔ اور آپ نے اہلِ اَمصار کو لکھا: جاننا چاہیے کہ تمہاری اَولاد عوام و فروسیہ ہیں۔

حضرت کرام بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرُ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہماری طرف لکھا:

''تمہارے لشکر کے درمیان نہ صلیبیں اُٹھیں اور نہ ہی تمہارے پڑوس میں خنزیر رہوں۔''

اپنا محاسبہ کرو

جعفر بن رومان سے روایت ہے کہ حضرت عمُر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک گورنر کو خط لکھا جس کے آخر میں تحریر تھا:

''اس سے پہلے کہ تجھے سختی میں اپنا حساب دینا پڑے گا نرمی میں اپنے نفس کا محاسبہ کر۔''

ریشمی لباس نہ پہنو

ابی عثمان عبدالرحمن نہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں عقبہ بن فرقد کے ساتھ آذربائیجان میں تھا کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خط لکھا:

”اے عقبہ! مجھے تجھ سے اور تیرے باپ سے کوئی کد نہیں، پس مُسلمانوں کی سواریوں کو اُس چیز سے سیر کر جس سے تُو اپنی سواری کو سیر کرتا ہے اور تم مُشرکوں کی زینت و تنعم اور ریشمی لباسوں سے اِجتناب کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ریشمی لباس سے منع فرمایا کہا کہ ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی اُنگلی کو ملا کر اُٹھایا اور ہمیں فرمایا تھا۔“

(بخاری مسلم)

فارُوقِ اعظم نگاہِ صدّیقِ اِکبر میں

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجُھے زمین پر عمر سے زیادہ کوئی محبوب نہیں،

پھر فرمایا! میں نے کیسے کہا تھا؟

میں نے کہا! آپ نے فرمایا کہ مجُھے زمین پر عمُر سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔“

آپ نے فرمایا! مجھے وہ بہت زیادہ عزیز اور میرے دل کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

نویں فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایات

پیش ازیں اس فصل کی بہت سی احادیث بیان ہو چکی ہیں۔ جن میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ دُعا کہ الٰہی اسلام کو عمر کے ساتھ معزّز فرما اور اُن کا نام فارُوق رکھنا اور یہ حدیثیں کہ وہ جنتی اہل جنت کا چراغ ہے۔

اور اُن کی اعلانیہ ہجرت کی حدیث اور موافقات میں اُن کے یہودیوں کی طرف نکلنے کی حدیث بیان ہوئی اور یہ حدیث کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رمضان المبارک میں مساجد سے گزرے تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دُعا فرمائی۔

اور فضائلِ عمر میں یہ حدیث بیان ہوئی کہ حضرت علی علیہ السّلام نے فرمایا ! عمر کی زبان پر سکینہ نُطق کرتا ہے اور اُن کی یہ حدیث کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیطان معصیت کی طرف چلانے سے خوف زدہ رہتا ہے۔

اور یہ فرمانِ علی کہ قرُآن میں عمر کے کلام سے کلام کیا گیا ہے۔ یہ حدیث خصائص عمرِ فاروق میں ہے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ وصف بیان کرنا کہ یہ قوی الامین ہیں اور اُن کی شہادت کی حدیث اور حضرات حسن و حُسین علیہما السلام کا اُن کے خوف کے ذکر میں اُن کا عدل واحسان بیان کرنا۔‘‘

نیز پیشِ ازیں شیخین کے باب میں اُن کے بہتر ہونے اور جنّت کے اُدھیڑ عمر والوں کے سردار ہونے کی حدیث بیان ہوئی اور وہ حدیث جن میں اُن سے محبّت کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے اور اُن کو گالی دینے سے ڈرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو بیان ہو چکی

ہیں اور آئندہ اُن کی وفات کی فصل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے نزدیک اُن کی تعریف کا بیان آئے گا اور اس سے قبل شیخین کے باب میں اور چاروں خُلفاء کے باب میں بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اصحابِ ثلاثہ کے بارے میں بیان ہوا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے کہ جب صالحین کا تذکرہ ہو تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر میں تعجیل کرو۔

حضرت عُمر رَاشد خلیفہ تھے

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اہلِ نجران کو فرمایا! عمر راشد خلیفہ تھے اور اُنہوں نے ہرگز دُوسری چیز نہیں بنائی۔

شعبی ہی سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کُوفہ میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ عُقدہ کُشائی میں حضرت عمر سے زیادہ سخت کوئی نہ تھا۔"

حضرت علی نے حضرت عُمر کی مخالفت نہیں کی

حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے میں نہیں جانتا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی ہو اور نہ ہی میں نے اس کے علاوہ کوئی چیز اُس وقت دیکھی جب آپ کوفہ میں تشریف لائے تھے۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سیرت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشابہت رکھتے تھے۔

حضرت علی حضرت عُمر کی چادر پہنتے تھے

ابن اسحاقؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک جلیس سے روایت بیان کی کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ زور زور سے رونے لگے، میں

نے عرض کی اے امیر المومنین آپ کیوں روتے ہیں؟

آپ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! میرے دوست عُمر کا ذکر ہوا اور اُن کی یہ چادر میں نے اوڑھ رکھی ہے۔

ابی السفر سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جو چادر پہن رکھی تھی اُس کا مرثیہ کہا۔

کسی نے کہا! آپ اکثر اِس چادر کا تذکرہ فرماتے ہیں جو آپ نے پہنی ہوئی ہے۔

آپ نے اُسے فرمایا! یہ چادر میرے خلیل اور میرے صفی عُمر بن خطاب کی ہے۔

ان روایات کی تخریج ابن السمان نے ''الموافقات'' میں کی ہے اور آخری روایت کی تخریج کرتے ہوئے ابوالقاسم حریری نے یہ زیادہ کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مزید فرمایا کہ عُمر اللہ کے لئے نصیحت کرنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نصیحت کی، پھر آپ رونے لگے۔

حضرت عُمر پر فضیلت دینے والے کی سزا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے مُجھے عمر پر فضیلت دینے والا کوئی نہیں پہنچا مگر میں نے اُس پر مفتری کی حد قائم کر کے کوڑے لگائے۔

اس روایت کی تخریج سعدان بن نصر نے کی اور پیش ازیں بہت سے طُرق سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ فرمان حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمرِ فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اُن دونوں کے باب میں بیان ہوا۔''

دسویں فصل

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کی خلافت

اور اُس کے مُتعلقات کے بیان میں

یہ وہ ذکر ہے جو اُن کی خلافت پر دلالت کو متضمّن ہے اور اس بیان میں وہ احادیث جو جمع کی گئی ہیں جن کی مثل خُلفاء اربعہ، خُلفاء ثلاثہ اور حضرات شیخین کرام کے باب میں بیان کی گئی ہیں۔

یہودیوں کی کِتاب میں حضرت عُمر کا حُلیہ

صالح بن کیسان سے روایت ہے کہ مُجھے یہودیوں کی یہ بات پہنچی ہے کہ اُنھوں نے کہا ہم نے انبیاء کرام کی جو باتیں پڑھی ہیں اُن میں پایا ہے کہ حجاز کے یہودیوں کو جلاوطن کرنے والوں کا جو حُلیہ ہے وہ عُمر کا حُلیہ ہے پس وہ اُنہیں جلاوطن کرے گا۔"

اِس روایت کی تخریج زہری نے کی۔"

عیسائیوں کی کِتاب میں حضرت عُمر کا بیان

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایامِ جاہلیت میں اپنے قریشی ساتھیوں کے ہمراہ بغرضِ تجارت شام آیا، جب ہم اشیائے ضروریہ حاصل کر کے دمشق سے مکہ معظّمہ کو روانہ ہوئے تو مُجھے یاد آیا کہ میں فلاں چیز لینا بھول گیا ہوں، چنانچہ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا! میں تمہیں آملوں گا، پس واللہ مَیں دمشق کے ایک بازار کے راستے پر چل رہا تھا کہ کسی نے میری گردن دبوچی اور مُجھے ایک معبد میں لے گیا وہاں پر اوپر نیچے مٹی کے تودے

تھے اُس نے مجھے کسّی، کلہاڑی اور تھیلا دیتے ہوئے کہا! یہ مٹّی اِس تھیلے میں ڈال۔"

مَیں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ یہ کام کیسے سرانجام دے سکوں گا؟ وہ دوپہر کے وقت میرے پاس آیا اور کہا! کیا تو نہیں دیکھتا کہ تُو نے کچھ بھی نہیں کیا، پھر اُس نے میری گدی پر ایک گھونسا مارا تو میں نے کہا اے عمر تیری ماں تجھے روئے، تجھے وہ اَمر پہنچا ہے جو تُو نے نہ دیکھا تھا اِس کے ساتھ ہی میں نے کسّی اُٹھائی اور اُس کے سر پر دے ماری جس سے اُس کا دماغ پھٹ گیا اور بھیجا بکھر گیا، مَیں نے اُسے مٹی کے نیچے دبایا اور جدھر منہ اُٹھا نکل کھڑا ہوا۔

مَیں نہیں جانتا تھا کہ راستہ کدھر ہے بس چلتا رہا یہاں تک کہ دن کا باقی حصّہ اور پوری رات سفر میں گزار دی، صبح ہوئی تو ایک کلیسا کے پاس پہنچا اور اُس کے سائے میں بیٹھ گیا، اِس اثناء میں کلیسا کے اندر سے ایک شخص آیا اور اُس نے کہا اے اللہ کے بندے یہاں کیوں بیٹھا ہے؟

مَیں نے کہا ! میں اپنے ساتھیوں کو گم کر بیٹھا ہوں۔

اُس نے کہا ! تو کس راستے پر چل رہا ہے اور ڈری نگاہوں سے کیوں دیکھ رہا ہے۔ اندر آ کر کھا، پی، آرام کر اور سو لے۔ مَیں اُس کے ساتھ اندر گیا تو وہ خُورد و نوش کا سامان لے آیا۔ پھر اُس نے نظر اوپر اُٹھا کر نیچے کی اور کہا! اے شخص روئے زمین کے اہل کتاب میں سے اِس وقت مُجھ سے زیادہ کتاب کا علم کوئی نہیں جانتا، میں آپ میں یہ صِفت پاتا ہوں کہ آپ ہمیں اِس گرجا سے نکال دیں گے اور اِس شہر پر بزور غلبہ حاصل کریں گے۔

مَیں نے اُسے کہا !

اُس نے کہا! آپ مُجھے ایک تحریر دے دیں جس میں آپ پر کوئی چیز نہ ہوگی، اگر آپ ہمارے حاکم ہونگے تو جو چاہیں کریں گے اور اگر کوئی دُوسرا ہوگا تو آپ کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

میں نے کہا ! ہاں اِس میں کچھ حرج نہیں پس اُسے عہد نامہ لکھ دیا تو اُس پر اُس نے مہر لگا دی، بعد ازاں اُس نے زادِ راہ لا کر مُجھے دیا اور ایک اونٹ کا بچہ دے کر کہا آپ نے کچھ سُنا ؟

مَیں نے کہا ! ہاں

اُس نے کہا ! آپ اِس پر سوار ہو کر نکلیں کلیسا والوں کو اِس کا کچھ فائدہ نہیں سوائے
سے چارہ اور پانی دینے کے یہاں تک کہ آپ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچیں تو اِس کے مُنہ
پر پیچھے سے ضرب لگانا، اِس لئے کہ یہ قوم کو اور اہلِ دیر کو سوائے چارہ کھانے اور پانی پینے کے
کچھ فائدہ نہیں دیتا، مَیں نے اپنے سفر شروع کیا تو اپنے ساتھیوں کو حجاز کی طرف جاتے ہوئے
دیکھا، اُس کے چہرے پر ضرب لگائی اور اُن سے جاملا۔

راوی نے کہا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں شام
تشریف لائے تو اُس رُاہب کو ملے جو دیر العدس میں رہتا تھا۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
اُسے پہچان لیا کہ یہ وہی ہے جس کے پاس اُن کی تحریر تھی، اُس نے کہا میرا وعدہ پورا کریں،

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اِس میں عُمر کی کوئی چیز نہیں مگر مسلمانوں کے
لئے پھر حضرت عُمر نے ہمارے سامنے اُس کی گفتگو دہرائی اگر تم مسلمانوں کی ضیافت کرو اور
اُنہیں راستہ دکھاؤ اور مریض کا علاج کرو تو ہم یہ کر دیں گے، اُس نے کہا! ہاں اَے امیر
المومنین ہم ایسا کریں گے، پس حضرت عمر نے اُس کی شرط پوری کردی۔

اِس روایت کی تخریج فضائلِ عمر میں بیان کی گئی۔

خلافتِ ابوبکر و عُمر نگاہِ علی میں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے طویل خُطبہ میں ارشاد فرمایا! اے لوگو! یہ
امرِ خلافت اپنے آخر پر اس لئے درست ہے کہ اپنے اوّل میں درست تھا، اور اس کے بوجھ کو
اُٹھانے والا تم میں مقدرت میں افضل اپنی ذات کے لئے تم میں زیادہ مالک، سختی کے حال میں
تم میں زیادہ سخت اور نرمی کے حال میں تم میں زیادہ نرم تھا۔ امورِ خلافت پر آیا تو اُس نے اس
کی کسی چیز سے تجاوز نہیں کیا وہ معتدل تھا، نہ اُس نے اِس میں زیادتی کی اور نہ کمی، بلکہ میانہ
روی اور اعتدال کو قائم رکھا اور وہ عُمر بن خطاب ہے۔

اور آپ نے ایک اور طویل خُطبہ میں ارشاد فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے امرِ خلافت کو

مُسلمانوں میں عُمر کی طرف لوٹا دیا تو اُن میں سے وہ جو راضی ہوا اور وہ جو ناراض ہوا تو میر
اُس سے راضی تھا، خُدا کی قسم وہ اس دُنیا سے اُس وقت علیٰحدہ نہیں ہُوا جب تک اُس سے
ناراضگی رکھنے والا راضی نہیں ہو گیا، پس اللہ عزوجل نے اُس کے اسلام کے ساتھ اسلام
عزّت عطا فرمائی اور دین کے لئے اُس کی ہجرت کو قائم فرمایا، اُس کی زبان پر حق جاری
فرمایا، یہاں تک کہ گمان ہونے لگا کہ اُس کی زبان پر فرشتہ کلام کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دلوں میں اُس کی محبت جا گزیں فرمائی اور منافقوں کے
دلوں میں اُس کا خوف طاری کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کی تشبیہ جبریل
کے ساتھ دی، پیش ازیں حضرت ابو بکر صدّیق اور حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
باب میں تمام مفہوم اور اس کے بعض الفاظ بیان ہوئے۔

چار اہلِ فراست

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: لوگوں میں چار اہلِ فراست ہیں جن میں
دو عورتیں دو مرد ہیں۔

پہلی خاتون: صفیرا بنت حضرت شُعیب علیہ السلام ہیں جنہوں نے حضرت
مُوسیٰ علیہ السلام کو غور سے دیکھا تو اپنے والد سے کہا

يَٰٓأَبَتِ ٱسْتَـْٔجِرْهُ ۖ إِنَّ خَيْرَ مَنِ ٱسْتَـْٔجَرْتَ ٱلْقَوِىُّ ٱلْأَمِينُ

ترجمہ ! اے باپ انہیں نوکر رکھ لے البتہ بہتر نوکر جسے آپ رکھنا چاہیں
وہ ہے جو طاقتور اور امانتدار ہو۔

(سورۃ القصص آیت ۲۶

پہلا شخص: مصر کا بادشاہ عزیز تھا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو غور سے دیکھ
تو اپنی بیوی سے کہا

أَكْرِمِى مَثْوَىٰهُ عَسَىٰٓ أَن يَنفَعَنَآ أَوْ نَتَّخِذَهُۥ وَلَدًا

انہیں اکرام سے رکھنا، شائد ہمارے کام آئیں، ہم اپنا بیٹا بنالیں۔"

(سورۃ یوسف آیت ۲۱)

دُوسری خاتُون

اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جنہوں نے حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس میں نبوّت کو پہچان کر اپنے چچا سے کہا! میری رُوح میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رُوحِ اقدس کو سُونگھا، یقیناً آپ اس اُمّت کے نبی ہیں، پس میں اُن سے شادی کروں گی۔

دُوسرے شخص

حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے اپنے اِحتضار کے وقت فرمایا میں نے غور کرنے کے بعد اندازہ لگایا ہے کہ میرے بعد امرِ خلافت عُمر بن خطاب میں مقرر ہوگا۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: میں نے اُنہیں کہا ! اگر آپ یہ اُمر عُمر میں مقرر کرتے ہیں تو مَیں خُوش ہوں۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! مُجھے خوشی ہوئی خُدا کی قسم میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو آپ کے بارے میں سُنا ہے اُس میں آپ کے لئے خُوشخبری ہے۔

میں نے کہا! آپ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا سُنا ہے؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ پُلصراط سے وہی گزر سکے گا جسے علی پاسپورٹ دیں گے۔

میں نے کہا! کیا آپ اُس بات سے خُوش نہیں ہونگے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آپ کے اور عُمر بن خطاب کے حق میں سُنی ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! ہاں کیوں نہیں۔

میں نے کہا ! میں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا یہ دونو جنّت کے اُدھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں۔"

حضرت علی خلافتِ عُمر چاہتے تھے

روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں پر خلافت کا بوجھ ڈالنا چاہا تو آپ نے فرمایا اے لوگو ! مُجھ سے وعدہ کرو کہ میں تم میں سے کسی کو اَمرِ خلافت سونپ دوں۔

لوگوں نے کہا ! اَے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ ہم خوش ہیں۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! اگر وہ شخص عُمر نہ ہوئے تو میں خُوش نہیں ہونگا۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! وہ عُمر ہی ہیں۔

حضرت عمُر کی بیعت اور اُس کے مُتعلقات

ابوعمرو وغیرہ نے کہا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی بیعت اُس رات کی صبح کو ہوئی تھی جس رات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رِحلت فرمائی تھی اور اس سے قبل بیان ہوا کہ آپ سنہ ۱۳ ہجری میں خلیفہ بنے تھے۔

دَورِ خلافت کی پہلی گفتگو

حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر چڑھ کر پہلی بات یہ کی تھی: "الٰہی! میں سخت ہوں مجھے نرمی عطا فرما۔ میں کمزور ہوں مُجھے قوّت عطا فرما، میں بخیل ہوں مجھے سخی بنا۔"

اِس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

پہلا خطبۂ خلافت

(۱) حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کا پہلا خُطبہ ارشاد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا ! امّابعد بیشک میں آپ کے ساتھ اور آپ میرے ساتھ آزمائش میں ڈالے گئے ہیں۔ اور میں اپنے ساتھی کے بعد تُم میں خلیفہ ہوں۔

پس جو ہمارے ساتھ موجود تھا ہم نے اُسے اپنی جانوں سے خریدا اور جب کبھی ہم سے غائب ہوا ہم اہل قوت وامانت اُس کے ولی ہوئے پس جو نیکی کرتا ہے اُس کے لئے اُس کا نیک اُجر ہے اور جو بُرائی کرتا ہے اُس کے لئے عقوبت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور آپ کی مغفرت فرمائے۔

(۲) شعبی سے روایت ہے کہ جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو منبر پر چڑھ کر فرمایا اللہ جانتا ہے کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نشست گاہ پر بیٹھنے کے اہل نہیں ہوں،

پھر آپ نے ایک زینہ نیچے اُتر کر فرمایا! قُرآن مجید پڑھو اُس کے ساتھ پہچانو، اس پر عمل کرو اس کے اہل کے ساتھ ہو گے، وزن کئے جانے سے قبل اپنے نفسوں کا وزن کرو جس دن اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرے جاؤ گے اُس بڑے پھیرے جا[illegible] دن [illegible] و خُفیہ آپ سے پوشیدہ نہیں جو شخص حقدار کا حق نہیں دیتا اُس کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی معصیت میں شمار ہو گ۔

میں اللہ تعالیٰ کے مال سے اُسی طرح لوُں گا جس طرح یتیم کا ولی لیتا ہے، اگر میں غنی ہوا تو اُسے چھوڑ دوں گا اور اگر مُحتاج ہوا تو معروف اور جائز کھئوں گا۔"

(خرجہ الفضائلی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تنخواہ

شریح سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنخواہ ایک سو درہم ماہانہ تھی جب کہ پیش ازیں قلعی کی حدیث میں اِس سے زیادہ بیان کی گئے ہے اور وہ تمام جو اُن کی خلافت کے بعد اُن کی صفات کے بارے پہلے بیان ہوا جیسا کہ لوگوں پر اُن کا دَبدبہ اور اُن کے ساتھ سفر و حضر میں تواضع اور اُن کے لئے عدل و انصاف سے کام لینا ہے یہاں پر پہلے بیان کردہ بعض کلام کی اتباع کی جائے گی، کیونکہ یہ اُس سے بڑا مقام ہے۔

خلافت اِس کو کہتے ہیں

(۱) ابن اہتم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو اُنہوں نے اپنی آستینیں اُوپر چڑھالیں اور تہہ بند پنڈلیوں سے اُونچا کرلیا۔

پھر جب اُن کی رحلت کا وقت آیا تو اُنہیں جو مُسلمانوں کے مالِ غنیمت سے ملا تھا اُس کے ساتھ اپنے کسی بیٹے کی کفالت کرنے پر خوش نہ تھے یہاں تک کہ اُس کا چوتھا حصّہ فروخت کر کے رقم بیت المال میں داخل کردی۔

(۲) روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں جانتا کہ اس امرِ خلافت پر کوئی شخص مُجھ سے زیادہ طاقتور ہے تو البتہ وہ مقدّم ہوتا ہے پس مجُھے اس کی طرف آنے سے زیادہ پسند تھا کہ میری گردن اُتاردی جاتی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَربان کا نام یرفا اور کاتبوں کے نام عبداللہ بن ارقم اور یزید بن ثابت تھے۔

اِس کا ذکر الخجندی نے کیا، آپ نے اپنی ذاتی مُہر کا نقش یہ کھدوایا تھا۔

"کفیٰ بالموت واعظا یا عمر"

یعنی اے عمر موت کے ساتھ نصیحت کافی ہے۔

مگر وہ خاتم جس سے آپ مُہر لگاتے تھے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انگوٹھی مبارک تھی جو پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں رہی، پھر یہ انگوٹھی حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں آئی تو اُن سے بئرِ اریس میں گر پڑی اور اُس پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا۔ اور اس کا بیان پیش ازیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے باب میں ہوا۔

گیارھویں فصل

حضرت عُمر فارُوق رضی اللہ عنہ کے مقتل

اور اُس کے مُتعلقات کے بیان میں

شہرِ رسول میں شہادت کی دُعا

(۱) حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمرُ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب منیٰ سے وادیٔ بُطحا کے تودوں کی طرف آئے تو اُس مٹّی کے ساتھ اپنی چادر کا گوشہ مَل کر چادر کی جھولی بنائی اور آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر کہا!

الٰہی ! میں بُوڑھا ہو گیا ہوں میرے قویٰ کمزور پڑ گئے ہیں میری رعیت مُنتشر ہو رہی ہے مجھُے بیمار اور حد سے تجاوز کرنے سے پہلے اپنی طرف قبض کر لے۔ پس ذُوالحجہ کا مہینہ نہیں گزارا تھا کہ آپ کے نیزہ لگ گیا۔

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک اور فضائلی نے کی‘‘

(۲) حضرت حفص اور آپ کے غُلام اسلم دونوں نے روایت بیان کی کہ حضرت عُمر نے دُعا کی الٰہی مجھُے اپنے رستے میں شہادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں موت نصیب فرما۔

ایک روایت میں ہے کہ اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

انی یکون ھذا ؟ فقال یأتینی بہ اللہ اِذا شاء

اس روایت کی تخریج بخاری نے بخاری میں اور ابوذرعہ نے کتاب العلل میں کی‘‘

واقعاتِ شہادت کیسے ہُوئے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خُشک گھاس کے بقیا میں شہید ہونے اور اُن کیساتھ کون قتل اور زخمی ہوا۔

اُن پر لوگوں کی ثناء۔

اُن کی اپنے بیٹے عبداللہ کو قرض ادا کرنے کی وصیت کرنا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اُن کے حجرے میں اپنے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دفن کئے جانے کے بارے میں پُوچھنا اور اُن کا اِس کی اجازت دینا۔

اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اُن پر رونا۔

اُن کا اپنے بعد خلیفہ کی وصیّت کرنا۔

حضرت عُمر کی اِمامت نماز

حضرت عمر بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھاتے تو سوائے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے میرے اور اُن کے درمیان کوئی شخص حائل نہ ہوتا، نمازی کھڑے ہو جاتے تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو صفوں کے درمیان سے گزرتے اور اُنہیں سیدھی فرماتے اور جب اُن میں کوئی خلل باقی نہ دیکھتے تو تکبیر کہتے۔

بسا اوقات آپ سُورۂ یوسف اور سورۂ نحل اور ایسے ہی کوئی سُورت ملا کر پہلی رکعت میں تلاوت کرتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے، یعنی لوگوں کو نماز کی جماعت میں شرکت کا موقع مل جاتا۔

حضرت عُمر بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب اُنہوں نے تکبیر کہی تو میں اُنہیں یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مُجھے قتل کر دیا ہے یا زخم لگاتے وقت کُتے نے کھالیا ہے، پس آپ

کے قاتل نے دونوں جانب تیزی سے خنجر چلانا شروع کر دیا اور اُس کے دائیں بائیں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں گزر سکا جسے اُس نے زخمی نہ کیا ہو یہاں تک کہ تیرہ افراد کو زخم آئے جن میں سے نو افراد اور ایک روایت کے مطابق سات افراد جاں بحق ہو گئے۔

اسی اثناء میں مُسلمانوں میں سے ایک شخص نے اُس پر کپڑا پھینک کر قابو میں کر لیا، اُس نے جب دیکھا کہ اب میں نہیں بچ سکوں گا تو اُس نے اپنے گلے پر بھی خنجر چلا دیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے ہاتھ کے ساتھ پہنچے تو اُن سے آگے ہو گئے ولیکن جو شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مِلا ہوا تھا وہ دیکھ رہا تھا اور جو لوگ مسجد میں آس پاس کھڑے تھے وہ اس اَمر کو نہیں جان پائے تھے سوائے اس کے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز اُن کی آوازوں میں گم ہو گئی اور وہ سُبحان اللہ، سُبحان اللہ کہہ رہے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے ساتھ نمازِ حفیفہ ادا کی جب وہ لوگ واپس ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ! اے ابن عباس دیکھیں مُجھے کس نے قتل کیا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک ساعت چکر لگانے کے بعد فرمایا ! مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! الصنع ؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ! ہاں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اُسے قتل کرے اُس کے ساتھ مجھے اچھا امر پہنچا ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں کسی اسلام کے دعویدار کے ہاتھوں سے قتل نہیں ہوا، آپ اور آپ کے والد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منّورہ میں بہت زیادہ مشقّت اُٹھانے والے ہیں اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے اکثر رقیق تھے۔

پس فرمایا ! اگر آپ چاہیں تو ہم اُسے قتل کر دیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! بعد اس کے کہ تمہاری زبانوں کے ساتھ کلام کریں اور تمہارے قبلہ میں نماز پڑھیں اور تمہارے حج کا حج کریں، مجھے اُٹھا کر میرے گھر لے چلو، پس ہم اُن کے ساتھ نکلے اور لوگوں کو ایسی مصیبت اس روز سے پہلے نہ پہنچی تھی، پس ایک کہتا تھا کہ کچھ حرج نہیں اور ایک کہتا تھا میں اس سے ڈرتا ہوں۔

بعد ازاں نبیذ لائی گئی جسے آپ نے پیا تو آپ کے اندر نہ رہ سکی، پھر آپ کو دُودھ پلایا گیا تو وہ بھی باہر آ گیا تو لوگوں نے جان لیا کہ آپ فوت ہو چکے ہیں، ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے آ کر آپ کی تعریف کی اور ایک نوجوان شخص نے آ کر کہا اے امیر المومنین! آپ کو بشارت ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صُحبت اور اسلام میں آ کر جو آپ نے جانا ہے اس کی خُوشخبری دی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیفہ بن کر عدل کرنے اور شہادت نصیب ہونے پر بشارت دی ہے۔

آپ نے فرمایا ! مجھے یہ پسند تھا کہ یہ نہ مجھ پر ہوتا اور نہ میرے لئے ہوتا، جب آپ کا تہبند زمین پر گرنے لگا تو آپ نے فرمایا میرے پاس میرے غُلام کو بھیجو۔ پھر جب آپ کا غُلام آیا تو آپ نے اُسے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے اپنے ہاتھ بلند کر بیشک وہ تیرے کپڑے صاف رکھے اور اپنے رب کے لئے ڈر۔"

پھر آپ نے اپنے بیٹے کو فرمایا اے عبداللہ بن عمر! میرے ذمّہ جو قرض ہے اُس پر غور کر۔

پس تو اس کا حساب لگائے گا تو وہ چھیاسی ہزار یا اس کے لگ بھگ ہوگا، اسے اولادِ عمر کے اموال سے ادا کر دینا اگر پُورا نہ ہو تو بنی عدی بن کعب اور اُن کے بعد قریش کے اموال سے مانگ کر پورا کر دینا اور ان کے علاوہ کی طرف وعدہ نہ کرنا۔"

علاوہ ازیں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مزید فرمایا کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں

حاضر ہو کر عرض کرنا کہ عمر بن خطاب نے کہا ہے اور امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ میں آج کے دن مومنوں کا امیر نہیں ہوں۔

ہاں تو اُنہیں کہنا کہ عمر بن خطاب نے اپنے ساتھی کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت کی ہے، پس اُنہوں نے ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے باپ کا پیغام عرض کر دیا، جب دوبارہ اجازت لینے کے لئے حاضر ہوئے تو اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو روتے ہوئے پایا۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی عمر بن خطاب اپنے ساتھی کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے تو اُن کی آمد کا پتہ چلتے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! مجھے اُٹھاؤ، پھر آپ نے ایک شخص کا سہارا لے کر فرمایا! تیرے سامنے کیا صورتِ حال ہے؟

اُس نے کہا اے امیر المومنین آپ کی محبوب چیز کی اجازت مل گئی ہے۔

حضرت عمر کی وصیتیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا الحمد للہ ! ے نزدیک اس لیٹنے سے زیادہ اہم کوئی چیز نہیں ہے پس جب میری رُوح قبض ہو چکے تو مجھے اٹھا کر اُم المومنین کے پاس لے جانا اگر وہ لوٹا دیں تو مسلمانوں کی قبروں کی طرف لے جانا۔"

اسی دوران میں اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر پردہ دار خواتین تشریف لے آئیں، جب ہم نے اُنہیں دیکھا تو اُٹھ کر کھڑے ہو گئے، چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں داخل ہو گئیں اور اُن پر رونا شروع کر دیا۔

جب اجازت لے کر اندر داخل ہوئے تو ہم نے اندر سے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رونے کی آواز سُنی بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں تمہیں

اپنے بعد ایسے شخص کو خلیفہ بنانے کی وصیت کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہو اور اُس خلیفہ کو انصار کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گھروں کے دَروازے کھول دیئے اور اُن سے پہلے ایمان لائے ، چنانچہ اُن کی اچھائیوں کو قبول کیا جائے اور اُن کی برائیوں سے درگذر کی جائے۔ اور میں اُس خلیفہ کو اہلِ اَمصار کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیّت کرتا ہوں کیونکہ وہ اسلام کی ردا ہیں۔

جبات المال اور غیظ العدو ہیں، اُن سے وہی لینا جو اُن کے پاس زیادہ ہو اور وہ اپنی مرضی سے دے دیں۔ اور میں اُسے عربوں سے بھلائی کی وصیّت کرتا ہوں کہ یہ عرب کی اصل اور مادۃ الاسلام ہیں، اگر اُن کے اَموٰل کے حواشی سے لو تو اُن کے مُحتاجوں کو واپس کر دو۔

اور میں اُسے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذمّہ آنے والوں یعنی غیر مسلم ذمیّوں کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنا عہد پُورا کریں اور اپنے پیچھے سے جنگ کریں تو اُنہیں اُن کی طاقت کے مطابق تکلیف دی جائے۔

کہا کہ جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو ہم نکلے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں سلام عرض کیا اور عمر بن خطاب کی تدفین کی اجازت طلب کی۔ اُنہوں نے فرمایا! اندر لے آئیں، اُنہیں حجرُے کے اندر لایا گیا اور اُن کے ساتھی کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

(اخرجہ بخاری وابو حاتم)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیغام بھیجا کہ مجُھے اپنے ساتھی کے ساتھ دفن کئے جانے کی اِجازت عطا فرمائیں۔

آپ نے فرمایا! ای واللہ یعنی کہا کہ جب ایک صحابی کو آپ کے پاس بھیجا گیا تو آپ نے فرمایا! نہیں خدا کی قسم نہیں اُن کے لئے کبھی نہیں۔

(اخرجہ بخاری)

عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ ابولؤلؤہ ازرق عیسائی تھا۔ اِس روایت کی تخریج ابوعمر نے کی اور کہا کہ وہ مجوسی تھا۔ اس کا ذکر قلعی وغیرہ نے کیا۔

قتل کی وجہ کیا تھی

حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مُغیرہ بن شعبہ کا غُلام ابولؤلؤ چکیاں بنایا کرتا تھا اور مُغیرہ کو روزانہ چار درہم ٹیکس ادا کرتا تھا، اُس نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی کہ اَے امیر المومنین مغیرہ نے مجُھ پر ٹیکس کا بوجھ ڈال رکھا ہے آپ مجھے اس میں تخفیف کروادیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے فرمایا! خُدا سے ڈر اور اپنے آقا سے احسان کر، غلام یہ سُن کر ناراض ہو گیا اور اُس نے کہا آپ کا اِنصاف میرے سوا تمام لوگوں پر وسیع ہے۔ پھر اُس نے آپ کو قتل کرنے کا دل میں اِرادہ کرلیا، بعدازاں اُس نے خنجر تیز کیا اور زہر میں ڈبو کر ہرمزان کے پاس آیا اور اُس سے پُوچھا تیرے خیال میں یہ خنجر کیسا ہے ؟

ہرمزان نے کہا میرے خیال میں یہ ایسا ہے کہ جسے بھی چھو جائے گا اُسے مارے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح کی نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے تو ابولؤلؤ اُن کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تو فرماتے تھے تم اپنی صفیں سیدھی کرلو، اُس روز بھی آپ نے ایسا ہی کہا، پھر آپ نے تکبیر کہی تو ابولؤلؤ نے آپ کندھے میں اور پہلو میں پے درپے خنجر مارا اور پھر اُس سے مزید تیرہ افراد کو زخمی کیا، جن میں سے سات افراد ہلاک ہو گئے، لوگ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُٹھا کر اُن کے گھر لے گئے یہاں تک کہ سُورج طلوع ہو گیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو آواز دی اے لوگو! نماز نماز۔ لوگوں نے یہ آواز سُنی تو گھبرا کر نماز کی طرف واپس آ گئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے کھڑے ہو کر اُنہیں قرآنِ مجید کی مختصر سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی۔

نماز سے فارغ ہو کر لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زخم کا اندازہ کرنے کے لئے نبیذ منگوا کر پی تو وہ آپ کے پیٹ سے نکل گئی، جب نبیذ کا یہ حال ہوا تو آپ نے دودھ منگوا کر نوش فرمایا تو دودھ بھی زخم کے راستے باہر آ گیا۔

لوگوں نے کہا ! اے امیر المومنین آپ پر حرج نہیں۔

بعد ازاں لوگ آپ کی تعریف کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے امیر المومنین اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، پھر وہ لوٹ گئے تو دوسرے گروہ نے آ کر آپ کی تعریف کی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے آپ لوگوں کی ان باتوں سے زیادہ محبوب یہ امر ہے کہ میں اس سے کفاف نکل جاؤں اور یہ امر نہ مجھ پر اور نہ میرے لئے ہے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت کی بات ہے تو اُس میں میری سلامتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ آپ کے سرہانے بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے اور آپ کے خاندان میں اس طرح گھلے ملے ہوئے تھے جیسے اُنہی کے خاندان کا ایک فرد ہوں۔

اُنہوں نے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا!

نہیں خدا کی قسم آپ اس سے کفاف نہیں نکلیں گے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت ہے، پس آپ کی صحبت اور آپ اپنے ساتھی کے ساتھ بھلائی کے ساتھ راضی تھے اور وہ اس کے لئے تھا اور وہ اس کے لئے تھا، اور وہ اس کے لئے تھا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا اور وہ آپ سے راضی تھے،

پھر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ کی صحبت اختیار کی تو آپ نے اُن کا امر نافذ کیا اور آپ اُس کے لئے تھے، اور آپ اُس کے لئے تھے، پھر اے امی آپ

خلیفہ ہوئے پس اُس کی دوستی خیر کے ساتھ جو اُن کے دوست کا دوست ہو آپ نے کیا تھا، پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عباس کی بات کی طرف متوجہ تھے، چنانچہ اُنہوں نے حضرت ابن عباس سے کہا ! اے ابن عباس مجھ پر اپنی گفتگو دہراؤ۔ حضرت ابن عباسؓ نے اپنی گفتگو دہرائی۔

خلافت کے لئے شوریٰ کا تقرر

بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقالِ خلافت کے لئے شوریٰ کو مقرر فرمایا جو ان افراد پر مشتمل تھی، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت عبداللہ ابن عمر کو ان کا مشیر مقرر فرمایا اور وہ اُن چھ مستحقین خلافت میں سے نہ تھے اور حضرت صہیب کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔

اِس روایت کی تخریج ابو حاتم نے کی۔"

قاتل کیسے آیا تھا

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرک کو مدینہ منورہ میں داخلے کی اجازت نہ دیتے تھے یہاں تک کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کوفہ سے آپ کو خط لکھا اور اپنے غلام صنع کے لئے یہ بتا کر اجازت حاصل کی کہ وہ بہت سارے کام جانتا ہے اور یہ کہ وہ لوہار بھی ہے نقاش بھی ہے اور لکڑی کا کام بھی جانتا ہے، اِس سے لوگوں کو فائدہ حاصل ہوگا،

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے اجازت دے دی تو مغیرہ نے اس سے ایک سو درہم ماہانہ لینے کا معاہدہ کر کے اُسے مدینہ منورہ بھیج دیا، پس اُس غلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت پیش کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زخمی ہوئے تو اُنہوں نے کہا اے امیر المومنین ! آپ کو بشارت ہو کہ جب لوگوں نے کُفر کیا تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور جب لوگ آپ کو رُسوا کرتے تھے آپ نے آپ کے ساتھ جنگوں میں شرکت فرمائی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصالِ پاک ہوا تو حضور آپ سے راضی تھے اور آپ کی خلافت میں دو اشخاص نے بھی اختلاف نہیں کیا اور آپ شہید مقتول ہوئے ہیں۔''

شہادت قبل نماز

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے آگے کھڑے ہوئے اور طبیب کو پُکارا۔ اور طبیب نے جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ کا پیا ہوا مشروب زخموں کے راستے باہر نکل آیا ہے تو اُس نے آپ کو وصیّت کرنے کے بارے میں کہا! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل شوریٰ کا ذکر کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف اشارہ کر کے اپنی خلافت کو مخصوص کرنے سے اُس وقت عُذر خواہی کی جب حضرت علی وجہہ الکریم نے اُنہیں فرمایا کہ آپ کو اپنا خلیفہ بنانے سے کونسا اَمر مانع ہے۔

حضرت عمر بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخمی ہونے کے دن مسجد میں موجود تھا مگر میں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دُبدبہ اور رُعب کی وجہ سے پہلی صف میں کھڑا نہیں ہوتا تھا کیونکہ آپ ایک مہیب شخص تھے اور میں پہلی صف سے ملی ہوئی صف میں تھا، پس حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو مغیرہ کے غلام ابولؤلؤ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے قبل کہ آپ صفوں کو درست کرواتے اُس نے آپ پر خنجر سے پے در پے تین زخم لگائے، میں نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ مُجھے ایک ایسے کُتے نے قتل کر دیا ہے جو تُمہارے علاوہ ہے یعنی وہ شخص مسلمانوں سے نہیں۔''

لوگ مُضطرب ہو کر تیزی سے آپ کی طرف لپکے تو ابولؤلؤ نے مزید تیرہ اشخاص کو زخمی

کردیا۔

ابولؤلؤۃ کے عقب سے ایک شخص نے اُسے اپنی گرفت میں لینا چاہا تو وہ اُس کے
ہاتھوں سے نکل گیا، حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُٹھایا گیا تو لوگ بے ترتیبی سے ایک دوسرے
میں مدغم تھے، اسی اثناء میں کسی نے آواز دی اللہ کے بندو! نماز پڑھ لو سورج طلوع ہو گیا،
لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے کیا تو اُنہوں نے
قرآن مجید کی دو مختصر سورتیں اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ
تلاوت کیں۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُٹھا کر لے جایا گیا تو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر
ہو گئے، حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اَے عبداللہ باہر نکل کر لوگوں کو آواز دیں،
ملاء تم سے ہے؟

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجمع سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کیا ملا
تم سے ہے؟

لوگوں نے کہا! معاذ اللہ، خدا کی قسم ہم نہیں جانتے اور نہ ہمیں اس پر اطلاع ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا طبیب کو میرے پاس بُلاؤ۔

لوگوں نے طبیب کو بُلایا تو اُس نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی
آپ کونسا مشروب پسند کرتے ہیں؟

آپ نے فرمایا! نبیذ، پس آپ کو نبیذ پلائی گئی تو وہ آپ کے ایک زخم سے باہر بہہ نکلی

لوگوں نے کہا! یہ خُون ہے یہ پیپ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! مجھے دودھ پِلاؤ، تو جب آپ کو دُودھ پلایا گیا
تو وہ بھی آپ کے زخم سے باہر آ گیا۔

طبیب نے آپ کی خدمت میں عرض کی! میں نہیں دیکھتا کہ آپ چل پھر سکیں۔

اس لئے جو کرنا چاہتے ہیں وہ کرلیں۔

پھر شوریٰ میں تمام خبر کا اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لوگوں کو نماز پڑھانے کا ذکر کیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں فرمایا !

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی! آپ کو تقدیم علی سے کونسا اُمر مانع ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! وہ اسے زندہ و مردہ اُٹھانا پسند نہیں کریں گے۔

(خرجہ نسائی)

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کی خُوبی ہو وہ انہیں حق پر کیسے اُٹھائیں گے اگر چہ اُن کی گردن پر تلوار ہو۔

محمد بن کعب نے کہا! میں نے کہا کیا آپ اُس سے یہ جانتے ہیں اور اُس کا متولّی نہیں بنایا ؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اگر میں اُنہیں چھوڑ دوں تو بیشک مجھ سے بہتر نے اُنہیں چھوڑا تھا۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔"

شکر ہے میرا قاتل مُسلمان نہیں

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بازار میں جارہا تھا اور اُنہوں نے میرے ہاتھ پر سہارا لے رکھا تھا کہ مغیرہ کے غلام ابولؤلؤ ۃ سے مُلاقات ہوگئی۔

ابولؤلؤ ۃ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ میرے آقا سے بات کریں گے وہ مُجھ سے میرا اخراج نہ لیا کرے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! تیرا اخراج کیا ہے ؟

اُس نے کہا ! ایک دینار

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! میرے خیال میں یہ زیادہ نہیں جب کہ تو ایک دستکار شخص ہے، پھر آپ نے فرمایا! کیا تو مجھے چکی بنا دے گا؟

اُس نے کہا ! ہاں، جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسندِ خلافت پر مُتمکّن ہُوئے تو ابولؤلؤۃ نے آپ سے کہا میں نے آپ کے لئے چکی بنائی ہے جس کے ساتھ مشرق و مغرب کی ہر چیز پس جائے۔

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اُس کی یہ بات میرے دِل میں کھٹکی تھی، پھر جب نمازِ فجر کی آواز آئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی اذان کے لئے لوگوں کی طرف تشریف لائے۔

حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! میں مصلّی پر تھا کہ اللہ کے دشمن ابو لؤلؤ نے خنجر کے وار کر کے حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کر دیا، ایک زخم آپ کو ناف کے نیچے آیا تھا جو آپ کی شہادت کا باعث بنا۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چیخ کر فرمایا! عبدالرّحمٰن بن عوف کہاں ہیں ؟

اُنہوں نے کہا! میں یہاں ہوں، پھر اُنہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور دونوں رکعت میں سورۂ قُل ھو اللہ اور سوۂ قل یا ایّھا الکافرون کی تلاوت فرمائی اور لوگ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُٹھا کر اُن کے گھر لے گئے، گھر میں جا کر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا باہر نکل کر دیکھ مجھے کس نے قتل کیا ہے؟

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے باہر آ کر لوگوں سے پُوچھا اُمیر المومنین کو کس نے قتل کیا ہے؟

لوگوں نے کہا! اُنہیں مُغیرہ بن شُعبہ کے غلام ابولؤلؤۃ نے قتل کیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے واپس آ کر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہنچائی تو اُنہوں نے فرمایا شُکر ہے اُس ذات کا جس نے مجھے ایسے شخص کے ہاتھ سے قتل کروایا جو مجھ پر

لا الٰہ الا اللہ کی حجت قائم نہیں کر سکتا۔"

پھر فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی طرف دیکھیں پھر شوریٰ کی حدیث بیان کی۔

اِس روایت کی تخریج واقدی اور ابوعمرو نے کی۔"

غمِ فاروقِ اعظم

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے تو آپ غمزدہ اور متالم رہنے لگے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اَے امیر المومنین آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صُحبت ہوئی اور اچھی صحبت نصیب ہوئی، پھر جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم سے علیٰحدہ ہوئے آپ نے علیٰحدگی اختیار فرمائی تو آپ سے خُوش تھے، پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اختیار کی تو آپ کو اُن کی اچھی صُحبّت میسر آئی، پھر وہ علیحدہ ہوئے تو آپ سے راضی تھے، پھر آپ نے صحابہ کی صُحبت اختیار کی تو اچھی صُحبت اِختیار کی اور اگر وہ آپ سے علیحدہ ہو رہے ہیں تو آپ سے خوش ہیں۔

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! آپ نے جو میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ صُحبت کا ذکر فرمایا ہے تو یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے مجُھ پر احسان کیا اور یہ جو تم میری ناشکیبائی دیکھ رہے ہو تو یہ تمُہارے اور تمُہارے ساتھیوں کے وعدہ کی بنا پر ہے، خدُا کی قسم اگر میرے لئے زمین سونا اُگلتی تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے اِرادہ سے قبل اُسے قربان کر دیتا۔

اِس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔"

اہلِ شُوریٰ کا تزکیہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کو زخمی کیا گیا تو آپ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پاس تشریف لائیں اور کہا ابا جان لوگوں کا گمان ہے کہ یہ چھ افراد کچھ نہیں ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! مجھے سہارا دیں، جب اُنہیں سہارا دیا گیا تو آپ نے فرمایا، پس قریب نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں کہیں گے؟

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا، اے علی تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں داخل ہے یعنی قیامت کے دن داخل ہونے کی حیثیت سے قریب نہیں۔''

اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں کہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا عثمان کی وفات کے دن آسمان کے ملائکہ اُس پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

میں نے کہا! یارسول اللہ بطور خاص عثمان یا عامۃ الناس؟

آپ نے فرمایا! خاص طور پر عثمان

قریب نہیں اگر حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رات کے وقت جب آپ کا کجاوہ گر گیا تو یہ فرماتے سُنا!

جو میرا کجاوہ برابر کرے گا وہ جنت میں جائے گا، پس حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ کا کجاوہ درست کیا یہاں تک کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سوار ہو کر فرمایا: اے طلحہ! یہ جبریل تجھ پر سلام پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم قیامت کے دن تیرے ساتھ ہونگے یہاں تک کہ تجھے اُس سے نجات مل جائے۔

قریب نہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں کہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو محوِ خواب دیکھا جب کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے چہرے کی نظافت کر رہے، جب آپ بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا اے عبداللہ!

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میرے ماں باپ آپ پر قربان،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ جبریل تجھے سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں ہم

قیامت کے دن تیرے ساتھ ہونگے اور جہنّم کے شر کو تیرے چہرے سے دُور رکھیں گے۔

عنقریب نہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں کہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بدر کے دن فرماتے سُنا آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو چودہ مرتبہ تیر پکڑاتے ہوئے فرمایا! میرے ماں باپ تجُھ پر قربان تیر چلا۔

عنقریب نہیں کہ حضرت عبدالرّحمٰن بن عوف کے حق میں کہیں!

میں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بیت الشرف میں دیکھا جب کہ حضرات حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بُھوک کی وجہ سے رو رہے تھے تو آپ نے فرمایا! ہمارے لئے کون کھانے کی کوئی چیز لائے گا، پس حضرت عبدالرّحمٰن بن عوف اس پر مطلع ہوئے تو ایک طشت میں اُن کے لئے گندھے ہوئے آٹے کی دو چپاتیاں لائے۔"

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تیرے دُنیاوی امور میں اللہ تعالیٰ تیری کفایت کرے، رہی آخرت تو اس کے لئے ہم تیرے ضامن ہیں۔"

اِس روایت کی تخریج حافظ ابوالحسن بن بشران نے اور اربعین طوال میں ابوالقاسم دمشقی نے کی ہے۔

خلیفہ مُقرّر کروں یا نہ کروں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب میرے ابا جان کو زخمی کیا گیا تو لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے،

اُنھوں نے کہا! رغبت رکھنے والا اور ڈرنے والا۔

لوگوں نے کہا! ہم پر خلیفہ مقرر فرمادیں۔

اُنھوں نے کہا! کیا میں زندہ اور مردہ تمہارے اَمر کو اُٹھائے رکھوں، میں تم سے اپنا حصہ "الکفاف" پسند کرتا ہوں" اَمرِ خلافت نہ میرے لئے ہے اور نہ مُجھ پر ہے کہ لوگوں میں

کسی کو خلیفہ بناؤں گا تو مجھ سے بہتر شخص ابو بکر نے خلیفہ بنایا تھا اور اگر میں آپ لوگوں پر چھوڑ
ہوں تو تُم پر چھوڑنے والے مجُھ سے بہتر تھے یعنی حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب اُنہوں نے حضُور رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کیا تو میں نے جان لیا کہ یہ کسی کو خلیفہ مقرّر نہیں کریں گے۔

اس روایت کی تخریج بخاری مسلم اور ابو معاویہ نے کی۔"

خلیفہ بنانے کی دُوسری روایت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ باتیں کرتے ہیں کہ آپ کسی کو خلیفہ نہیں بنائیں گے،

اگر آپ کے لئے اُونٹوں یا بکریوں کا راعی ہوتا پھر آ کر اپنی رعیت کو چھوڑ دیتا، آپ
اُس کا چھوڑنا یا دور ہٹانا دیکھتے اور اِنسانوں کی رعیت اونٹوں اور بکریوں کے چرانے سے زیاد
سخت ہے۔ جب آپ اللہ عزّوجل سے مُلاقات کریں گے تو آپ کیا کہیں گے، کہ اُس کے
بندوں پر خلیفہ نہیں بنایا؟

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے
کوفت ہوئی پھر آپ نے دیر تک اپنا سر مبارک جُھکانے کے بعد سر اُٹھا کر فرمایا! اللہ تبارک و
تعالیٰ دین کا حافظ ہے میں ان دونوں صُورتوں میں سے کوئی سی صُورت بھی اختیار کروں میرے
لئے سُنت موجود ہے، اگر میں کسی کو خلیفہ نہیں بناتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی کو
خلیفہ نہیں بنایا تھا اور اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے خلیفہ مقرر کیا تھا۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! میں نے اس سے جان لیا کہ آپ کسی
کو خلیفہ نہیں بنائیں گے۔

اِس روایت کی تخریج ابن السمان نے اپنی کتاب الموافق میں کی ہے۔

جس نے دی تھی اُسے لوٹا دوں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے تو میں نے اُن کی خدمت میں عرض کی اے اُمیر المومنین! آپ اپنی ذات کے ساتھ کوشش کر کے مُسلمانوں پر کسی شخص کو امیر بنا دیتے ؟

اُنہوں نے فرمایا! مجُھے بٹھا دو۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اُنہوں نے کہا مجھے بٹھا دے تو میں نے تمنّا کی کہ اگر میرے اور ان کے درمیان عرض المدینه فرقا منه حین"

پھر فرمایا! قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں اسے اُسی شخص کو واپس کر دوں جس نے پہلی مرتبہ میری طرف لوٹائی تھی۔

اِس روایت کو ابو ذرعۃ نے کتاب العلل میں نقل کیا۔"

خوابِ شہادت خلیفہ بنانے سے مُعذرت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ اخبار بھی آئے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو آپ "اِن" چھ کے چھ اہلِ شوریٰ سے خوش تھے اور یہ اُن چھ پر طعن کرنے والوں کی مذمت کرنا۔"

اور شہروں کے اُمرا اور اُن پر بنائے گئے حاکموں کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا اُن کے لئے اِشہار اور اُن کا مہاجرین وانصار اور اہلِ عرب واہلِ ذمہ کے لئے وصیت کرنا ہے۔

ایک خواب ایک حقیقت

معدان بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جُمعۃ المبارک کے دن اپنے خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا! میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں نے اُس وقت احتضار کے علاوہ نہیں دیکھا اور لوگ مجھے اپنے بعد خلیفہ بنانے کا حکم دیتے ہیں اور بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نہ اپنے دین کو ضائع کرے گا اور نہ اپنی خلافت کو اور نہ ہی اُس چیز کو ضائع فرمائے گا جس کے ساتھ اپنے نبی کو مبعوث فرمایا ہے۔ پس اگر میرے ساتھ امر خلافت میں جلدی کی جائے گی تو وہ ان چھ حضرات کے درمیان رہے گی اور یہ وہ لوگ ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال کے وقت خوش تھے۔

اور میں جانتا ہوں کہ لوگ اس امر میں مجھ پر طعن کریں گے پس اگر وہ لوگ ایسا کریں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کے گمراہ دشمن ہیں۔

پھر فرمایا! الٰہی میں اُمراء انصار پر گواہی دیتا ہوں پس اگر میں اُنہیں اُن پر اُٹھاتا ہوں تو وہ عدل وانصاف کریں گے اور لوگوں کو اپنا دین اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ سکھائیں گے اور اُن کے درمیان غنائم کو تقسیم کریں گے اور اُن کے امر میں درپیش اُن کی مشکلات کو دور کریں گے"

راوی نے کہا کہ یہ دوسرے جمعۃ المبارک کی بات ہے یہاں تک کہ وہ زخمی ہوئے تو فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے مہاجرین وانصار کو بُلاؤ پھر اہل مدینہ کو اور پھر اہل شام کو بُلایا گیا پھر اہل عراق کو بُلایا گیا پس ہم سب سے آخر داخل ہونے والے تھے۔

کہا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کیا گیا تو اُنہوں نے سیاہ چادر پہن رکھی تھی اور اُس پر خون بہہ رہا تھا پس ہم نے کہا ہمیں وصیت فرمائیں اور ہمارے علاوہ کسی دوسرے نے اُن سے وصیت کا سوال نہیں کیا"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں تمہیں کتاب اللہ کی وصیت کرتا ہوں اگر تم اُس کی اتباع کرتے رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔

اور تمہیں مہاجرین کے لئے وصیت کرتا ہوں پس اگر لوگ زیادہ اور کم ہوں اور تمہیں انصار کے حق میں وصیت کرتا ہوں کہ یہ لوگ اُس کے لئے شعب الا اسلام ہیں، جو اس کی طرف آتا ہے اور میں تمہیں عربوں کے بارے وصیت کرتا ہوں کہ بیشک یہ تمہاری اصل اور تمہارا مادہ ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ بیشک وہ تمہارے بھائی اور تمہارے دشمنوں کے دشمن ہیں اور میں تمہیں ذمیوں کے حق میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذمہ ہیں۔ اور تمہارے عیال کی روزی ہیں، مجھے چھوڑ کر کھڑے ہو جاؤ۔

اِس روایت کی تخریج بخاری مسلم نے کی"

حضرت ابو موسیٰ کا خواب

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور آپ کے پہلو میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں اور یہ وہ دن ہے جس روز مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بُلا بھیجا تھا،

میں نے کہا! اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

خدا کی قسم! امیر المومنین رحلت فرما گئے پھر میں نے پیغام لانے والے کو کہا کیا یہ خط حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری طرف لکھا ہے؟

حضرت کعب احبار کی پیشگوئی

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے امیر المومنین! آپ تین دنوں تک رحلت فرما جائیں گے چنانچہ جب تین دن پورے ہوئے تو ابو لؤلؤہ نے آپ کو زخمی کر دیا۔

حضرت کعب نے دوسرے لوگوں کے ساتھ آپ کی عیادت کے لئے حاضری دی تو اُنہوں نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول دُہراتے ہوئے فرمایا! مجھے موت کا ڈر نہیں مگر میں اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔"

حضرت عینیہ کی پیش گوئی

روایت ہے کہ حضرت عینیہ بن حصن فزاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ اپنی حفاظت کریں، یا مدینہ منوّرہ سے عجم میں تشریف لے جائیں، پھر جس جگہ ابولؤلؤۃ نے آپ کو زخمی کیا تھا اس کی طرف اُنگلی اُٹھا کر بتایا میں ڈرتا ہوں کہ اس شہر کے لوگوں میں سے کوئی شخص اس مقام پر آپ کو زخمی کردے گا۔"

یہ آخری حج ہوگا

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جبل عرفات پر وقوف کئے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص کو کہتے ہوئے سُنا یا خلیفۃ اللہ پس ایک بدّو نے کہا میرے پیچھے کون ہے یہ آواز کس کی ہے؟

اللہ تعالیٰ تیری حُجّت قطع کرے۔

خدا کی قسم! اس سال کے بعد اَمیر المومنین کبھی وقوف نہیں کریں گے۔

پس جب ہم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رمی جمار کی تو ایک سنگریزہ آ کر اُن کے سر پر لگا جس سے رگ کھل گئی اور خُون بہنے لگا تو اُس شخص نے کہا امیر المومنین چلیں، خدا کی قسم اس سال کے بعد آپ کبھی یہاں نہیں ٹھہریں گے، پس جب توجہ دی تو یہ وہ تھا پس خدا کی قسم حضرت عمر نے اس کے بعد حج نہیں کیا۔

اس روایت کی تخریج ابن اسحاق نے کی۔"

فاروقِ اعظم کی وصیتیں

اس سے قبل اُن کی اپنے بیٹے کو قرض کی ادائیگی کی وصیّت بیان کی گئی اور اس فصل کی ابتداء میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کے لئے اور مہاجرین و اُنصار اور دُوسرے لوگوں کی وصیتوں کا ان دونوں بیانوں سے پہلے ذکر ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اگر آپ لوگوں کے اُمور میں سے کسی چیز کے والی بنیں تو خدا سے ڈریں اور بنی ہاشم مُسلمانوں کے کندھوں پر نہ سوار ہو جائیں"

پھر آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھتے ہُوئے فرمایا! اگر آپ مُسلمانوں کے امور پر حاکم بنائے گئے تو اللہ سے ڈریں اور بنی اُمیّہ کو مُسلمانوں کے کندھوں پر نہ چڑھا دیں یا فرمایا کہ بنی ابی معیط کو مُسلمانوں کے کندھوں پر سوار نہ کر دیں۔

پھر حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا! اگر آپ دونوں کو مسلمانوں کے امورِ خلافت کا ولی بنایا جائے تو آپ اللہ سے ڈریں۔"

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا! اگر آپ کو مُسلمانوں کے اُمور کا حاکم بنایا گیا تو مُسلمانوں کے کندھوں پر اپنے اقربا کو نہ چڑھا دینا۔"

جب میں فوت ہو جاؤں

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں فرمایا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میری طرف سے اغماض کرتے ہوئے میرے کفن میں قصد کرنا، بیشک اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک میرے لئے خَیر ہے تو وہ اُس سے بہتر سے

تبدیل فرمادے گا اور اگر میں اس کے علاوہ پر ہوں یعنی میرے لئے بھلائی تو مجھ سے وہ بھی

سلب کرلیا جائے گا۔"

اور میری لحد میں قصد کرنا، اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں میرے لئے وسعت ہے تو اس میں

میری بصر کو لمبا کر دیا جائے گا اور اگر میں اس کے علاوہ پر ہوں تو وہ مجھ پر تنگ ہو جائے گی یہاں

تک کہ میرے اعضاء مختلف ہو جائیں اور میرے ساتھ عورت نہ نکلے اور نہ .... جو مجھ

میں نہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ مجھے زیادہ جانتا ہے اور مجھے تیزی سے لے جانا، اگر اللہ تعالیٰ کے

نزدیک میرے لئے خیر ہے تو میں اس کی طرف آؤں گا اور اگر شر ہے تو اُسے تُمہارے کندھوں

پر کیوں ڈالا جائے۔

بیٹی کو وصیّت

اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حضرت عُمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے پاس روتی ہوئی آئیں اور کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھی، اے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سسر!

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی کو فرمایا! بیٹھ جائیں میں آپ کی ان

باتوں کے سُننے کا متحمل نہیں پس اُنہیں اُن کے سینے کی طرف سہارا دیا تو آپ نے اپنی بیٹی کو

فرمایا میں آپ کو اپنے اُس حق کی قسم دیتا ہوں جو میرا آپ پر ہے، اس مجلس کے بعد مجھ پر نوحہ

خوانی نہ کرنا، آنکھوں سے بہنے والے آنسو تو یہ ہرگز اُس کی ملک نہیں۔"

تاریخِ وصال

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخِ وفات کے بارے میں اہلِ علم فرماتے ہیں کہ

آپ نے چھبیس ذوالحجہ سنہ ۲۳ھ کو وصال فرمایا، بعض نے کہا کہ اس تاریخ کو زخم آیا تھا

وفات آخر ذوالحجہ میں ہوئی اور اس پر اتفاق ہے کہ آپ زخمی ہونے کے بعد تین روز قائم رہے

پھر اُن کا وصال ہو گیا۔"

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حُجرہ پاک میں دفن کیا گیا۔"

یہ بیان ابن قتیبہ اور سلفی وغیر ھما کا ہے۔

نمازِ جنازہ پڑھانے والے

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا گیا تو حضرت علی اور حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان پر نماز جنازہ پڑھانے کے لئے سبقت کی اُن دونوں کو حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میری طرف سے آپ کی طرف ہے اور یقیناً آپ کے اَمر سے خلافت حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نماز پڑھنے سے بہت زیادہ ہے اور میں آپ کے ساتھ نمازِ مکتوبہ پڑھوں گا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔"

(خرجہ الخجندی)

انکسارِ فارُوقی

روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ اِحتضار آیا تو اُن کا سَر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گودِ میں تھا اور وہ کہتے تھے میں نے اپنی جان پر بہت ظُلم کیا سوائے اس کے کہ میں مُسلمان ہوں، کیا میں نے تمام نمازیں اَدا کیں اور روزے رکھے۔

(خرجہ القلعی)

جس کے پیچھے ملک الموت ہو

روایت ہے کہ جب اُن کے پاس ملک الموت آیا تو اُنہوں نے دُوسرے فرشتے کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ یہ امیر المومنین کا گھر ہے جس میں کوئی چیز نہیں جیسا کہ قبر ہوتی ہے۔ حضرت

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! اے ملک الموت آپ جس شخص کے پیچھے ہوں اُس کا گھر کیسا ہوسکتا ہے۔

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عُمر مبارک

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مُدّتِ خلافت دس سال چھ ماہ اور پانچ روز تھی اور اُنہوں نے لوگوں کے ساتھ دو سالوں کے علاوہ ہر سال حج کیا، اُن کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عُمر کے مطابق تریسٹھ سال تھی۔

یہ روایت معاویہ اور شعبی نے کی ہے۔

بعض نے کہا ! اُن کی عمر پچپن سال تھی یہ روایت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔

زہری نے کہا ! کہ اُن کی عمر چون (۵۴) سال تھی۔

یہ تمام روایات ابوعمر اور حافظ سلفی وغیرہما نے بیان کی ہیں۔"

ابوعمر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی وفات سے دو یا تین سال قبل یہ فرماتے سُنا کہ میری عُمر ستاون یا اٹھاون سال ہے اور مجھے اپنے ماموں بنی مغیرہ سے پہلے جوانی آئی ہے۔

اِس روایت کی تخریج الخجندی نے کی ہے۔

شہادت کے دن زمین پر اندھیرا

حسن بن ابی جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا تو زمین پر اندھیرا چھا گیا، ایک بچّے نے اپنی ماں سے کہا، امیّ جان کیا قیامت قائم ہوگئی؟

اُس کی ماں نے کہا! اے بیٹے نہیں ولیکن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شھید ہو گئے ہیں۔

حضرت عُمر پر رونے اور تعریف کرنے والے

پیشِ ازیں اس فصل سے دوسرے ذکر میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عمر کی تعریف کرنا بیان ہوا۔

اور اس سے پہلے شیخَین کے باب میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کا ذکر کرتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُنہیں چارپائی پر لٹاتے وقت فرمایا کہ آپ نے فرمایا میں اور ابوبکر وعُمر بہت تھے۔

بخاری کی حدیث سے ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تغسیل وتکفین کے بعد اُنہیں چارپائی پر اُٹھایا گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُن کی طرف کھڑے ہو کر فرمایا خُدا کی قسم! زمین پر مجھے کوئی شخص اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ان کپڑوں سے اُس کے صحیفہ کے ساتھ ملاقات کرے۔

اِس روایت کی تخریج صاحب الصفوت نے الصفوت میں اور ابنِ سمان نے الموافق میں کی اور مزید کہا کہ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رونے لگے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک بھیگ گئی۔

حضرت عُمر حضرت علی کی نظر میں

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر اُن کے پاس تشریف لائے تو اُن کی میّت پر اُن کی چادر ڈالی ہوئی تھی، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! مجُھے اپنے صحیفے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے

ساتھ ملاقات کرنے والے سے وہ شخص زیادہ محبوب ہے جس کے صحیفہ کے ساتھ ملے تو یہ چادر تمہارے درمیان ہو، اُے ابنِ خطاب اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، آپ اللہ تعالیٰ کی آیات کے عالم تھے آپ کے سینے میں اللہ تعالیٰ کی عظمت تھی، آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں لوگوں سے نہ ڈرتے تھے، آپ حق کے ساتھ سخی اور باطل کے ساتھ بخیل تھے۔ آپ دُنیا سے خالی پیٹ اور آخرت سے شکم سیر تھے۔

ہائے وہ عُمر

اوقر بن حکیم سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت واقع ہوئی تو میں نے دل میں کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خِدمت میں حاضر ہو کر اُن کا کلام سُنوں چنانچہ میں آپ کی طرف آیا تو لوگوں کو آپ کی مجلس سے اُٹھتے ہوئے پایا۔ واللہ! مجھے کچھ دیر نہ گزری تھی کہ لوگ چلے گئے، تو میں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا پھر آپ نے اپنا سر مُبارک جھکا لیا پھر آپ نے سر مُبارک اُٹھا کر فرمایا! اللہ تعالیٰ کے ہاں عُمر کے رونے پر خوبی ہو۔

وَاعُمَرَاہُ کجی کو سیدھا کرتے اور عمل کو مضبوط کرتے۔

وَاعُمَرَاہُ پاک صاف کپڑے میں فوت ہوئے اور قلیل العیب تھے۔

وَاعُمَرَاہُ سُنت پر چلے اور فتنے سے پرہیز کیا۔

خدا کی قسم! خطاب کا بیٹا اُس کی خَیر کو پہنچ گیا اور اُس کے شَر سے نجات پا گیا۔

اُس کی نظر اپنے ساتھی پر پڑی تو اُسے اِستقامت کے راستے پر چلایا، پھر مائل ہوئے تو فرمایا اور سواری چلی تو اُن کے راستوں کی گھاٹیاں نہ تو راہ گم کرنے والے کو راستہ دکھاتی ہیں اور نہ راستہ جاننے والے کو یقین عطا کرتی ہیں۔"

حضرت سعید کا خراجِ محبّت

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہیں روتا دیکھ کر کسی نے

پوچھا آپ کیوں روتے ہیں؟

فرمایا! میں اسلام پر روتا ہوں بیشک حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام پر رخنہ ڈال دیا ہے جو قیامت کے دن تک بند نہیں ہو سکے گا۔"

اور روایت ہے کہ وہ اجازت لے کر ان کے پاس آئے اور دوسروں کے شعروں سے ان کا مرثیہ کہا۔

اِسلام کا قلعہ مسمار ہو گیا

(۱) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کا قلعہ تھے، لوگ اس میں داخل ہو جاتے تو باہر نہ نکلتے، آج صبح کو وہ قلعہ منہدم ہو گیا اور لوگ اُس سے نکل آئے تو داخل نہ ہوئے۔

(۲) حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! حاضر و باد گھر سے کوئی ایسا نہیں جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کی کمی داخل نہ ہوئی ہو۔"

(۳) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ پر کھڑے ہو کر فرمایا! اِسلام کے لئے اچھا بدلہ ہے، اَے عُمر! آپ حق کے ساتھ جواد باطل کے ساتھ بخیل، خُوشی کے وقت خُوش اور ناراضگی کے وقت ناراض۔"

(۴) حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اسلام سامنے کے شخص کی طرح تھا جس میں قُرب کی زیادتی ہوتی ہے جب وہ فوت ہو گئے تو اسلام پیچھے کے شخص کی طرح ہو گیا جس کے بعد میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۵) حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِنتقال کے دن اسلام نے مولیاً صبح کی ہے

حضرت عمرؓ کے کُتّے سے محبّت

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اگر میں جانتا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کُتّے کے ساتھ محبّت کرتے تو میں اُس سے محبّت کرتا، میری خواہش ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خادم بن کر رہوں یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیت اللہ شریف میں عبیداللہ بن عمرؓ نے اپنے حلقہ میں اُن سے پُوچھا اے عبدالرحمٰن! صراطِ مُستقیم کیا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا! ربّ کعبہ کی قسم صِراطِ مُستقیم وہ ہے جس پر چل کر آپ کا باپ جنّت میں پہنچا اور اس بات پر ایمان کے تین حلف اُٹھائے۔

اعمال وخصائصِ عُمر

پیشِ ازیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کی فصل میں اُن کی ثنا کے بارے میں اور خصائص کی فصل میں اُن کے عمل کے بارے میں اور جِن کے ساتھ کُشتی لڑنے کے متعلق احادیث بیان ہوئیں۔"

معاویہ سے روایت ہے کہ اُس نے صعصہ بن صوعان سے کہا مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوُصاف بتائیں۔

صعصہ نے کہا! وہ اپنی ذات میں عالم، اپنی ریا میں عادل، قلیل الکبرُ، عذر قبول کرنے والے، سہل الحجاب اور دروازہ کھلا رکھنے والے نیکی کے قریب، برائی سے دُور، کمزور کے رفیق، شور نہ مچانے والے، زیادہ خاموش رہنے والے اور عیب سے دُور تھے۔

حضرت عُمر صدّیقہ بنتِ صدّیق کی نظر میں

پیشِ ازیں فضائل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ضمن میں اُمّ المومنین حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے طویل خطبہ میں اُن کا حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف بیان کرنا نقل ہو چکا ہے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: خُدا کی قسم! عُمر جمال و عقل میں ایسا یکتا اور ہر چیز سے خفیف سابق ہے کہ اُس پر کسی نے سبقت نہیں کی۔''

معجم طبرانی، معجم اسماعیلی حضرت عُمر کا ذکر کسی مجلس میں ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیا ہی اچھی بات کہتی تھیں کہ اپنی مجالس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجنے اور عُمر کے ذکر سے مزیّن کیا کرو۔

حضرت اُبو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا! حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اسلام غریب ہو گیا، مجھے پسند نہیں کہ مجھ پر سُورج کا طلُوع و غُروب ہو اور میں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد باقی رہوں۔ کسی نے کہا! کیوں ؟

فرمایا! اگر تم زندہ رہے تو اس بات کو عنقریب دیکھ لو گے، اگر اُن کے بعد والا خلیفہ لوگوں کو اُس چیز کے ساتھ پکڑے گا جس کے ساتھ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکڑتے تھے تو لوگ اُن کی اطاعت نہیں کریں گے، اور اگر اُن سے کمزور ہو گا تو اُسے قتل کر دیں گے۔

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خُود کو وظائف لینے والوں کی فہرست سے خارج کر لیا۔

جنّات کے مرثیے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت سے تین یوم قبل جنوں نے اُن پر نوحہ خوانی کرتے ہوئے کہا!

أبعد قتيلٍ بالمدينة أظلمت

له الأرض تهتز العضاة بأسوق

جزی اللہ خیراً من إمام وبارکت
ید اللہ فی ذاک الأدیم الممزقِ
فمن یسع أو یرکب جناحی نعامةٍ
لیدرك ما قدمت بالأمس یسبق
قضیت أموراً ثم غادرت بعدھا
بواثق من أکمامھا لم تفتق

اس روایت کی تخریج ابوعمر نے کی۔

مطلب بن زیاد سے روایت ہے کہ جنوں نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرثیہ کہا جس میں اُنہوں نے کہا!

ستبکیك نساء الجن تبکین منتحبات
وتخمشن وجوھاً الدنانیر النقیات
ویلبس ثیاب السود بعد القصیبات

مَعروف مُوصلی سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی تو یہ آواز سُنائی دی!

لیبكِ علی الإسلامِ من کان باکیاً
فقد أوشکوا ھلکی وما قدم العھد
وأدبرت الدنیا وأدبر خیرھا
وقد ملھا من کان یؤمن بالوعد

اس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی۔"

رِحلت کے بعد خواب میں مُلاقات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوست تھے، جب حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی کہ وہ خواب میں اُنہیں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرائے۔

چنانچہ ایک سال کے بعد اُنہوں نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو اُن کی پیشانی پسینے سے ترتھی، آپ نے پُوچھا! آپ کیا کرر ہے تھے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں ابھی ابھی فارغ ہُوا ہُوں اگر اُس کی رحمت ورافت سے مُلاقات نہ ہوتی تو میں نہ ہوتا۔

بارہ سال میں حِساب ہُوا

عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ مجھے اس سے زیادہ کوئی اَمر پسند نہ تھا کہ میں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پیش آنے والے حالات کو جان لیتا پس میں نے خواب میں ایک محل دیکھا تو پُوچھا یہ کس کے لئے ہے؟

اُنہوں نے کہا! عُمر بن خطاب کے لئے، اسی اثناء میں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ محل سے باہر نکلے تو اُن کا جسم پسینے سے شرابور تھا، گویا کہ آپ نہا کر آئے ہیں۔ میں نے کہا! آپ کے ساتھ کیسی گزری؟

اُنہوں نے فرمایا! مجھے تم لوگوں سے بچھڑے ہوئے کتنا عرصہ گزرا ہے؟

میں نے کہا ! بارہ سال

اُنہوں نے فرمایا ! میں حساب سے اس وقت فارغ ہُوا ہُوں۔"

بارہویں فصل

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کل اولاد کی تعداد تیرہ ہے جن میں نو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابا عبدالرحمٰن تھی، وہ مکہ معظّمہ میں اپنے باپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چھوٹی عُمر میں ہی مشرف بہ اسلام ہو گئے اور اپنے ماں باپ کے ساتھ دس سال کی عُمر میں اُنہوں نے ہجرت کی اور بدر و اُحد کی جنگوں کے بعد تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ (الخجندی)

دارقطنی نے کہا کہ اُحد کے دن چھوٹے تھے اور غزوۂ خندق میں شریک تھے اس وقت اُن کی عمر پندرہ سال تھی، اور خندق کے بعد حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی، بعض نے کہا کہ وہ غزوۂ بدر میں موجود تھے تو اُن کی صِغرسنی کی بنا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں اجازت نہ دی اور دوسرے سال اُحد کے دن اجازت عطا فرمائی۔''

اِس روایت کو بیان کرتے ہُوئے طائی نے کہا کہ پہلی روایت زیادہ درست ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم، مُجتہد، عبادت گذار، سُنت کو لازم کرنے والے بدعت سے بھگنے والے اور اُمّت کو نصیحت کرنے والے، آپ کعبہ شریف میں سر بسجود ہو کر بارگاہِ ربّ العزّت میں عرض کرتے!

اے پروردگار! تو جانتا ہے کہ مجھے سوائے تیرے خوف کے اس دُنیا پر قریش کی مزاحمت سے کوئی چیز نہیں روکتی۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کی تعریف میں فرمایا! عبداللہ بن عمر صالح شخص ہے اور فرمایا کہ یہ دُنیا سے اپنے باپ کی طرح جائے گا۔

سالم بن ابی الجعد نے کہا! میں نے کسی کے ساتھ دُنیا کو مائل نہیں دیکھا مگر یہ کہ وہ دُنیا کے ساتھ مائل تھا، سوائے عبداللہ بن عُمر کے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ وہ اپنے مال میں جس چیز پر زیادہ خوش ہوتے اُسے خیرات کر دیتے۔

اُن کے غلام یہ بات جانتے تھے کہ بسا اوقات اُن میں سے کوئی اطاعت پر مسجد اور اقبال کو لازم کر لیتا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اُس کی یہ حالت دیکھتے ہوئے اُسے آزاد کر دیتے، اُنہیں کسی نے کہا کہ یہ لوگ آپ کو دھوکا دیتے ہیں۔

اُنہوں نے فرمایا! جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکا دیتا ہے ہم اُسے دھوکا دیتے ہیں۔

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابنِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار یا اس سے زیادہ غلاموں کو آزاد کیا۔"

یہ تمام واقعات طائی نے بیان کئے اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ تک بقیدِ حیات رہے۔

ابنِ عُمر کی وفات

ابوالیقظان نے کہا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ وہ حجاج بن یوسف کی سازش کا شکار ہوئے ور اُس کے ایک آدمی نے راستے میں زہر آلود نیزہ پھینکا، جس کی نوک اُن کے پاؤں کی پشت پر لگی تو حجاج نے اُن کے پاس آکر کہا، اُے عبدالرحمٰن آپ کو کس نے تکلیف پہنچائی ہے؟

آپ نے فرمایا! تو نے۔ حجاج نے کہا! یہ نہیں کہتے کہ یہ آپ پر اللہ کا رحم ہوا ہے۔

آپ نے فرمایا! پھر آپ کا انتقال ہوگیا تو اُن پر رُوم کے نزدیک نماز جنازہ ادا کی گئی تو اُنہیں اُم خرمان کے احاطہ میں دفن کیا گیا"

میں کہتا ہوں کہ اس وقت اس احاطہ کو مکہ معظّمہ اور اُس کے مضافات میں کوئی نہیں جانتا۔ تاہم وادی البطح میں ایک جگہ کا نام خرمانیہ ہے ہوسکتا ہے کہ یہ جگہ اُمّ خرمان کی طرف منسوب ہو اور ابی یقظان کے علاوہ راوی نے کہا کہ حضرت عبداللہ ابن عُمر مکہ معظّمہ میں فوت ہوئے تو مقامِ فج میں دفن ہوئے جو مکہ معظّمہ کے قریب ہے اُن کی عُمر چوراسی سال تھی اور اُن کے پیچھے اُن کی اولاد موجود تھی۔ دار قطنی نے کہا کہ اُن کا وصال ۷۳ھ ہجری میں ہوا۔"

کِس کِس سے روایت کی

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضُور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرنے کے علاوہ حضرت ابوبکر، حضرت عمرؓ، حضرت عُثمان، حضرت علی، حضرت زُبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید ب زید، حضرت زید بن خطاب، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی امامہ انصاری، حضرت ابوایّوب انصاری، حضرت ابو ذرغفاری، حضرت ابی سعید خدری، حضرت زید بن حارثہ، حضرت اُسامہ بن زید، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت عُثمان بن طلحہ، حضرت رافع بن خدیج، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت کعب بن عمرو، حضرت تمیم الداری، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عبداللہ بن عباس وغیرھم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی ہے۔

نیز اُنہوں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور اُمّ المومنین حضرت حفصہ اور اپنی بیوی صفیہ بنتِ عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ سے بھی روایت بیان کی ہے۔ اور اُن سے صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقیہ، صاحبِ تقویٰ و ورع اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آثار کی سختی سے اتباع کرنے والے تھے۔ اس میں اس کے ساتھ اُن

کی اقتداء ہے۔ یہ دار قطنی کا بیان ہے۔

عبدالرحمٰن الاکبر یہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سگے بھائی ہیں، اور ان دونوں کا ماں کا نام حضرت زینب بنتِ مظعون ہے۔

زَیدالاکبر

یہ اُمّ کلثوم بنتِ علی بن ابی طالب کے بیٹے ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں، کہتے ہیں کہ اُنہیں دو قبیلوں کے درمیان پتّھر لگا تو وہ جان بحق ہو گئے۔ اور اُن کے پیچھے کوئی اُولاد نہیں اور بعض نے کہا کہ وہ اور اُن کی والدہ اُم کلثوم ایک ہی وقت میں فوت ہوئے تھے اور اُن میں سے ایک دُوسرے کا کوئی وارث نہیں اور ان دونوں پر عبداللہ بن عمر نے پہلے زید پر اور پھر اُم کلثوم پر نمازِ جنازہ پڑھائی، اس کے ساتھ سُنت جاری ہوگئی پس ان دونوں میں دو حکم تھے۔

عاصم

ان کی والدہ کا نام اُمِّ کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت ہے۔ یہ وہی ہیں جن کا نام عاصیہ تھا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کا نام جمیلہ رکھ دیا۔ عاصم بہتر فاضل تھے، ۷۰ھ میں فوت ہوئے اُن کے پیچھے اولاد تھی۔

حضرت عاصم کے ماں جائے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن زَید بن حارثہ انصاری ہیں جو ثوبان سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمُر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کی بیٹی حضرت اُم عاصم بنتِ عاسم کے بیٹے ہیں۔

زَیدالاصغر، عبیداللہ

ان دونوں کی والدہ ملیکہ بنتِ جرول الخزاعیہ ہیں اور دَار قطنی نے کہا اُس کا نام اُمّ کلثوم بنت جرول ہے۔ ہوسکتا ہے اُمِّ کلثوم ملیکہ کی کنیت ہو۔

عبیداللہ بن عمر شدید گرفت کرنے والا شخص تھا، جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے اور ابولؤلؤۃ کے بیٹے کو اور ہرمزان کو قتل کر دیا۔ عبیداللہ نے صفین کی جنگ میں معاویہ کا ساتھ دیا اور اُس جنگ میں قتل ہوئے، اُن کے پیچھے اَولاد موجود تھی۔

زیدالاصغر اور عبیداللہ کے دو ماں جائے بھائی تھے۔

۱۔ عُبیداللہ بن ابی بہم بن حذیفہ

۲۔ حارثہ بن وہب خزاعی اور یہ صحابی تھے،

عبدالرحمٰن بن الاوسط

اِن کی والدہ لہیہ اُمّ ولد ہیں۔"

عبدالرحمٰن الاصغر

اِن کی والدہ اُم ولد ہیں، عبدالرحمٰن نامی ان تینوں میں سے ایک کی کُنیّت ابوشحمہ ہے اور دُوسرے کا لقب مجبر ہے۔ ابوشحمہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوڑوں کی حد قائم کی تھی جس سے اُن کی موت واقعہ ہوگئی۔ اُن کے پیچھے کوئی اَولاد نہ تھی مجبر کے پیچھے اُولاد موجود تھی اور اُن کے پیچھے اور اُن میں سے کوئی باقی نہیں۔

یہ روایت ابن قتیبہ نے بیان کی ہے، اور دَارقطنی نے کہا کہ ابوشحمہ عبدالرحمٰن الاوَسط کا نام ہے جس پر کوڑوں کی حد قائم کی گئی تھی اور اُن کی والدہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اُس کا نام اُم ولد ہے اور اُسے لہیہ کہتے تھے اور عبدالرحمٰن الاصغر کو مجبر کہتے تھے۔

عیاض بن عمر

اِن کی والدہ عاتکہ بنت زید ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار بیٹیاں تھیں۔

حفصہ اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

زوجۂ مطہرہ ہیں، اِن کا بیان کتاب مناقب اُمّہات المومنین میں اُن کی تزویج مُبارک کے واقعہ میں آئے گا، آپ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمن الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی ہمشیرہ ہیں۔"

رُقیّہ یہ زَید الاکبر کی سگی بہن ہیں" ان کی شادی ابراہیم بن نعیم بن عبداللہ سے ہوئی تھی۔ وہ اُن کے پاس ہی فوت ہوئیں اور اُن کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔

فاطِمہ اِن کی والدہ کا نام اُم حکیم بنتِ حارث بن ہشام بن مغیرہ ہے۔

اِن کی شادی اپنے چچازاد حضرت عبدالرحمٰن بن زَید بن خطاب سے ہوئی اور اُن کے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے، یہ بیان دارقطنی کا ہے۔

زینب اِن کی والدہ کا نام فکیہ اُمّ ولد ہے۔ اِن کی شادی عبداللہ بن عبداللہ بن سراقہ عدوی سے ہوئی تھی۔ اور یہ اپنی ہمشیرہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ یہ سب روایات ابن قتیبہ اور صاحب صفوت نے بیان کی ہیں۔ واللہ اعلم

اوّل و آخر تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور صلوٰۃ و سلام سیّد الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دوسری جزء تمام ہوئی، تیسری جزء میں حضرت عُثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مناقب ہیں: مؤلف طبری۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم رحمت کاملہ کے صدقہ سے ریاض النضرہ فی مناقب عشرہ مبشرہ کی ترجمہ اختتام پذیر ہوا۔

الحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلیٰ سَیِّدِ الْمُرسَلِینَ وَعَلیٰ آلِہِ الطَّاھِرِینَ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِین"

نیاز آگین
صائم چشتی

۲۶ رجب المرجب ۱۴۰۷ھ